280 کتب و رسائل اور 6 مخطوطات سے ماخوذ عمامہ شریف
کے فضائل و مسائل اور مفید معلومات پر مشتمل کتاب

عمامے کے فضائل

(دعوتِ اسلامی)

عمامہ شریف کے فضائل و مسائل اور مفید معلومات پر مشتمل
عمامہ کے فضائل
پیش کش
مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ (دعوتِ اسلامی)
(شعبہ امیرِ اہلسنّت)
ناشر
مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نام کتاب : عمامہ کے فضائل

پیش کش : مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیۃ (شعبہ امیرِ اہلسنّت)

طباعتِ اوّل : ٤ ، جُمادی الاولیٰ ١٤٣٥ھ بمطابق 06مارچ 2014ء

تعداد :

ناشر : مکتبۃ المدینہ عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- ❁…… **کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون: 021-32203311
- ❁…… **لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون: 042-37311679
- ❁…… **سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون: 041-2632625
- ❁…… **کشمیر** : چوک شہیداں، میرپور فون: 058274-37212
- ❁…… **حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون: 022-2620122
- ❁…… **ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون: 061-4511192
- ❁…… **اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767
- ❁…… **راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون: 051-5553765
- ❁…… **خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون: 068-5571686
- ❁…… **نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون: 0244-4362145
- ❁…… **سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون: 071-5619195
- ❁…… **گوجرانواله** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون: 055-4225653
- ❁…… **پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر

E.mail : ilmia@dawateislami.net
www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال، **محمد الیاس عطار** قادِری رضوی، ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ و اٰلہٖ وسلم **تبلیغِ قرآن و سنّت** کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے مُتعَدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلَماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

﴿۱﴾ شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ
﴿۲﴾ شعبۂ درسی کُتُب
﴿۳﴾ شعبۂ اصلاحی کُتُب
﴿۴﴾ شعبۂ تراجِم کتب
﴿۵﴾ شعبۂ تفتیشِ کُتُب
﴿۶﴾ شعبۂ تخریج

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمام

اَہلسنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِطریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کوعصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اوراسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اوراشاعتی مدنی کام میں ہرممکن تعاون فرمائیں اورمجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خودبھی مطالَعہ فرمائیں اوردوسروں کوبھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ **''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''المدینۃ العلمیۃ''** کودن گیارہویں اوررات بارہویں ترقّی عطافرمائے اورہمارے ہرعملِ خیرکوزیورِاخلاص سے آراستہ فرماکردونوں جہاں کی بھلائی کاسبب بنائے۔ ہمیں زیرِگنبدِ خضرا شہادت، جنّتُ البقیع میں مدفن اورجنّتُ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اِجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''سبز عمامہ باندھنا بھی سنّت ہے''

کے 22 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''22 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ ۝

مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔(معجم کبیر،٦/١٨٥،حدیث:٥٩٤٢)

دو مَدَنی پھول: ﴿١﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿٢﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿١﴾ ہر بار حمد و ﴿٢﴾ صلوٰۃ اور ﴿٣﴾ تعوُّذ و ﴿٤﴾ تَسمِیَہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صَفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔﴿٥﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔﴿٦،٧﴾ حَتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو، باعمامہ اور ﴿٨﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿٩﴾ قرآنی آیات اور ﴿١٠﴾ اَحادیثِ مبارکہ کی زِیارت کروں گا ﴿١١﴾ جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿١٢﴾ جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں

گا۔ ﴿۱۳﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت خاص خاص مُقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ ﴿۱۴﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) ''یادداشت'' والے صَفْحَہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ ﴿۱۵﴾ کتاب مکمل پڑھنے کیلئے روزانہ چند صَفْحات پڑھ کر علمِ دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا۔ ﴿۱۶﴾ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر کروں گا۔ ﴿۱۷﴾ مدنی انعامات پر عمل کرتے ہوئے اس کا کارڈ بھی جمع کروایا کروں گا۔ ﴿۱۸﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ ﴿۱۹،۲۰﴾ اس حدیثِ پاک ''تَهَادَوْا تَحَابُّوْا'' ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔'' ﴿مؤطا امام مالك، ۲/۴۰۷، حديث: ۱۷۳۱﴾ پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ ﴿۲۱﴾ اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا ﴿۲۲﴾ کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اچھی اچھی نیّتوں سے متعلق رہنمائی کیلئے، **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ کا سنّتوں بھرا منفرِد بیان **''نیّت کا پھل''** اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ یا پمفلٹ مکتبۃ المدینہ** کی کسی بھی شاخ سے ھدیّۃً حاصِل فرمائیں۔

سر ڈھانپنا عقلمندی ہے

مسلمان اپنی تہذیب وتمدن، رَسم ورَواج اور رہن سہن کے طریقوں میں دیگر مذاہب کے لوگوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ اِسلام نے باطنی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبصورتی کی جانب بھی توجہ دلائی ہے۔ اللّٰہ تعالٰی نے اپنی بارگاہ میں حاضری کے وقت زینت اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا چنانچہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾	ترجمۂ کنزالایمان: اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں (الاعراف، پ ۸، الآیۃ:۳۱)

اس آیتِ کریمہ کے تحت صَدرُ الاَفاضِل مفتی محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الھَادِی فرماتے ہیں: یعنی لباسِ زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا خوشبو لگانا داخلِ زینت ہے۔ مسئلہ: اور سنّت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو کیونکہ نماز میں ربّ سے مُناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا عِطر لگانا مُستَحَب جیسا کہ سِتر، طہارت واجب ہے۔

غور فرمایئے! اگر دو افراد نماز پڑھ رہے ہوں ایک ننگے سر اور دوسرا عمامہ و ٹوپی سے سر کو ڈھانپے ہوئے ہے تو ہر ذی شُعُور یہی کہے گا کہ ان میں سے

عمامہ وٹوپی پہن کر نماز پڑھنے والا زینت اختیار کئے ہوئے ہے۔ کیونکہ عمامہ شریف سر کی زینت، پابندیٔ سنّت کی پہچان، مومن کی آن وبان اور علماء وفقہاء، بزرگانِ سَلَف وخَلَف کی شان ہے اسے چھوڑنا سببِ نقصان ہے جبکہ ننگے سر رہنے کی عادت، ننگے سر راستوں میں چلنا اوراسی طرح مساجد میں نماز کے لئے داخل ہوجانا سَلَفِ صالحین کے عُرف میں اچھی عادت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ عُلَماء وصُلَحاء تو سر ڈھانپ کر رہتے ہی تھے، عام شُرَفاء بھی اسے تہذیب اورشرافت کا حصہ سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: عقلمند آدمی سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ننگے سر رہنا اچھی عادت نہیں، کیوں کہ اس میں ترکِ ادب اورمُرُوَّت کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔(تلبیس ابلیس، ص۳۱۹) سر ڈھانپنے کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ اس روایت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت وَاثِلَہ بن اَسقَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ’’دن میں سر ڈھانپنا عقلمندی ہے‘‘(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم،الجز:۱۵، ۸/ ۱۳۳، حدیث:۴۱۱۳۶ مختصراً) لہٰذا ہمیں چاہئے نہ صرف نماز کے وقت اپنے رب کے حضور سر ڈھانپ کر حاضر ہوں بلکہ ہر وقت ہی عمامہ شریف سجائے رکھا کریں۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عمامہ شریف عام کرنے کی بے مثل خدمات اور

آپ کے قلبی لگاؤ کو سامنے رکھتے ہوئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کے ''شعبہ امیرِ اہلِ سنّت'' کو عمامہ شریف کے متعلق کام سونپا گیا۔ تصنیف وتالیف سے وابستہ اسلامی بھائی جانتے ہیں کہ کسی بھی ایسے موضوع پر کتاب لکھنا یا مرتب کرنا جس پر پہلے ہی سے کئی کتب لکھی جا چکی ہوں ایک مشکل کام ہے۔ لیکن پہلے سے لکھی گئی کتابوں کی خوبیوں اور دیگر تمام اُمور کو سامنے رکھتے ہوئے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اُسی موضوع پر ایک نئی کتاب، علمی وتحقیقی طرز پر مرتب کی جائے تو اُس کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کتاب پر شعبہ امیرِ اہلِ سنّت (المدینۃ العلمیۃ) کے تین اِسلامی بھائیوں ابوسلمان محمد عدنان چشتی المدنی، ابوالخیر عبدالماجد عطاری المدنی اور ابوالقاسم عثمان فاروقی عطاری المدنی سَلَّمَھُمُ اللّٰہُ الْغَنِی نے کام کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

امیرِ اہلسنّت کی روحانی توجہ

مبلغِ دعوتِ اسلامی، رکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ، نگران مجلس المدینۃ العلمیۃ ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی عمامہ شریف سے محبت اور اس سنّت کو عام کرنے کی کڑھن کے پیشِ نظر جب کتاب ''عمامہ کے فضائل'' پر کام کی ابتدا کی گئی تو ایک رات میں نے خواب میں امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی زیارت کی تو المدینۃ العلمیۃ میں عمامہ کے فضائل پر کئے جانے والے کام کی خوشخبری بھی سنائی۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے دُعاؤں سے نوازا اورخواب ہی میں عمامہ شریف کے متعلق ایک کتاب بھی عطا فرمائی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اہلسنت پَر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کتاب پر اَوّل تا آخر مختلف مَراحِل میں کام کیا گیا ہے جو اِس کتاب کی خصوصیات میں شمار کیے جاسکتے ہیں، تفصیل کچھ یوں ہے:

مواد جمع کرنے کا مرحلہ: کتاب ''عمامہ کے فضائل'' کے مواد کے سلسلے میں درج ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھا گیا: **اولاً:** کُتُبِ اَحادِیث اور سیرت وشمائل میں موجود عمامہ شریف کے فضائل ومسائل پر مشتمل احادیث وروایات کو اصل کتابوں سے جمع کیا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ کتاب ''عمامہ کے فضائل'' میں کم وبیش 275 کتب و رسائل اور مخطوطات کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں۔ **ثانیاً:** خاص عمامہ شریف کے حوالے سے عربی، فارسی، اُردو اور سندھی زبان میں لکھی گئی کتب سے استفادہ کیا گیا۔ مطبوعہ کتب ورسائل کے علاوہ مختلف علمائے اہلِ سنّت کَثَّرَہُمُ اللہُ تَعَالٰی سے رابطے کر کے غیر مطبوعہ کتب ورسائل کے مخطوطات بھی حاصل کئے گئے جس کے لئے نگران مجلس المدینۃ العلمیۃ نے خصوصی تعاون فرمایا۔ بعض کتب ومخطوطات کی عدمِ دستیابی کے سبب اُن کے کمپیوٹر نسخے انٹرنیٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ کیے گئے۔ **ثالثاً:** المدینۃ العلمیۃ کی کتب سے مواد کے لیے مجلس المدینۃ العلمیۃ اور مجلس آئی

ٹی کی پیشکش المدینہ لائبریری سوفٹ وئیر نیز جدید دور کے تقاضوں کے مطابق انٹرنیٹ کے ذریعے مختلف ویب سائٹ سے بھی مواد لیا گیا ہے۔ **خامساً:** مواد جمع کرتے وقت اِس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ موضوع ومن گھڑت روایات سے احتراز کیا جائے، نیز مواد جمع کرنے کے بعد تخریج کرتے وقت بھی اِس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔

جمع شدہ مواد کی ترتیب واُسلوب: اس کتاب میں مواد کی ترتیب واُسلوب کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھا گیا: کتاب کی ترتیب میں تحقیقی و اِصلاحی دونوں اَسالیب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مشکل اور پیچیدہ الفاظ سے احتراز کرتے ہوئے عام فہم زبان استعمال کی گئی ہے۔ البتہ جہاں ضرورتاً اصطلاحات یا مشکل الفاظ ذکر کیے گئے ہیں وہاں ہلالین ( ) میں اُن کا ترجمہ یا تسہیل کردی گئی ہے۔ مواد کو مرتب کرتے ہوئے مختلف روایات و واقعات کے تحت اِصلاحی مدنی پھول بھی پیش کیے گئے ہیں۔ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان اور اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ دعائیہ کلمات کا اِلتزام کیا گیا ہے۔ کئی مقامات پر مفید اور ضروری حواشی بھی لگائے گئے ہیں۔ راویوں کے اسماء اور دیگر کئی مشکل اَلفاظ پر اِعراب کا بھی اِلتزام کیا گیا ہے نیز بعض الفاظ کے دُرُست تلفظ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ کتاب کی اِجمالی وتفصیلی دونوں طرح کی فہرستیں بنائی گئیں ہیں، اجمالی فہرست میں ابواب اوران کے تحت آنے والی جلی سُرخیوں (Main Headings) کو ذکر کیا گیا ہے، جبکہ تفصیلی فہرست میں ابواب

اور جَلی سُرخیوں سمیت تمام خَفی سُرخیوں (Sub Headings) کو بھی ذکر کیا گیا ہے نیز اِجمالی فہرست کتاب کے شروع میں اور تفصیلی فہرست آخر میں دی گئی ہے۔

عربی عبارات کا ترجمہ: کتاب میں عربی وفارسی عبارات کے ترجمے کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیش نظر رکھا گیا: عبارات کا لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت شُروح ولُغات کی طرف بھی رجوع کیا گیا ہے۔ احادیث وروایات کے ترجمہ میں طویل سند بیان کرنے کے بجائے فقط آخری راوی کے ذکر پر اِکتفاء کیا گیا ہے نیز بعض مقامات پر ایک ہی موضوع کی مختلف روایات کو بھی ضرورتاً بیان کیا گیا ہے۔ دورانِ ترجمہ مشکل مقامات پر المدینۃ العلمیۃ کے شعبہ تراجم کتب کے ماہر مُتَرجِمین مدنی علمائے کرام سے بھی مشاورت کی گئی ہے۔

عربی عبارات کا تقابُل: اس کتاب میں عربی عبارات کے تقابل کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے: عربی کتب سے جو ترجمہ کیا گیا ہے اُس کا اصل کتاب سے انتہائی احتیاط کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ عبارت ذکر کرنے کے بعد جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اُسی کتاب سے تقابل کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات اور اُن کے ترجمے کا بھی اصل نسخے سے تقابل کرلیا گیا ہے۔

عربی عبارات کی تفتیش: کتاب میں مواد کو ترتیب دیتے وقت کئی ایسی عبارتیں سامنے آئیں جن میں مختلف نسخوں کی وجہ سے یا بعض عبارات کے چھوٹ جانے

کے وجہ سے اختلاف پایا گیا لہٰذا اُن عبارتوں کی رِوایت و دِرایت دونوں اعتبار سے قدیم مطبوعہ نسخوں یا مخطوطات کی مدد سے تفتیش کی گئی اور پھر مشاورت سے درست عبارت کو لے لیا گیا نیز اُس عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے اُس نسخے کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

عبارات کی تخریج: کتاب میں بھی مختلف آیاتِ مبارکہ، احادیثِ مبارکہ، اقوالِ صحابۂ کرام و بزرگانِ دین وغیرہا کی تخاریج کا التزام کیا گیا ہے۔ تخاریج کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیش نظر رکھا گیا ہے:

عربی کتاب کی عربی اور اردو کتاب کی اردو رَسمُ الخَط میں تخریج دی گئی ہے البتہ عربی کتب میں اُن کے اصل اور طویل عربی نام کے بجائے معروف اور مختصر نام دیے گئے ہیں۔ تخریج میں کتاب کا مکمل حوالہ (کتاب، باب، فصل، نوع، رقم الحدیث، جلد اور صفحہ وغیرہ کے ساتھ) اس طرح دیا گیا ہے کہ پڑھنے والا بآسانی اُس مقام تک پہنچ جائے۔ تخریج کرتے ہوئے جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے، موضوعات کے اعتبار سے اُن کے اسماء، شہر طباعت، مُصَنِّفِین کے اَسماء باعتبار تاریخ وفات کی تفصیل آخر میں فہرست ماخذ و مراجع میں دے دی گئی ہے۔ اگر کسی وجہ سے ایک کتاب کے دو مختلف مطبوعہ نسخوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو اُن دونوں نسخوں کی نشاندہی بھی آخر میں کر دی گئی ہے۔ تخاریج میں کسی بھی کتاب کا ایسا حوالہ درج نہیں کیا گیا جو ہمارے پاس کسی بھی حوالے سے موجود نہ ہو۔ ''عمامہ کے فضائل'' میں کم وبیش

750 تخاریج کی گئی ہیں۔

کتاب کی پروف ریڈنگ: قرآن پاک کے علاوہ اگرچہ کوئی بھی کتاب غلطیوں سے مُبَرّاء (محفوظ) نہیں ہوسکتی لیکن کسی کتاب میں غلطیوں کی کثرت اس کی اہمیت کو کم کرنے کا سبب بن سکتی ہے اس لئے ''عمامہ کے فضائل'' کی پروف ریڈنگ پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

شرعی تفتیش: اِس کتاب کو دارُالافتاء اہلسنّت کے مدنی علمائے کرام دامت فیوضہم نے شرعی حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

اِنْ شَآءَ الله عَزَّوَجَلَّ اس کتاب کا بغور مطالعہ ''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کی مَدَنی سوچ'' پانے کا سبب بنے گا۔ لہٰذا مدنی ماحول کی اہمیت اُجاگر کرنے کے لئے دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اس کی ترغیب دلائیے۔ **اللہ تعالٰی** ہمیں ''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش'' کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم

شعبہ امیرِ اَہلسنّت **مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ** (دعوتِ اسلامی)

۰۴ جُمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ بمطابق 06 مارچ 2014ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دُرود پاک کی فضیلت

سرکارِ اَبدِ قرار، صاحبِ عمامۂ نور بار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اِرشاد خوشبودار ہے: ''ثَلَاثَۃٌ یَومَ الْقِیَامَۃِ تَحتَ عَرْشِ اللّٰہِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلَّہٗ'' یعنی قیامت کے روز جبکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سِوا کوئی سایہ نہ ہوگا، تین طرح کے لوگ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: (۱) ''مَنْ فَرَّجَ عَنْ مَکْرُوْبِ اُمَّتِی یعنی وہ شخص جو میرے کسی اُمّتی کی پریشانی دُور کردے۔'' (۲) ''وَمَنْ اَحْیَا سُنَّتِی، میری سُنَّت کو زِندہ کرنے والا۔'' (۳) ''وَمَنْ اَکْثَرَ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ اور مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھنے والا۔'' (تسدید القوس اختصار مسند الفردوس، ص ١٦٣ مخطوط مصور، البدور السافرۃ فی امور الاخرۃ، باب الاعمال الموجبۃ لظل العرش الخ، ص ١٣١، حدیث: ٣٦٦)

سنّت پر عمل کی برکت سے مغفرت ہوگئی

حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللّٰہ شمسُ الدّین محمد بن احمد ذہبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا علی بن حسین بن جدّاء عُکبری عَلَیْہِ

رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُ ناھِبَۃُ اللّٰہ طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کوخواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت فرمادی۔'' عرض کی: ''کس سبب سے؟'' تو انھوں نے رازدارانہ انداز میں کہا: ''سنّت پر عمل کی برکت سے۔''

(سیر اعلام النبلاء، اللالکائی (ھبۃ اللّٰہ بن الحسن)، ۱۳/۲۶۹، رقم: ۳۷۸۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے سنّت پر عمل کرنا مغفرت کا ذریعہ بن گیا۔ یقیناً کامیاب و کامران وہی ہے کہ جو فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے کیونکہ فلاحِ دارین کا جو وظیفہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی امت کو خاص طور پر عطا فرمایا وہ یہ ہے کہ فتنوں کے زمانے میں سنّت کو مضبوطی سے تھام لیں چنانچہ

سنّت کو مضبوطی سے تھام لو

حضرت سیِّدُنا عِرباض بن سارِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ امت میں کثیر اختلافات دیکھے گا ایسے حالات میں تم پر لازم ہے کہ میری سنّت اور خلفاءِ راشدین کے طریقے کو مضبوطی سے تھام لو۔ (ابوداؤد،

کتاب السنة ، باب فی لزوم السنة، ٤/٢٦٧، حدیث:٤٦٠٧، ملتقطًا)

سنت کی اہمیت

ایک مسلمان اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سچے غلام ہونے کے ناطے لازم ہے کہ ہم اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنّتوں کو عمل کے ذریعے خوب عام کریں، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طریقوں پر عمل کرنا ہی ہمارے لئے ترقی درجات کا زینہ ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔(پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱)

حضرت صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الھَادِی **"خزائنُ العرفان"** میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ان کی اچھی طرح اتّباع کرو اور دینِ الٰہی کی مدد کرو اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مَصَائِب پر صبر کرو اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔ (خزائن العرفان، پ ۲۱، الاحزاب، تحت الآیۃ:۲۱،ص۷۷۷)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان

''نورُالعرفان'' میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی زندگی شریف سارے انسانوں کے لیے نمونہ ہے جس میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ رب (تعالٰی) نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی زندگی شریف کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا۔ کاریگر نمونہ پر اپنا سارا زور و صَنعت صرف کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو ان کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا، مرنا، سونا، جاگنا حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جائیں ۔نمونے میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ نمبر(۱) اسے ہر طرح مکمل بنایا جاتا ہے، نمبر (۲) اس کو بیرونی غبار سے پاک رکھا جاتا ہے، نمبر (۳) اس کو چھپایا نہیں جاتا، نمبر (۴) اس کی تعریف کرنے والے سے صَانع (یعنی بنانے والا) خوش ہوتا ہے، نمبر (۵) اس میں عیب نکالنے پر ناراض ہوتا ہے۔ نبیِّ اکرم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں یہ پانچ باتیں موجود ہیں۔

(نورالعرفان، پ ۲۱، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۱، ص ۶۷۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

نجات تین چیزوں میں ہے

حضرت سیِّدنا امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن احمد قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل

فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا سَہل بن عبداللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اَلنَّجَاۃُ فِی ثَلَاثَۃٍ یعنی: نجات تین چیزوں میں ہے۔ (۱) اَکْلُ الْحَلَالِ، حلال کھانے، (۲) وَاَدَاءُ الْفَرَائِضِ، فرائض کی ادائیگی (۳) وَالِاقْتِدَاءُ بِالنَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع اور پیروی کرنے میں۔

(تفسیر قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱٦۸، الجز الثانی، ۱/۱۵۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

سنّت سے محبت کا انعام

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مجھ سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تو یہ کرسکتا ہے کہ اس حال میں صبح وشام کرے کہ تیرے دل میں کسی کی بدخواہی (کینہ) نہ ہو تو ایسا ہی کر۔ پھر فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ میری سنّت ہے اور جو میری سنّت سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، الفصل الثانی، ۱/۵۵، حدیث:۱۷۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

سنتیں زندہ کرنے والے خوش نصیب ہیں

نبیِّ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

بیشک اس دین کی اِبتداء غریبوں سے ہوئی اور عنقریب یہ اسی طرف لوٹ آئے گا جس طرح اس کا آغاز ہوا تھا۔ پس غریبوں کو مبارک ہو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللّٰہ! غریب کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میری سنّتیں زندہ کرتے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کو سکھاتے ہیں۔ (الزهد الكبير، ص۱۱۷، رقم:۲۰۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! احادیثِ مبارکہ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک سنّتوں پر عمل پیرا ہونے کے کتنے فائدے اور کیسے کیسے انعامات ہیں، اس بارے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے چنانچہ

جھولی بھر دی جاتی ہے

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول، سیِّدہ آمِنہ کے گلشن کے مہکتے پھول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سیدھے راستے پر چلنے والے، سنّتوں کے عامِل سفید بالوں والے شخص سے حیا فرماتا ہے کہ وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرے اور وہ اسے عطا نہ فرمائے۔

(معجم الاوسط، من اسمه محمد، ۸۲/۴، حديث:۵۲۸۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

سنتیں زندہ کرنے والا جنتی ہے

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَن اَحیَا سُنَّتِی فَقَد اَحَبَّنِی وَ مَن اَحَبَّنِی کَانَ مَعِیَ فِی الجَنَّۃ یعنی جس نے میری سنّت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذبالسنۃ و اجتناب البدع، ۳۰۹/٤، حدیث:۲٦۸۷)

سنت زندہ کرنے کا ثواب

نبیِّ کریم، رء وف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: جان لو! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یارسول اللّٰہ کیا جان لوں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ اسی طرح فرمایا: اے بلال جان لو! عرض کی: یارسول اللّٰہ کیا جان لوں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مَنْ اَحْیَا سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِی قَدْ اُمِیتَتْ بَعْدِی فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الاَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُورِھِمْ شَیْئًا یعنی جس نے میری ایسی سنّت کو زندہ کیا جو میرے بعد مٹ چکی تھی (یعنی اس پر عمل ترک کیا جاچکا تھا) تو اسے ان تمام لوگوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا جو اس سنّت پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی اور جس نے کسی

بدعتِ سیئہ (بُری بدعت) کو رواج دیا جسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناپسند فرماتے ہیں تو اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہے جو اس بدعتِ سیئہ پر عمل کریں گے اور ان لوگوں کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی۔(ترمذی،کتاب العلم،باب ماجاء فی الاخذبالسنۃ و اجتناب البدع، ۳۰۹/٤، حدیث:۲٦۸٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

سنّت کو زندہ کرنے کا مطلب

حضرت علاّمہ ملاّ علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی مذکورہ حدیث کے اس حصے ''مَن اَحیَا سُنَّۃً یعنی جس نے میری سنّت کو زندہ کیا'' کے تحت فرماتے ہیں: ''سنّت کو زندہ کرنے سے مراد اپنے قول وعمل کے ذریعے اس سنّت کی اِشاعت و تشہیر کرنا ہے۔'' حدیثِ پاک کے اس حصے ''قَد اُمِیتَت بَعدِی یعنی جو میرے بعد مٹ چکی تھی'' کی تشریح میں امام ابنُ المَلِك رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول نقل فرماتے ہیں: ''اِس سے مراد یہ ہے کہ اس سنّت پر عمل چھوڑ دیا گیا ہو، تو میرے بعد جس نے اس سنّت کو اپنے عمل کے ذریعے یا دوسروں کو اس پر عمل کی ترغیب کے ذریعے زندہ کیا تو اس کے لیے ان لوگوں کی مثل پورا پورا اجر ہے جو بھی اس سنّت پر عمل کرے۔'' (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب

والسنة، الفصل الثانی، ١/٤١٤، تحت الحدیث:١٦٨)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل کی کیسی برکتیں ہیں، آج کے پُرفتن دور میں کہ جب ہر طرف فیشن کی بھرمار ہے، پیارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل کرنا اگرچہ دشوار ہے جیسا کہ

سنّت کو مضبوطی سے تھامنے والے کی مثال

حضرت سیّدنا عبدُاللّٰہ ابن **مسعود** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **مروی** ہے کہ سرکارِ دوعالم، **نُورِ مجسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا **اِرشادِ** پاک ہے: **اَلْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ اِخْتِلَافِ اُمَّتِيْ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ** یعنی اختلافِ امّت کے وقت میری سنّت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہتھیلی میں انگارے رکھنے والے کی طرح ہوگا۔ (کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، الباب الثانی فی الاعتصام بالکتاب والسنة، الجزء الاول، ١/١٠٥، حدیث:٩٣٣)

دشواری زیادہ تو ثواب بھی زیادہ

مگر یاد رکھئے جس عمل میں دشواری زیادہ ہو اس کا اجر وثواب بھی بڑھا دیا جاتا ہے جیسا کہ **شیخِ طریقت**، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب

''پردے کے بارے میں سوال جواب''میں فرماتے ہیں: (جس عمل) میں تکلیف زِیادہ ہوگی اس کا ثواب بھی اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُتنا ہی زیادہ ملے گا۔ جیسا کہ منقول ہے:اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ اَحْمَزُھا یعنی افضل ترین عبادت وہ ہے جس میں زَحمت زیادہ ہو۔(کشف الخفاء،۱/۱٤۱)امام شَرفُ الدّین نَوَوی عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: عبادت میں مشقّت اور خرچ زیادہ ہونے سے ثواب اور فضیلت بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔(شرح مسلم للنووی، ۱/۳۹۰)حضرتِ سیِّدُ نا عُمر بن عبدالعزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:افضل ترین عمل وہ ہے جس کیلئے نفسوں کو مجبور ہونا پڑے۔(اتحاف السادۃ للزبیدی،۱۱/۱۰)حضرتِ سیِّدُ نا براہیم بن اَدہم عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: جو عمل دنیا میں جس قَدَر دشوار ہوگا بروزِ قِیامت میزانِ عمل میں اُسی قَدَر وزن دار ہوگا۔(تذکرۃ الاولیاء،ص۹۵ مُلَخصاً، پردے کے بارے میں سوال جواب،ص ۱۹۸تا۱۹۹) ہمارے لیے بہترین موقع ہے کہ آگے بڑھیں اور ان سنّتوں پر خود بھی عمل شروع کریں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ان پر عمل کی ترغیب دلائیں اور اس ثوابِ عظیم کے مستحق بن جائیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

راہِ حق کی پہچان

حضرتِ سیِّدُ نا ابوحمزہ بغدادی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہ الھَادِی فرماتے ہیں:مَنْ

عَلِمَ طَرِيْقَ الْحَقِّ سَهُلَ سُلُوْكُهٗ وَلَا دَلِيْلَ عَلَى الطَّرِيْقِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا مُتَابَعَةَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَحْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَاَقْوَالِهٖ یعنی جو شخص راہِ حق کو جان لے اس کے لیے اس راستے پر چلنا آسان ہو جاتا ہے اور راہِ حق کی معلومات صرف رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَحوال، اَقوال اور اَفعال میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِتّباع سے ہوتی ہے۔

(الرسالة القشيرية، ابوحمزه البغدادى البزاز، ص ٦٦)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صَلَّى اللّٰهُ تعالٰى عَلٰى محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کی پیروی ایمان کے کامل ہونے، دل میں محبتِ مصطفٰی کا چراغ جلانے، سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قرب پانے اور راہِ حق اپنانے کا ذریعہ ہے اور یقیناً ہر مسلمان کی یہی دلی تمنا ہے کہ وہ ان نعمتوں سے سرفراز ہو، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اقوال، افعال، حالات اور سیرتِ طَیِّبہ کا بغور مطالعہ کرکے اپنی زندگی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت اور آپ کی سنّتوں پر عمل کرتے ہوئے گزاریں، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوان اور بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر ہر سنّت پر عمل کی کوشش کیا کرتے تھے اور ہر

معاملے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع کیا کرتے تھے چاہے ان کا تعلق آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتِ عادیہ ہی سے کیوں نہ ہو۔

بزرگان دین کی سنت سے محبت

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں سے محبت کا اندازہ مندرجہ ذیل منتخب واقعات سے لگایا جاسکتا ہے چنانچہ

(۱) بات کرتے وقت مسکرایا کرتے

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ دَرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضرت سیّدنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بھی بات کرتے تو مسکراتے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے سیّدنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اس عادت کو ترک فرمادیجئے ورنہ لوگ آپ کو احمق سمجھنے لگیں گے۔ تو حضرت سیّدنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں نے جب بھی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بات کرتے دیکھا یا سنا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکراتے تھے۔'' (یعنی میں بھی اسی سنّت پر عمل کی نیت سے ایسا کرتا ہوں)۔ (مسند احمد، مسند الانصار، باقی حدیث ابی الدرداء رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ، ۸/۱۷۱، حدیث: ۲۱۷۹۱)

2 سرکار کی پسند اپنی پسند

حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک درزی نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعوت کی، (حضرت سیّدنا اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ میں بھی دعوت میں شریک ہوگیا، درزی نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سامنے روٹی، کدّو (لوکی شریف) اور گوشت کا سالن رکھا۔ میں نے دیکھا نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم برتن سے کدّو شریف تلاش کرکے تناول فرمارہے ہیں (اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ اپنا عمل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں) فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ یَوْمِئِذٍ یعنی اس دن کے بعد میں کدّو شریف کو پسند کرتا ہوں۔

(بخاری، کتاب البیوع، باب ذکر الخیاط، ۲/۱۷، حدیث: ۲۰۹۲)

مسلم شریف کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت سیّدنا ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کو فرماتے ہوئے سُنا: فَمَا صُنِعَ لِی طَعَامٌ بَعْدُ اَقْدِرُ عَلَی اَنْ یُصْنَعَ فِیهِ دُبَّاءٌ اِلَّا صُنِعَ اس کے بعد اگر کدّو شریف دستیاب ہوجاتا تو میرے کھانے میں وہ ضرور شامل ہوتا۔

(مسلم، کتاب الاشربه، باب جواز اکل المرق الخ، ص۱۱۲۹، حدیث: ۲۰۴۱)

حضرت حافظ ابوشیخ عبد اللہ بن محمد اَصبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت

سیّدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ فَاَنَا اُحِبُّ الْقَرْعَ لِحُبِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاہ یعنی میں کدّو شریف کو صرف اس لیے پسند کرتا ہوں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پسند فرمایا ہے۔

(اخلاق النبی، ذکر اکلہ للقرع ومحبتہ لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ص ۱۲۵، حدیث:۶۳۱)

ترمذی شریف میں یہ الفاظ بھی ہیں حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کدّو شریف تناول فرماتے ہوئے فرمارہے تھے یَا لَکِ شَجَرَۃً مَا اُحِبُّكِ اِلَّا لِحُبِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِیَّاكِ یعنی میرا تیرے ساتھ کیا تعلق؟ میں تجھے صرف اس لئے محبوب رکھتا ہوں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تجھ سے محبت فرماتے ہیں۔(ترمذی، کتاب الاطعمۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی اکل الدباء، ۳/۳۳۶، حدیث:۱۸۵۶)

کاش ہمیں بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں سے ایسی محبت ہو جائے کہ ہم بھی کہیں "ہمیں داڑھی، عمامے اور زلفوں سے اس لئے محبت ہے کہ یہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پسند اور سنّت ہیں۔"

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

زبردست مُحَدِّث حضرتِ سیِّدُ نا یزید بن خالد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَاجِد کو خلیفہ

بغداد مامون رشید نے اپنے ہاں مدعُو کیا، طَعام کے آخر میں کھانے کے جودانے وغیرہ گر گئے تھے، مُحَدِّث موصوف چُن چُن کر تناوُل فرمانے لگے۔ مامون نے حیران ہوکر کہا، اے شیخ! کیا آپ کا ابھی تک پیٹ نہیں بھرا؟ فرمایا: کیوں نہیں! دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے حضرتِ سیِّدُنا حَمّاد بن سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے: ''جو شخص دسترخوان کے نیچے گرے ہوئے ٹکڑوں کو چُن چُن کر کھائے گا وہ تنگدستی سے بے خوف ہو جائے گا۔'' میں اِسی حدیثِ مبارَک پر عمل کررہا ہوں۔ یہ سُن کر مامون بے حد مُتأثِّر ہوا اور اپنے ایک خادِم کی طرف اِشارہ کیا تو وہ ایک ہزار دینار رومال میں باندھ کر لایا۔ مامون نے اس کو حضرتِ سیِّدُنا ہُدبہ بن خالِد عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَاجِد کی خدمت میں بطورِ نذرانہ پیش کر دیا۔ حضرتِ سیِّدُنا ہُدبہ بن خالِد عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَاجِد نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ حدیثِ مبارَکہ پر عمل کی ہاتھوں ہاتھ بَرَکت ظاہِر ہوگئی۔

(ثمرات الاوراق، ۸/۱)

ترغیبِ نماز: سنتیں مت چھوڑیئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سنّتوں پر عمل کے معاملے میں دُنیا کے بڑے سے بڑے رئیس بلکہ بادشاہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اِس حِکایت سے ہمارے اُن اسلامی بھائیوں کو درس

حاصِل کرنا چاہئے جولوگوں کی مُرَوَّت کی وجہ سے کھانے پینے کی سنّتیں تَرک کردیا کرتے ہیں، نیز داڑھی شریف اور عمامہ مبارَکہ کے تاجِ عزّت کو سر پر سجانے سے کترا جاتے ہیں۔ یقیناً سنّت پر عمل کرنا دونوں جہاں میں باعثِ سعادت ہے، کبھی کبھی دنیا میں ہاتھوں ہاتھ بھی اس کی بَرَکتیں ظاہر ہو جاتیں ہیں جیسا کہ حضرتِ سیِّدُ نازُہَیر بن خالِد عَلَیہِ رَحمَۃُ المَاجِد کوشاہی دربار میں سنّت پر عمل کرنے کی بَرَکت سے ایک ہزار دینار مل گئے اور آپ مالدار ہو گئے۔

(فیضانِ سنّت، بابِ آدابِ طعام، ص ۲۶۳)

جو اپنے دل کے گلدستے میں سنّت کو سجاتے ہیں
وہ بےشک رَحمتیں دونوں جہاں میں حق سے پاتے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

(۹) کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

شارِحِ بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی مُحَشِّیٔ کُتُبِ درسِ نِظامی حضرت علامہ عبدالحلیم فرنگی محلّی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی مشہور کتاب ''نُورُالایمَان بِزِیَارَۃِ آثَارِ حَبِیبِ الرَّحمٰن'' کے تعارف میں نقل فرماتے ہیں: حضرت سیِّدنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما مکۃ المکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیْماً جاتے ہوئے ایک جھڑ بیریا کی شاخوں میں اپنا عمامہ

شریف اُلجھا کر کچھ آگے بڑھ جاتے پھر واپس ہوتے اور عمامہ شریف چھڑا کر آگے بڑھتے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا؟ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمامہ شریف اس بیر میں اُلجھ گیا تھا اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اتنی دور آگے بڑھ گئے تھے اور واپس ہو کر اپنا عمامہ شریف چھڑایا تھا۔

(نورالایمان بزیارۃ آثار حبیب الرّحمٰن، ص ۱۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں سے کس قدر محبت کیا کرتے اور انہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں پر عمل کا کیسا جذبہ ہوا کرتا تھا۔ کاش ہم بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنّتوں کو اپنانے والے بن جائیں۔ پانی پئیں تو سنّت کے مطابق، کھانا کھائیں تو سنّت کے مطابق، زُلفیں بڑھائیں تو سنّت کے مطابق، عمامہ شریف سجائیں تو سنّت کے مطابق، الغرض ہم سنّتوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہمارے اَسلاف رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام تو پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کے ایسے پابند تھے کہ ان کے نزدیک کسی سنّت کا انجانے میں رہ جانا بھی قابلِ کفّارہ تھا چنانچہ

﴿5﴾ سنّت کے قدر دان

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ اپنی مایہ ناز تالیف فیضانِ سُنّت جلد اوّل میں فرماتے ہیں: ''**کیمیائے سعادت**'' میں ہے، ایک بزرگ نے ایک بار سنّت کے مطابق سیدھی جوتی سے پہننے کا آغاز کرنے کے بجائے بے خیالی میں الٹی جوتی پہلے پہن لی اس سنّت کے رہ جانے پر انہیں سخت صدمہ ہوا اور اس کے عِوَض انہوں نے گیہوں کی دو بوریاں خیرات کیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ انہیں حضرات کا حصہ تھا۔ کاش! ہمیں بھی اپنے بزرگوں کے طریقوں پر چلنا نصیب ہو جائے۔ (فیضانِ سنّت، ص۴۶۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

عمامہ شریف بڑی پیاری سنّت ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں میں سے ایک بہت ہی پیاری اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبوب ترین سنّت عمامہ شریف بھی ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیشہ سرِ منوّر پر عمامہ شریف سجایا ہے اور اپنے غلاموں کو اس کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ جو شخص حضور سیّدُ المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کا دم بھرنے والا ہو وہ بھلا

کس طرح اپنے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس سنّت سے محبت نہیں کرے گا، اور اس پر عمل نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کامل محبت نصیب فرمائے اور اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر سنّت پر بلا جھجک وشرم، اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ایمان کا اظہار ہے سرکار کی الفت

سرکار سے الفت کا ہے اظہار عمامہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

عمامے (TURBAN) کا تلفظ اور معنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عِمامہ (عِ-مَ-ا-مَ-ہ) عربی زبان کا لفظ ہے اس کا دُرُست تَلَفُّظ عین کی زیر کے ساتھ عِمامہ ہے اسے عین کے زبر کے ساتھ عَمامہ پڑھنا غلط ہے جیسا کہ علامہ ابوالفیض محمد بن محمد بن عبدالرزّاق الحسینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی لغت کی شُہرۂ آفاق کتاب ''تَاجُ العُرُوس'' میں فرماتے ہیں ''عِمامہ عین کی زیر کے ساتھ ہے اور جو شمائل کے بعض شارِحین (شرح کرنے والوں) نے اسے زبر کے ساتھ عَمامہ لکھا ہے وہ غلط ہے۔''

(تاج العروس، باب المیم، فصل العین، ۷۸۳۰/۱)

عمامے کا لغوی معنیٰ

اِسلامی ممالک میں مردوں کے سر کا لباس جس میں بِالعُموم ایک ٹوپی ہوتی ہے جس کے گرد کچھ کپڑا لپٹا ہوتا ہے۔ لُغت میں ہر اس شے کو عمامہ کہا جاتا ہے جسے سر پر لپیٹا جائے، جیسا کہ علامہ ابراہیم بیجوری (بَ-ی-جُو-رِی) عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: وَالعِمَامَۃُ کُلُّ مَا یُلَفُّ عَلَی الرَّأسِ یعنی ہر وہ چیز جسے سر پر لپیٹا جائے اسے عمامہ کہتے ہیں۔ (المواھب اللدنية على الشمائل المحمدية، باب ما جاء فی صفة عمامة رسول الله، ص ۹۹)

عمامے کا شرعی معنیٰ

شرعی طور پر عمامے سے مراد سر پر باندھنے کا ایسا کپڑا ہے جس کے کم از کم تین پیچ سر پر باندھے جاسکیں چنانچہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقَہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''تین پیچ اگر اس کپڑے سے لپیٹے جائیں تو عمامہ کے حکم میں ہے ورنہ کچھ نہیں۔'' (فتاویٰ امجدیہ، ۱۹۹/۱)

عمامے کی وجہ تسمیہ

حضرت علامہ محمد بن جعفر کَتّانی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں:

''عمامے کو''عمامہ''اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پورے سر کو ڈھانپ لیتا ہے۔''

(الدعامة فی احکام سنة العمامة، ص ٤)

عمامے کی ابتداء

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامے شریف کی ابتداء حضرت سیّدنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ہوئی۔ جس وقت آپ جنّت سے دنیا میں تشریف لائے تو حضرت سیّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو عمامہ شریف باندھا۔ (محاضرة الاوائل، ص ٨٤)

حضرت ذوالقرنین کی دلچسپ حکایت

حضرت سیّدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد حضرت سیّدنا ذوالقرنین[1] رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے عمامہ شریف باندھا۔ اس کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ ابوالشیخ عبداللّٰہ بن محمد بن جعفر اَصبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (مُتَوَفّٰی ٣٦٩ھ) نقل فرماتے ہیں کہ آپ کے سر میں دو سینگ نکل آئے تھے جو کہ حرکت بھی کیا کرتے تھے آپ انہیں چھپانے کے لیے عمامہ شریف باندھنے

---

[1] ......اسکندر ذوالقرنین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرتِ خضر عَلَیْہِ السَّلَام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام ان کے وزیر اور صاحبِ لواء تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان تحت سورۂ کہف آیت ٨٣) یہ تمام دنیا کے حکمران تھے چنانچہ اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے: سورۂ کہف کی آیت ٨٤، ترجمہ کنزالایمان: ''بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

لگے۔ ایک روز آپ حمام میں داخل ہوئے تو آپ کا کاتب بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے سر سے عمامہ شریف اتارا اور فرمایا اس بات (یعنی بادشاہ کے سینگوں) کے بارے میں سوائے تیرے اور کوئی نہیں جانتا اگر میں نے کسی سے اس کے متعلق سنا تو تیری گردن اڑا دوں گا۔ کاتب حمام سے نکلا تو اس پر موت کا خوف طاری تھا وہ صحرا میں گیا اور اپنا منہ زمین پر رکھ کر پکارا سنو! بادشاہ کے دو سینگ ہیں۔ سنو! بادشاہ کے دو سینگ ہیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے کلمات سے دو بانس اُگا دیئے۔ ایک چرواہے کا وہاں سے گزر ہوا اسے یہ پسند آ گئے اس نے بانسوں کو کاٹ کر ایک بانسری بنالی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت دیکھئے وہ جب بھی بانسری بجاتا تو اس سے آواز آنے لگتی: سنو! بادشاہ کے دو سینگ ہیں۔ اس طرح یہ بات پورے شہر میں پھیل گئی۔ بادشاہ نے کاتب سے کہا: سچ سچ بتا کیا معاملہ ہے؟ ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ کاتب نے سارا واقعہ سنا دیا۔ حضرت سیّدنا ذوالقرنین رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِ نے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس بات کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمالیا ہے'' پھر آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِ نے اپنے سر سے عمامہ شریف اتار دیا۔ (کتاب العظمۃ، قصۃ ذی القرنین، ص ۳۳۹، رقم: ۹۷۶، تفسیر درِمنثور، پ ۱۶، الکھف، تحت الآیۃ:۸۳، ۴۳٦/۵، الدعامۃ فی احکام سنۃ العمامۃ، ص ۵)

مُحَاضَرَۃُ الْاَوَائِل میں مذکور ہے کہ حضرت سیّدنا ذوالقرنین رَحمَۃُ اللّٰہِ

تَعَالٰی عَلَیہِ پہلے تاج پہنا کرتے تھے نیز یہ کاتب آپ کا ہمراز تھا۔

(محاضرة الاوائل، ص۸٤)

حضرت ذوالقرنین نبی تھے نہ فرشتے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ روایت میں حضرت سیّدنا ذوالقرنین رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِ کے سینگوں کا ذکر ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ ان کے جانوروں کی طرح سینگ تھے حالانکہ ایسا نہیں ، یہ سینگ کیا تھے؟ کیسے پیدا ہوئے؟ اس کی تفصیل بابِ مدینۃُ العلم حضرت سیّدنا علی المرتضٰی ،شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الکَرِیم نے بیان فرمائی ہے چنانچہ حضرت سیّدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں: میں حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔آپ نے دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا:سَلُوْنِی فَوَاللّٰہِ لَا تَسْأَلُوْنِی عَنْ شَیْءٍ یَکُوْنُ اِلٰی یَومِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا حَدَّثْتُکُم بِہٖ یعنی مجھ سے سوال کرو،اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم !تم مجھ سے قیامت تک ہونے والے کسی بھی معاملے کے متعلق پوچھو میں جواب دوں گا۔مجھ سے کتابُ اللّٰہ کے بارے میں پوچھو،اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! کوئی آیت ایسی نہیں کہ جس کے متعلق میں نہ جانتا ہوں کہ یہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں ،زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔اِبْنُ الْکَوَّاء نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے چند سوالات کیے جن میں

سے ایک یہ بھی تھا کہ حضرت سیّدنا ذوالقرنین رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہِ نبی تھے یا فرشتے ؟ تو حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالٰی وَجْھَہُ الکَرِیم نے فرمایا: دونوں میں سے کچھ بھی نہ تھے بلکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے تھے، انہوں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی تو اس نے انہیں اپنا محبوب بنالیا، انہوں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اخلاص اپنایا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنا مخلص بندہ بنالیا۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ان کی قوم کی طرف نیکی کی دعوت کے لئے بھیجا تو انہوں نے آپ کے دائیں جانب (سر پر) چوٹ ماری، جب تک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا آپ رکے رہے، اللّٰہُ تبَارَكَ وَتَعَالٰی نے آپ کو دوبارہ نیکی کی دعوت کے لئے بھیجا۔ آپ کی قوم نے آپ کی بائیں جانب (سر پر) چوٹ ماری ۔آپ کے بیل کی طرح کے سینگ نہ تھے۔

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، باب فی القرآن، جامع التفسیر، الجز الثانی، ۲۳۹/۱، حدیث:۴۷۳۷ مختصراً)

عرب میں عمامے کا مقام

حضرت سیّدنا امام ابوزکریا مُحیُ الدین بن شرف نَوَوِی شافعی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ عرب جب کسی شخص کو سردار بناتے تو کہا کرتے قَد عُمِّمَ یعنی اسے عمامہ پہنا دیا گیا (گویا کہ وہ سرداری کو عمامے سے تعبیر کیا کرتے تھے) کیونکہ عمامے عرب کے تاج ہیں۔ نیز جب کسی کو سردار مقرر کرتے تو اسے سرخ

رنگ کا عمامہ باندھا کرتے تھے۔(تهذيب الاسماء و اللغات ، حرف العين، ٢٢٦/٣)

عربوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ:اُخْتُصَّتِ الْعَرَبُ بِاَرْبَعٍ: اَلْعَمَائِمُ تِيجَانُهَا ، وَالدُّرُوْعُ حِيطَانُهَا ، وَالسُّيُوفُ سِيجَانُها ، وَ الشِّعر دِيوَانُهَا یعنی عربوں کو چار چیزوں سے خاص کیا گیا ہے: (1) عمامے عربوں کے تاج (2) زرہیں ان کی دیواریں (3) تلواریں ان کی چادریں (4) اور شعر اُن کے دیوان ہیں۔(الموسوعة العربية العالمية، العمامة ، ص ١)

تین چیزیں عرب کا شعار ہیں

حضرت سیّدنا امام مالک عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الخَالِق فرماتے ہیں: ''عمامہ شریف باندھنا، اِحتِباء[1] کرنا اور جوتے پہننا عرب کا طریقہ ہے یہ وہ کام ہیں جو عجم میں نہ تھے، عمامہ شریف باندھنا تو اسلام کی ابتداء سے ہی ہے جو کہ اب تک بھی جاری و ساری ہے۔''(شرح البخاری لابن بطال، کتاب اللباس، باب العمائم، ٨٩/٩)

عمامہ شریف کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف باندھنا ایسا مُقَدَّس عمل ہے

---

1 ...... اِحتِبا کی صورت یہ ہے کہ آدمی سرین کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اس قسم کا بیٹھنا تواضُع اور اِنکسار میں شمار ہوتا ہے۔

جس پر دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مُداوَمَت (ہیشگی) فرمائی ہے۔ سفر و حضر میں بھی سرِ اقدس پر عمامہ شریف جگمگا تا تھا۔ حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف مُلا علی قاری عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ البَارِی عمامہ شریف پر لکھے گئے اپنے رسالے میں فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف باندھنے کے بارے میں احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ[1] کی اتنی کثرت ہے کہ وہ تَواتُر بالمعنیٰ[2] کو پہنچ جائیں۔

(المقالۃ العذبۃ فی العمامۃ و العذبۃ ، ص٨)

کیا عمامے کی ہو بیاں عظمت
تیری نعلین تاجِ سر آقا

حضرت سیّدنا امام محمد بن جعفر کتّانی حَسَنی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی ارشاد فرماتے ہیں: جو چیز اسلام کا شِعار (علامت) ہو اور کافروں اور مسلمانوں کے درمیان فرق کرنے والی ہو اور دلائلِ شرعیّہ میں (اِستحبابی طور پر) جس کے عمل کا نبیِٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......آثارِ صحابہ سے مراد وہ اقوال و افعال ہیں کہ جو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرف منسوب ہوں۔

2 ......تَواتُر بالمعنیٰ سے مراد ایسی خبر ہے کہ جس کے معانی متواتر ہوں الفاظ مُتواتر نہ ہوں۔ یعنی کوئی معنیٰ اتنی بڑی تعداد سے روایت کیے گئے ہوں کہ جن کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلاً ممکن نہ ہو۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امّت کے ہر فرد سے مطالبہ کیا گیا ہو اور ہر دن، ہر زمانے میں جس کی مَشروعِیَّت پر ائمہ دین کا اتّفاق ہو جیسے عمامہ شریف، تو ایسی چیز محض لوگوں کے ترک کردینے سے ختم نہیں ہوسکتی اور ایسی سنّتِ عَظِیمہ کو بالکل چھوڑ دینا بہت بُرا ہے اور اس کے ترک پر ہمیشگی اختیار کرلینا خصوصاً نمازوں، عیدین، مسجد کی حاضری اور لوگوں کی محفلوں میں (اس کا ترک کرنا) اس سے بھی زیادہ برا ہے کیونکہ ایسی صورت میں سنّتوں میں سے ایک سنّت کو ختم کرنا اور اس کے مقابلے میں کسی غیرِ سنّت (یعنی بدعت) کو زندہ کرنا ہے۔ ''شَرحُ الْمِنہَاج'' میں حضرت سیّدنا ابنِ حجر مکّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قولِ مبارک ہے کہ اگر کسی جگہ عمامہ شریف بالکل ترک کردیا جائے تو لوگوں کی ترکِ عمامہ کی عادت کے سبب عمامہ کی سنّت کو ختم نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ایسے پُر آشوب وقت میں اس عظیم سنّت کو اپنانا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی سنّت کو زندہ کرنا ہے جس کے بارے میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا ارشادِ عظمت نشان ہے: جس نے میری ایسی سنّت کو زندہ کیا جو میرے بعد مٹ چکی تھی (یعنی اس پر عمل ترک کیا جاچکا تھا) تو اسے ان تمام لوگوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا جو اس سنّت پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی اور ایسے ہی یہ فرمانِ رسول بھی ہے کہ جس نے میری امّت میں فساد کے وقت میری سنّت کو تھامے رکھا اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے۔

''تیسیر'' (شرح جامع صغیر) میں حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: یہ اجر اس لیے ہے کہ فساد کے غلبہ کے وقت سنّتِ رسول کو تھامے رہنے والا کوئی مددگار نہیں پائے گا (کہ جو اس کی حوصلہ افزائی کرے) بلکہ اس کے برعکس اس کو تکلیف پہنچائی جائے گی اور اس کی توہین کی جائے گی، پھر اس کا ان آزمائش پر صبر کرتے رہنا اس کے درجات کو بلند کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ شُہداء کے مقام و مرتبے تک پہنچ جائے گا۔

(الدعامه فی احکام سنة العمامة، ص ١٨ ملخصاً)

عمامہ کے متعلق صحابۂ کرام کے اقوال

امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اَلعَمائِمُ تِیجَانُ العَرَب یعنی عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(البیان و التبیین، باب من کلام المحذوف، ٢٨٧/٢)

امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالٰی وَجْہَہُ الکَرِیم فرماتے ہیں: تَمَامُ جَمَالِ الرَّجُلِ فِی عِمَّتِہٖ یعنی آدمی کے حُسن و جمال کی تکمیل اس کے عمامے سے ہی ہوتی ہے۔ (الآداب الشرعیة، فصل فی انواع اللباس الخ، ٥٠١/٣)

اعرابی کے نزدیک عمامے کی اہمیت

ایک اعرابی عمامہ شریف کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ ان سے

پوچھا گیا آپ اپنے سر سے عمامہ شریف کیوں نہیں اتارتے ؟ تو انہوں نے جواب دیا اِنَّ شَیئاً فِیہِ السَّمعُ وَالبَصَرُ لَحَقِیقٌ بِالصَّونِ یعنی عمامہ شریف تو کان اور آنکھ کی طرح ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرنا (یعنی اس کا سر پر رہنا) ہی زیادہ لائق ہے۔(نثر الدرر، ۲۷/۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف باندھنا ایسی پیاری سنّت ہے کہ جو بے شمار انبیائے عُظَّام، صحابۂ کرام اور سلفِ صالحین کا طریقہ رہا ہے۔ عمامہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بعض علماء نے اسے سنّتِ مؤکدہ[1] قرار دیا ہے۔(الحجة التامه فی اثبات العمامة، ص ۱۰) اگرچہ یہ سنّتِ غیر مؤکدہ[2] ہے جیسا کہ **سیدی اعلیٰ حضرت**، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دِین وملّت شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَةُ الرَّحمٰن نقل فرماتے ہیں: عمامہ باندھنا سُنَنِ زوائد (یعنی سنّتِ غیر مؤکدہ) میں سے ہے اور سنن زوائد کا حکم مستحب والا ہوتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ، ۳۹۴/۷)

سیدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دِین وملّت شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَةُ الرَّحمٰن ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عمامہ حضور پُرنور سیّدِ عالم

---

1 ...... **سنّتِ مؤکدہ کی تعریف:** (وہ سنّت) جس پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیشگی کی ہو اور جس کا ترک موجبِ اساءت ہو۔

2 ...... **سنّتِ غیر مؤکدہ کی تعریف:** حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا وہ فعل جس کا ترک شارع کو ناپسند تو ہو مگر موجبِ اساءت نہ ہو۔(رکن دین، ص ۱۸)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کی سنّتِ متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحدِ ضروریاتِ دین[1] تک پہنچا ہے ولہٰذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ اِرسالِ عَذَبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اُس کی فرع اور سنّتِ غیرِ مؤکدہ ہے یہاں تک کہ مرقاۃ میں فرمایا: قَد ثَبَتَ فِی السِّیَر بِرِوایاتٍ صَحِیحَۃٍ اَنَّ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کَانَ یَرخِی عَلامتَہ اَحیاناً بَینَ کَتِفَیہِ وَ اَحیاناً یَلبَسُ العِمَامَۃَ مِن غَیرِ عَلامَۃٍ فَعُلِم اَنَّ الاِتیانَ بِکُلِّ وَاحِدٍ مِّن تِلکَ الاُمُورِ سُنَّۃٌ (یعنی) کتبِ سِیَر میں روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کبھی عمامہ کا شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑتے کبھی بغیر شملہ کے باندھتے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان امور میں سے ہر ایک کو بجا لانا سنّت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ١٤٦/٨، تحت الحدیث: ٤٣٣٩) اس کے ساتھ اِستہزا (مذاق) کو کفر ٹھہرایا کَمَا نَصَّ عَلَیہِ الفُقَہَاءُ الکِرَام وَاَمَرُوا بِتَرکِہ حَیثُ یَستَھزِءُ بِہِ العَوامُ کَیلَا یَقَعُوا فِی الھَلاکِ بِسُوءِ الکَلامِ (جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر تصریح کی ہے اور وہاں اسکے ترک کا حکم دیا جہاں عوام اس پر مذاق کرتے ہوں تا کہ وہ اس کلامِ بد سے ہلاکت میں نہ پڑیں) تو عمامہ کہ سنّتِ لازِمہ دائمہ ہے۔ اس کا سنّت ہونا مُتواتر ہے اور سنّتِ متواتر کا اِستِخفَاف (یعنی ہلکا جاننا) کفر ہے۔

---

[1] ......ضروریاتِ دین کی تعریف: ضروریاتِ دین اسلام کے وہ احکام ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۱)

وَجِیز کُردَرِی پھر نَهرُ الفَائِق پھر رَدُّالمُحتَار[1] میں ہے: لَولَم یَرَالسُّنَّةَ حَقًّا کَفَرَ لِاَنَّه اِستِخفَافٌ اگر کوئی شخص سنّت کو حق و سچ نہیں جانتا تو اس نے کفر کیا کیونکہ یہ اس کا اِستِخفَاف (یعنی ہلکا جاننا) ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاة، مطلب سنن الصلاة، ٢/٢٠٧، فتاوی رضویہ، ٦/٢٠٨ ملخصاً)

سنّت کی اقسام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف کے شرعی حکم کی مزید وضاحت سے پہلے چند بنیادی چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ یاد رہے سنّت کا لغوی معنی طریقہ اور راستہ ہے اور شرعی اصطلاح میں سنّتِ مبارکہ کی دو قسمیں ہیں۔ (1) سنّتِ مؤکدہ (اسے سنّتِ ہُدیٰ بھی کہتے ہیں) (2) سنّتِ غیر مؤکدہ (اسے سنّتِ زوائد بھی کہتے ہیں) چنانچہ

حضرت علامہ سیّد شریف جُرجانی حنفی عَلَیهِ رَحمَةُ اللهِ القَوِی فرماتے ہیں: شرعی طور پر سنّت اس دینی طریقے کو کہتے ہیں کہ جو فرض اور واجب نہ ہو اور نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس پر مُوَاظَبَت (ہمیشگی) فرمائی ہو لیکن کبھی کبھار ترک بھی فرمادیا ہو۔ اگر وہ مُوَاظَبَت (ہمیشگی) عبادت کی غرض سے ہو تو اسے سنن ہُدیٰ یعنی سنّتِ مؤکدہ کہتے ہیں اور اگر مُوَاظَبَت (ہمیشگی) عادت کے طور پر ہو تو

---

[1] ...... یہ فقہ کی کتابوں کے نام ہیں۔

اسے سُنَنِ زَوائِد کہتے ہیں۔ پس سنّتِ ہُدیٰ (یعنی سنّتِ مؤکدہ) وہ ہے کہ جس پر تکمیلِ دین کے لئے عمل کیا جاتا ہو (جیسے اذان واقامت وغیرہ) اس کا ترک مکروہ یا اِسَاءَت (یعنی بُرا) ہوتا ہے۔ جبکہ سُنَنِ زَوَائِد (یعنی سنّتِ غیر مؤکدہ) وہ ہیں کہ جن پر عمل کرنا محمود اور اچھا ہوتا ہے ان کے ترک میں کراہت اور اِسَاءَت (یعنی برائی) نہیں ہوتی جیسا کہ کھڑے ہونے، بیٹھنے، کھانے پینے اور لباس میں نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طریقے کو اپنانا۔ (التعریفات، ص ۸۸)

حضرت سیِّدنا شاہ مُلّاجِیوَن احمد ہِندی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس بات کو مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سنّت مؤکدہ کا شرعی حکم

سنّت کی پہلی قسم سنتِ ہُدیٰ (یعنی سنّتِ مؤکدہ) ہے اس کو ترک کرنے والا اِسَاءَت یعنی برائی کی جزا کا مستحق ہوتا ہے جیسا کہ مَلامَت اور عقاب یا اِسَاءت کی جزا کو بھی اِسَاءَت کہہ دیا جاتا ہے جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے فرمانِ مبارک میں ہے: (وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُهَا ۚ ترجمۂ کنزالایمان: برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے) (پ ٢٥، الشورٰی: ٤٠) جیسا کہ جماعت، اذان، اقامت وغیرہ، پس یہ سب شعائرِ دین اور دین کی علامات میں سے ہیں اسی وجہ سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تمام شہر والے اس کے چھوڑنے پر مُصِر (یعنی بضد) ہوجائیں تو امام کی جانب سے ان سے اسلحہ کے

ساتھ قتال کیا جائے گا (یعنی جنگ کی جائے گی) اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں اتنی روایات وارد ہوئی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

سنت غیر مؤکدہ کا شرعی حکم

سنّت کی دوسری قسم سُنَنِ زَوائِد (یعنی سنّتِ غیر مؤکدہ) ہے اس کو ترک کرنے والا اِسَاءَت (یعنی سزا) کا مستحق نہیں ہوتا جیسا کہ لباس، اٹھنے بیٹھنے میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرتِ مبارکہ کی پیروی کرنا کیونکہ یہ چیزیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بطورِ عبادت یا قُربت نہیں بلکہ بطورِ عادتِ مبارک صادِر ہوئیں۔ پس آپ عَلَیہِ السَّلام سرخ، سبز اور سفید لمبی آستین والا جُبّہ مبارکہ زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ **سیاہ اور سرخ عمامہ** جس کی لمبائی کبھی سات ہاتھ کبھی بارہ ہاتھ اور کبھی اس سے کم یا زیادہ بھی ہوتی۔ آپ عَلَیہِ السَّلام اکثر اوقات تَشَہُّد کی حالت پر تشریف فرما ہوتے، جب کہ عُذر کی بنا پر چار زانوں ہو کر اور کبھی کبھی اِحْتِبَاء کی حالت میں (یعنی گھٹنے کھڑے کرکے کپڑے کے ذریعے پیٹھ اور گھٹنوں کو باندھ کر) تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ سب سُنَنِ زَوَائِد (یعنی سنّتِ غیر مؤکدہ) ہیں ان کو اپنانے والا ثواب کا حقدار ہوتا ہے اور ترک کرنے والے پر گرفت نہیں، یہ سنّت، مستحب کی طرح ہے لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مستحب وہ ہے جس کو علماء کرام پسند فرمائیں جب کہ سُنَنِ زَوائِد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عاداتِ مبارکہ ہیں۔

(نور الانوار، مبحث الاحکام المشروعیۃ، ص۱۷۱)

خلاصہ یہ ہے کہ عمامہ شریف باندھنا سُنَنِ زَوَائِد (یعنی سنّتِ غیر مؤکدہ) میں سے ہے چنانچہ عمامہ باندھنے والا ثواب کا حقدار ہے اور نہ باندھے تو گناہگار نہیں۔ البتہ عُشّاق کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک سنّت ہے جیسا کہ

حضرت سیّدنا حسن رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: **كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم **يَعْتَمُّ وَيُرْخِي عِمَامَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ** یعنی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف باندھتے اور عمامہ شریف کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ذکر لباس رسول اللّٰہ الخ، ۱/۳۵۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ تصوُّر ہی ذَوق افزا ہے کہ ہم پیارے سرکار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک پیاری پیاری سُنّت ادا کررہے ہیں۔ عاشِقوں کی تو دُھن یہی ہوتی ہے کہ فُلاں فُلاں کام ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا ہے بس اسی لئے ہمیں بھی کرنا ہے۔

اونٹنی پر پھیرے لگانے کی حکمت

حضرت سیّدُنا عبداللّٰہ ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما بہت زیادہ مُتَّبِعِ سنّت

تھے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جب بھی کوئی سُنّت معلوم ہوجاتی تو اُس کی بجا آوری میں کسی قسم کی پس وپیش کا مُظاہرہ نہ فرماتے۔چُنانچِہ ایک بار کسی مقام پر آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اونٹنی کے ساتھ پھیرے لگارہے تھے یہ دیکھ کرلوگوں کوتعجُّب ہوا۔پوچھنے پرارشادفرمایا: ایک بارمیں نے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہاں اسی طرح کرتے دیکھا تھا،لہٰذا آج میں اِس مقام پراُسی ادائے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوادا کررہا ہوں۔(شرح الشفاء، القسم الثانی، الباب الاول، فصل واما ورد عن السلف والائمة من اتباع سنته، ۳۰/۲)

بتاتا ہوں تم کو میں کیا کررہا ہوں ۔۔۔ میں پھیرے جو ناقے کولگوا رہا ہوں

مجھے شادمانی اسی بات کی ہے ۔۔۔ میں سنّت کا ان کی مزا پا رہا ہوں

عمامہ شریف قرآن کے آئینے میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف انبیاء وصالحین اورفرشتوں کی ایسی قدیم سنّت ہے کہ اس کا ذکر انبیائے کرام عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے تبرُّکات کے ضمن میں قرآنِ مجید میں بھی موجود ہے چنانچہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ

ترجمۂ کنزالایمان: اور اِن (بنی اسرائیل) سے ان کے نبی نے فرمایا: اس (طالوت) کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت، جس میں

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾

تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین (سکون) ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں، معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے۔ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے، اگر ایمان رکھتے ہو۔(پ ۲،البقرۃ: ۲۴۸)

تابوت سکینہ کیا تھا؟

حضرت صدرُ الافاضل سید محمد نعیمُ الدِّین مُرادآبادی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ تابوت شَمشاد کی لکڑی کا ایک زَر اَندود (یعنی سونے کا کام کیا ہوا) صندوق تھا۔ جس کا طول تین ہاتھ کا اورعرض دو ہاتھ کا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تصویریں تھیں۔ ان کے مساکن ومکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سیدِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہ وَسَلَّم کی اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی دولت سرائے اَقدس کی تصویر ایک یاقوتِ سرخ میں تھی کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بحالتِ نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب، حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا، یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام تک پہنچا آپ اس میں

توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی چنانچہ اس تابوت میں اَلواحِ توریت (یعنی توریت شریف کی تختیوں) کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین اور **حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلام کا عمامہ** اور ان کا عصا اور تھوڑا سا ''مَن'' جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں مُتَوارِث (بطورِ وِرَاثت منتقل) ہوتا چلا آیا۔ جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے، دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے، جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر عَمالقَہ (قوم) کو مُسلَّط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حُرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے اَمراض و مَصائِب میں مبتلا ہوئے۔ ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اِہانت (بے حُرمتی) ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے

لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مُقِر (اقرار کرنے والے) ہوئے اور بے دَرَنگ (فوراً) جہاد کے لئے آمادہ ہوگئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہوگیا۔ طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کئے جن میں حضرت (سیّدنا) داوٗد علیہ السّلام بھی تھے۔ (جلالین وجمل وخازن ومدارک وغیرہ) **فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تَبَرُّکات کا اِعزاز واحترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تَبَرُّکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔ **فائدہ:** تابوت میں انبیاء کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں اللہ کی طرف سے آئی تھیں۔

(خزائن العرفان، پ ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۴۸، ص ۸٤)

اسی آیت کے تحت مُفَسِّرِ قرآن حضرت علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف المعروف ابنِ حَیّان اُندلُسی علیہ رحمۃ اللہ القوی نقل فرماتے ہیں: ''اس تابوت میں حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام **کا عمامہ شریف** بھی تھا۔''

(تفسیر بحر المحیط، پ ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۴۸، ۲/۲۷۱)

غزوۂ بدر میں اترنے والے باعمامہ فرشتے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزَّوَجلَّ نے صحابۂ کرام علیہم الرّضوان کی

مدد کے لئے مختلف مواقع پر جن فرشتوں کو نازل فرمایا تھا قرآن مجید میں ان کی جو علامت بطورِ خاص ذکر کی گئی ہے وہ ان کا عماموں والا ہونا ہے۔ چنانچہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُنْزَلِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰۤى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ﴿۱۲۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک اللّٰہ نے بدر میں تمہاری مدد کی، جب تم بالکل بے سرو سامان تھے۔ تو اللّٰہ سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے: کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر؟ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم (اسی وقت) تم پر آپڑیں (حملہ کر دیں) تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ (پ ٤، آل عمرٰن: ۱۲۳تا۱۲۵)

مفسرین عظام کی رائے

حضرت علامہ جلال الدین سُیُوطی شافعی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی مندرجہ بالا آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''صحابۂ کرام عَلَیھِمُ الرِّضوَان نے میدانِ بدر میں صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے وعدے کو اس طرح پورا

فرمایا کہ اَبلَق (چتکبرے) گھوڑوں پر سوار پانچ ہزار ایسے فرشتوں کو نازل فرمایا جنہوں نے زرد اور سفید عمامے اس طرح باندھ رکھے تھے کہ ان کے شملے پیٹھ کے پیچھے لٹک رہے تھے۔'' (جلالین، پ٤، آل عمرٰن، تحت الآية:١٢٥، ص ٦٠)

اس تفسیر کواُس حدیثِ پاک کی تائید بھی حاصل ہے کہ جس میں حضور سراپا نُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے عماموں کوفرشتوں کی نشانی فرمایا ہے چنانچہ حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے کہ نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ، وَاَرْخُوا لَهَا خَلْفَ ظُهُورِكُمْ یعنی تم پر عمامے باندھنا لازم ہے بیشک یہ ملائکہ کی نشانی ہیں اور عمامے کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکاؤ۔

(معجم کبیر، نافع عن ابن عمر، ٢٩٢/١٢، حدیث:١٣٤١٨)

فرشتوں کے سفید عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِم اَجْمَعِین نے بھی فرشتوں کی اس نشانی کو بیان فرمایا ہے چنانچہ حضرت سیّدنا عبداللّٰہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُمَا فرماتے ہیں کہ جنگِ بدر کے دن فرشتوں کی نشانیاں سفید عمامے تھے جن کے شملے ان کی پشتوں پر لٹک رہے تھے۔

(معجم کبیر، مقسم عن ابن عباس، ٣٠٨/١١، حدیث:١٢٠٨٥ مختصراً)

فرشتوں کے زرد عمامے

حضرت سیّدنا عُروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں: ''غزوۂ بدر کے دن ملائکہ حضرت سیّدنا زبیر بن عوّام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کی نشانی پر نازل ہوئے انہوں نے زرد رنگ کے عمامے اس طرح باندھے ہوئے تھے کہ جن کے شملے ان کی پیٹھ پر لٹک رہے تھے اور حضرت سیّدنا زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے بھی زرد عمامہ باندھ رکھا تھا۔'' (کنزالعمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، الجز:۱۳، ۷/ ۹۱، حدیث:٣٦٦٢٤، مصنف ابن ابی شیبه، کتاب السیر، ما قالوا فی التسویم الخ، ۱۷/ ٤٢٩، حدیث:٣٣٣٩٣ بتغیر)

حضرت علامہ سلیمان بن عمر شافعی عَلَیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی مندرجہ بالا دونوں روایتوں میں مُطابقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: غزوۂ بدر کے دن حضرت سیّدنا جبرئیلِ امین عَلَیہِ السَّلام کا عمامہ زرد اور باقی فرشتوں کے عمامے سفید تھے۔ (تفسیر جمل، پ٤، آل عمرٰن، تحت الآیة: ۱۲۵، ۱/ ۵۱۷)

حضرت علامہ اسماعیل حقّی عَلَیه رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے بھی فرمایا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضرت سیّدنا جبرئیلِ امین عَلَیہ السَّلام کا عمامہ زرد اور باقی فرشتوں کے عمامے سفید تھے۔ (روح البیان، پ٤، آل عمرٰن، تحت الآیة: ۱۲۵، ۲/ ۹۰)

حضرت علامہ ابومحمد عبدالملک بن ہشام عَلَیہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ السَّلام نے یہی

روایت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم سے بھی نقل فرمائی ہے۔

(سيرة ابن هشام، غزوة بدر الكبرى، شهود الملائكة وقعة بدر، ٢٦٢)

رضوانِ جنت کا زرد عمامہ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مَطبُوعہ کتاب "**عُیُونُ الحکایات (مُتَرجَم)**" حصہ دُوُم صفحہ 74 پر ہے: حضرتِ سیِّدُ نا علی بن محمد سِیرْوَانِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم خوّاص عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "ایک مرتبہ ایک وادی میں مجھے بہت زیادہ پیاس لگی، شدتِ پیاس سے میں نیم بے ہوش ہو کر گر پڑا، اچانک میرے چہرے پر پانی کے قطرے گرے جن کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل پر محسوس کی۔ آنکھیں کھولیں تو **خوبصورت سفید گھوڑے پر سوار سبز کپڑے زیبِ تن کئے، زرد عمامے کا تاج سر پر سجائے** ایک شکیل وجمیل نوجوان نظر آیا۔ جس کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا۔ ایسا خوبصورت نوجوان میں نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ اس نے مجھے پیالے میں سے شربت پلایا اور کہا: "میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔" میں گھوڑے پر اس کے پیچھے سوار ہو گیا۔ ابھی وہ گھوڑا اپنی جگہ سے چلا ہی تھا کہ اس نوجوان نے مجھ سے پوچھا: "تم سامنے کیا دیکھ رہے ہو۔" میں نے کہا: "میرے سامنے اس وقت مدینۂ مُنَوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کا پُر کَیف

نظارہ ہے، سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تو اپنے آقا و مولیٰ محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر میں پہنچ چکا ہوں۔''

نوجوان نے کہا: ''اب اُتر جاؤ، اور جب روضۂ رسول عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر حاضری ہو تو میرا بھی باادب سلام عرض کر دینا اور کہنا: ''رضوانِ جنّت آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار، بِاِذنِ پروردگار دو عالم کے مالک و مختار عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بےکس پناہ میں خوب خوب سلام عرض کرتا ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

(عیون الحکایات ، الحکایة الستون بعد المأتین الخ، ص ۲۴۷)

فرشتوں کے سیاہ عمامے

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جنگِ بدر کے دن فرشتوں کی نشانی سیاہ عمامے تھی۔ (معجم کبیر، عن عطاء عن ابن عباس، ۱۵۵/۱۱، حدیث:۱۱۴۶۹)

سبز عمامہ فرشتوں کا شعار

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے: ''بَدر کے روز فرشتوں کی نشانی سفید عمامے اور بروزِ حُنین سبز عمامے تھی۔'' (تفسیر خازن، پ ۹، الانفال، تحت الآیة:۹، ۱۸۲/۲ ،تفسیر بغوی ، پ ۹، الانفال، تحت الآیة: ۹،

۱۹۶/۲، دلائل النبوۃ، الجزالثانی، الفصل الخامس والعشرون، ص ۲۸۲، حدیث:۴۰۷)

حضرت امام محمد بن یوسف شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی حضرت علامہ محمد بن سعد کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: بدر کے روز فرشتے اَبلَق گھوڑوں پر اس طرح اُترے تھے کہ انہوں نے سبز، زرد اور سرخ نورانی عمامے اس طرح باندھ رکھے تھے کہ جن کے شملے ان کے کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے۔ (سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب المغازی، الباب السابع فی بیان غزوۃ بدر الکبری، ۴۴/۴)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی[1] عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ''حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور حضرت سیّدنا

---

1 ...... فَخرُالمُحَدِّثِین، رَئِیسُ المُحَقِّقِین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادتِ باسعادت یکم محرم الحرام ۹۵۸ھ بمطابق ۹ جنوری 1551ء کو دہلی (ہند) میں ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تعلیم وتربیت آپ کے والدِ ماجد شیخ سیف الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی آغوش میں ہوئی، بعدازاں عرب وعجم کے علماء و محدثین سے اِکتسابِ فیض کیا، رہبرِ کامل شیخ عبدالوہاب متقی قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں سلوک وطریقت کے منازل طے کئے۔ آپ کو اپنے والدِ ماجد شیخ سیف الدین قادری، حضرت موسیٰ پاک شہید گیلانی قادری، حضرت خواجہ باقی باللّٰہ نقشبندی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِین جیسے متعدد اولیاء و اَصفیاء سے بھی ارادت وخلافت حاصل ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی پوری زندگی اِحیائے سنت، رَدِّ بدعت اور علم کی نشر و اشاعت میں گزری۔ ہندوستان میں دورِ اکبری کے تکفیر و تضلیل کے رُوح فرسا حالات میں اپنے مسلک پر ثابت قدم رہے، درس وتدریس، قرآن وحدیث سے فضائے ہند کو مُنوَّر رکھا، عمر بھر آپ کے ہاتھ میں جامِ شریعت رہا، عشقِ حقیقی سے قلب وجگر کو گرماتے رہے، نادر مَباحِث، تحقیقات، فوائد اور لطیف نکات پر مشتمل

میکائیل عَلَیْہِ السَّلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل وصورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اترے، اس وقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے تھے اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُمَا فرماتے ہیں: ''روزِ حنین **فرشتوں کے سبز عمامے** تھے۔''

(مدارج النبوت، وصل از فضائل و خصائص غزوۂ بدر، ۹۲/۲ ملتقطًا)

یوم بدر فرشتوں کے عمامے سبز، زرد، سفید اور سیاہ تھے

حضرت علامہ علی بن بُرہانُ الدِّین حَلَبی عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے بعض محدثین کے حوالے سے ان تمام روایات میں یوں تطبِیق بیان فرمائی ہے کہ یومِ بدر بعض فرشتوں کے عمامے سبز بعض کے زرد کچھ کے سفید اور کچھ کے عمامے سیاہ

اخبار الاخیار، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، جذب القلوب، مدارج النبوۃ، ماثبت بالسنۃ وغیرہ جیسی شُہرۂ آفاق سینکڑوں کُتُب تصنیف فرمائیں۔ عقائدِ اہلِ سنت کی پوری پوری ترجمانی کی، اسلام اور ایمان کی روح سے متصادم نظریات کی بیخ کنی کی، عقائد کے اِثبات واِستقلال کا سامان فراہم کیا، علم وعرفان کی ترویج و اِشاعت میں آپ کی بیش بہا خدمات ہیں، تجدیدی کارناموں، تصنیفی خدمات کے حوالے سے آپ کی شخصیت بلند وبالا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مترجم، ص۶۲۔ اخبار الاخیار مترجم، ص۱۲۔ شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی، ص۹۰)

تھے لہٰذا ان روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

(سیرت حلبیه، باب غزوة بدر الکبری، ۲/۲٤۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان روایات سے مندرجہ ذیل مدنی پھول حاصل ہوتے ہیں:

﴿1﴾ عمامہ شریف باندھنا اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو بہت محبوب ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرشتوں کی اس علامت کا بطورِ خاص ذکر نہ فرماتا اور نہ ہی انہیں اس طرح (باعمامہ) نازل فرماتا۔

﴿2﴾ عمامے کا شملہ کندھوں کے درمیان رکھنا فرشتوں کی بھی سنّت ہے۔

﴿3﴾ عمامے کا شملہ پُشت پر کندھوں کے درمیان رکھنے میں فرشتوں کی اِتّباع کی بھی نیت کی جاسکتی ہے۔

﴿4﴾ ان رنگوں میں سے کسی بھی رنگ کا عمامہ باندھنا ناجائز نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو فرشتے کبھی اس رنگ کا عمامہ نہ باندھتے۔

غزوۂ حنین میں اترنے والے باعمامہ فرشتے

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے صحابۂ کرام عَلَیھِمُ الرِّضوَان کی مدد کے لئے غزوۂ حنین میں بھی آسمان سے فرشتوں کو نازل فرمایا تھا جنہوں نے مختلف رنگوں کے عمامے باندھ رکھے تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان فرشتوں کا ذکر یوں

فرمایا ہے چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے:

ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔

(پ ۱۰، التوبة:۲٦)

حضرت صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیمُ الدّین مرادآبادی عَلَيۡهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ الۡهَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: (لشکر سے مراد وہ) فرشتے (ہیں) جنہیں کُفّار نے اَبلَق گھوڑوں پر سفید لباس پہنے، عمامہ باندھے دیکھا، یہ فرشتے مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے آئے تھے۔ (خزائن العرفان، پ ۱۰، التوبة، تحت الآیة:۲٦، ص ۳۵۹) غزوۂ حُنین کے دن فرشتے سرخ اور سبز عمامے سجائے تشریف لائے تھے چنانچہ

حضرت علامہ محمد بن سعد عَلَيۡهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ الۡاَحَد نقل فرماتے ہیں: غزوۂ حُنین کے روز فرشتوں کی نشانی سرخ عمامے تھی جن کے شملے انہوں نے کندھوں کے درمیان لٹکا رکھے تھے۔

(طبقات ابن سعد، غزوة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم الی حنین، ۲/۱۱۵)

حضرت علامہ علی بن بُرہانُ الدِّین حَلَبی عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی نقل فرمایا ہے کہ غزوۂ حُنین کے روز فرشتوں نے سرخ عمامے یوں باندھ رکھے تھے کہ ان کے شملے کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے۔

(سیرت حلبیہ، باب ذکر مغازیہ، غزوۃ حنین، ١٦٢/٣)

حضرت سیِّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: غزوۂ حُنین کے دن فرشتوں کی نشانی سرخ عمامے تھی۔ (تفسیر ابن کثیر، پ ٤، آل عمرٰن، تحت الآیۃ: ١٢٥، ٩٨/٢)

حضرت سیِّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُما سے ہی روایت ہے کہ حُنین کے روز فرشتوں نے سبز سبز عمامے سجا رکھے تھے۔

(تفسیر بغوی، پ ٩، الانفال، تحت الآیۃ: ٩، ١٩٦/٢)

یوم اُحد فرشتوں کے سرخ عمامے

حضرت سیِّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: غزوۂ اُحد کے دن فرشتوں کی نشانی سرخ عمامے تھی۔ (معجم کبیر، عن عطاء عن ابن عباس، ١٥٥/١١، حدیث: ١١٤٦٩)

جبریل امین کے عمامے

سَیِّدُ الملائکہ حضرت سیِّدنا **جبریلِ امین** عَلَیہِ السَّلام مدینے کے تاجدار،

صاحبِ عمامۂ خوشبودار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بارہا حاضری کا شرف پاتے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری کے علاوہ سابقہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور دیگر کئی واقعات کے وقت زمین پر تشریف لائے تھے۔ ان مختلف مقامات پر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے جو عمامے سجا رکھے تھے ان کا تذکرہ کتبِ احادیث میں موجود ہے جن میں سے چند روایات یہاں ذکر کی گئی ہیں چنانچہ

جبریل امین سرخ عمامے میں

حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھا فرماتی ہیں: ''میں نے حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے سرخ عمامہ شریف اس طرح باندھ رکھا تھا کہ اس کا شملہ آپ کے کندھوں کے درمیان لٹک رہا تھا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الصباغ، ۵/۲۲۸، حدیث:۸۵۷۱)

حضرت علامہ امام محمد بن یوسف شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی امام حاکم رَحمۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھا فرماتی ہیں: نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس خچر پر سوار ایک شخص آیا اس نے سرخ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا جس کا شملہ اس کے کندھوں کے درمیان تھا۔ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ واٰلِہٖ وسلَّم سے اس کے

بارے میں پوچھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ جبریلِ امین تھے جو مجھے بنی قُریظَہ کی طرف جانے کا کہنے آئے تھے۔ (سبل الهدى والرشاد، جماع ابواب سيرته صلى الله عليه وسلم فى لباسه الخ ، الباب الثانى فى العمامة والعذبة الخ، ٢٧٥/٧ واللفظ له ،معجم الاوسط، باب الميم، من اسمه مقدام، ٢٩٣/٦، حديث:٨٨١٨)

جبریلِ امین کا سبز عمامہ

حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُما سے **مروی ہے کہ** حضرت سیّدنا جبریل عَلَیہِ السَّلام نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **بارگاہ میں یوں حاضر ہوئے کہ عَلَیہِ عِصَابَۃٌ خَضرَاءُ** یعنی آپ عَلَیہِ السَّلام نے **سبز رنگ کا عمامہ شریف باندھا ہوا تھا** جس پر کچھ غبار تھا۔ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے پوچھا: آپ کے عمامے پر غبار کیسا ہے؟ حضرت سیّدنا جبریلِ امین عَلَیہِ السَّلام نے عرض کی: میں **کَعبۃُ اللّٰہ کی زیارت کو حاضر ہوا تھا تو رکنِ یمانی پر فرشتوں کا اِزدِحام تھا یہ ان کے پروں سے اڑنے والا غبار ہے**۔ (اخبار مكه للازرقى، ذكر زيارة الملائكة البيت الحرام الخ،الجز الاول، ص ٧١،الحبائك فى اخبار الملائك ، ص ١٨٦ واللفظ له)

سید الملائکہ سبز عمامے میں

تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، پیکرِ جُود وسخاوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَالِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ تبوک کے بعد صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان میں **مالِ غنیمت** اس طرح تقسیم فرمایا کہ سب کو ایک ایک اور حضرت سیّدنا **علی المرتضٰی** کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجھَہُ الْکَرِیم کو دو حصے عطا فرمائے۔ حضرت سیّدنا زائِدَہ بِن اَکوَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھڑے ہو کر (اس فعل کی حکمت دریافت کرنے کے لئے) عرض کی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَالِہٖ وَسَلَّم کیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے کوئی وحی نازل ہوئی ہے یا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے خود ہی یہ فیصلہ فرمایا ہے؟ تو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان سے فرمایا: ''میں تمہیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے لشکر کے دائیں جانب ایک ایسے شخص کو دیکھا تھا کہ جو سفید پیشانی اور سفید ٹانگوں والے گھوڑے پر سوار تھا اور اس نے **سبز عمامہ** باندھ رکھا تھا جس کے **دو شملے** اس کے کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے، اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ بھی تھا جس سے اس نے دشمن کے دائیں جانب والے لشکر پر حملہ کر کے اسے پسپا کر دیا تھا؟'' صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان نے عرض کی جی ہاں ایسا ہی تھا۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ **جبریلِ امین** (عَلَیہِ السَّلام) تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ مالِ غنیمت میں سے میرا حصہ (حضرت) علی (رَضِیَ اللّٰہُ

تَعَالٰی عَنْہ) کو دے دیں۔ (سیرت حلبیه، باب ذکر مغازیه ، غزوة تبوك، ٢٠٠/٣)

جبریل امین سیاہ عمامے میں

حضرت سیِّدنا سعید بن جُبَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جس دن فرعون غرق ہوا اس دن حضرت سیِّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلام سیاہ عمامہ شریف باندھے ہوئے تھے۔ (درِ منثور، پ ١١، یونس، تحت الآية: ٩٠، ٣٨٧/٤)

حضرت سیِّدنا عبد العزیز بن عبد اللّٰہ ماجِشُون رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ روایت فرماتے ہیں: حضرت سیِّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلام غزوۂ خندق کے روز گھوڑے پر سوار شہنشاہِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا جس کا شملہ آپ کے کندھوں کے درمیان تھا نیز آپ کے سامنے والے دانتوں پر (سفر کی وجہ سے) کچھ گرد کے آثار بھی تھے۔

(طبقات ابن سعد، غزوة رسول الله صلی الله علیه و سلم إلی بنی قریظة ٥٨/٢)

جبریل امین زرد عمامے میں

حضرت سیِّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلام **غزوۂ بدر** میں زرد (پیلے) رنگ کا عمامہ باندھ کر تشریف لائے تھے چنانچہ حضرت سیِّدنا عُروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلام بدر کے روز حضرت سیِّدنا زبیر بن عَوَّام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح زرد عمامہ باندھ کر آئے تھے۔ (معجم کبیر،

نسبة الزبير بن العوام رضى الله عنه، ١٢٠/١، حديث: ٢٣١)

جبریلِ امین کا سفید عمامہ

حضرت علّامہ جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی ''تفسیر دُرِّمنثور'' جلد 6 صفحہ 514 پر نقل فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا لقمان حکیم رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے حضرت سیّدنا جبریلِ امین عَلَیہِ السَّلام کو گھوڑے پر سوار سفید عمامے میں دیکھا۔ (درِ منثور، پ ٢١، لقمان، تحت الآية: ١٣، ٥١٤/٦ ملتقطاً)

حضرت لقمان حکیم کی سبق آموز حکایت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''عُیُونُ الحکایات (مُتَرجَم)'' حصہ اوّل صفحہ 175 پر ہے: حضرت سیّدنا سعید بن مُسیَّب رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیّدنا لقمان حکیم عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الرَّحِیم نے اپنے بیٹے کو (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے! جب بھی تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو تُو اسے اپنے حق میں بہتر جان اور یہ بات دِل میں بٹھالے کہ میرے لئے اسی میں بھلائی ہے اگرچہ بظاہر وہ مصیبت ہی نظر آرہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہوگی۔''

یہ سن کر آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ کا بیٹا کہنے لگا: ''جو کچھ آپ (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) نے فرمایا میں نے اس کو سن لیا اور اس کا مطلب بھی سمجھ لیا لیکن یہ بات

میرے بس میں نہیں کہ میں ہر مصیبت کو اپنے لئے بہتر سمجھوں، میرا یقین ابھی اتنا پختہ نہیں ہوا۔"

جب حضرت سیّدنا لقمان حکیم عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الرَّحِیم نے اپنے بیٹے کی یہ بات سنی تو فرمایا: "اے میرے بیٹے! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاءِ کرام عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام مَبعُوث فرمائے، ہمارے زمانے میں بھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نبی عَلَیہِ السَّلَام کو مبعوث فرمایا ہے آؤ، ہم اس نبی عَلَیہِ السَّلَام کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہونے چلتے ہیں، ان کی باتیں سن کر تیرے یقین کو تقویت حاصل ہو گی۔" آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ کا بیٹا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی عَلَیہِ السَّلَام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔

چنانچہ ان دونوں نے اپنا سامانِ سفر تیار کیا اور خچروں پر سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ کئی دن، رات انہوں نے سفر جاری رکھا، راستے میں ایک ویران جنگل آیا وہ اپنے سامان سمیت جنگل میں داخل ہو گئے، اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو جتنی ہمت دی اتنا انہوں نے جنگل میں سفر کیا، پھر دو پہر ہو گئی، گرمی اپنے زور پر تھی، گرم ہوائیں چل رہی تھیں، دَرِیں اَثناء (یعنی اسی دوران) ان کا پانی اور کھانا وغیرہ بھی ختم ہو گیا، خچر بھی تھک چکے تھے، پیاس کی شدت سے وہ بھی ہانپنے لگے، یہ دیکھ کر حضرت لقمان رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ اور آپ کا بیٹا خچروں سے نیچے اتر

آئے اور پیدل ہی چلنے لگے۔ چلتے چلتے حضرت سیّدنا لقمان رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ کو بہت دور ایک سایہ اور دھواں سا نظر آیا، آپ رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ نے گمان کیا کہ وہاں شاید کوئی آبادی ہے، اور یہ کسی درخت وغیرہ کا سایہ ہے، چنانچہ آپ رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ اسی طرف چلنے لگے۔ راستے میں آپ رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ کے بیٹے کو ٹھوکر لگی اور اس کے پاؤں میں ایک ہڈی اس طرح گھسی کہ وہ پاؤں کے تلوے سے پار ہو کر ظاہر قدم تک نکل آئی آپ رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ کا بیٹا درد کی شدت سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا آپ رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا، پھر اپنے دانتوں سے ہڈّی نکالنے لگے۔ کافی مُشَقَّت کے بعد بالآخر وہ ہڈی نکل گئی۔

بیٹے کی یہ حالت دیکھ آپ رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ شَفقتِ پدرانہ کی وجہ سے رونے لگے۔ **آپ رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ نے اپنے عمامے سے کچھ کپڑا پھاڑا اور اسے زخم پر باندھ دیا۔** حضرت لقمان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو جب اُن کے بیٹے کے چہرے پر گرے تو اسے ہوش آ گیا، جب اس نے دیکھا کہ میرے والد رو رہے ہیں تو کہنے لگا: ''اے ابا جان! آپ تو مجھ سے فرما رہے تھے کہ ہر مصیبت میں بھلائی ہے۔ لیکن اب میری اس مصیبت کو دیکھ کر آپ رونے کیوں لگے؟'' اور یہ مصیبت میرے حق میں بہتر کس طرح ہو سکتی ہے؟ حالانکہ ہماری کھانے پینے کی تمام اشیاء ختم ہو چکی ہیں، اور ہم یہاں اس ویران جنگل

میں تنہا رہ گئے ہیں، اگر آپ مجھے یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو آپ کو میری اس مصیبت کی وجہ سے بہت رنج وغم لاحق رہے گا، اور اگر آپ یہیں میرے ساتھ رہیں گے تو ہم دونوں یہاں اس ویرانے میں بھوکے پیاسے مر جائیں گے، اب آپ خود ہی بتائیں کہ اس مصیبت میں میرے لئے کیا بہتری ہے؟''

بیٹے کی یہ باتیں سن کر حضرت سیّدنا لقمان رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! میرا رونا اس وجہ سے تھا کہ میں ایک باپ ہوں اور ہر باپ کا اپنی اولاد کے دکھ درد کی وجہ سے غمگین ہو جانا ایک فِطری عمل ہے، باقی رہی یہ بات کہ اس مصیبت میں تمہارے لئے کیا بھلائی ہے؟ تو ہو سکتا ہے اس چھوٹی مصیبت میں تجھے مبتلا کر کے تجھ سے کوئی بہت بڑی مصیبت دور کر دی گئی ہو، اور یہ مصیبت اس مصیبت کے مقابلے میں چھوٹی ہو جو تجھ سے دور کر دی گئی ہے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ کا بیٹا خاموش ہو گیا۔

پھر حضرت سیّدنا لقمان رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے سامنے نظر کی تو اب وہاں نہ تو دھواں تھا اور نہ ہی سایہ وغیرہ، آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ دل میں کہنے لگے: ''میں نے ابھی تو اس طرف دھواں اور سایہ دیکھا تھا لیکن اب وہ کہاں غائب ہو گیا، ہو سکتا ہے کہ ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہماری مدد کے لئے کسی کو بھیجا ہو، ابھی آپ اسی سوچ بچار میں تھے کہ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ کو دور ایک شخص نظر آیا جو

سفید لباس زیب تن کئے، **سفید عمامہ سر پر سجائے**، چتکبرے گھوڑے پر سوار آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا چلا آرہا ہے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہ اس سوار کو اپنی طرف آتا دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ آپ کے بالکل قریب ہوگیا، پھر وہ سوار اچانک نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

پھر ایک آواز سنائی دی: ''کیا تم ہی لقمان ہو؟'' آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہ نے فرمایا: ''جی ہاں! میں ہی لقمان ہوں۔'' پھر آواز آئی: ''کیا تم حکیم ہو؟'' آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہ نے فرمایا: ''مجھے ہی لقمان حکیم کہا جاتا ہے۔'' پھر آواز آئی: ''تمہارے اس ناسمجھ بیٹے نے تم سے کیا کہا ہے؟'' حضرت سیّدنا لقمان رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہ نے فرمایا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! تو کون ہے؟ ہمیں صرف تیری آواز سنائی دے رہی ہے اور تو خود نظر نہیں آرہا۔'' پھر آواز آئی: ''میں جبرائیل (عَلَیہِ السَّلَام) ہوں اور مجھے صرف انبیاءِ کرام عَلَیہِمُ السَّلَام اور مقرّب فرشتے ہی دیکھ سکتے ہیں، اس وجہ سے میں تجھے نظر نہیں آرہا، سنو! میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فلاں شہر اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو زمین میں دھنسا دوں۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ تم دونوں بھی اُسی شہر کی طرف جارہے ہو تو میں نے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ وہ تمہیں اس شہر میں جانے سے روکے۔ لہٰذا اُس نے تمہیں اِس آزمائش میں ڈال دیا اور تیرے بیٹے کے پاؤں میں ہڈی

چبھ گئی، اِس طرح تم اِس چھوٹی مصیبت کی وجہ سے ایک بہت بڑی مصیبت (یعنی زمین میں دھنسنے) سے بچ گئے ہو۔''

پھر حضرت سیِّدنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنا ہاتھ اُس زخمی لڑکے کے پاؤں پر پھیرا تو اُس کا زخم فوراً ٹھیک ہوگیا۔ پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنا ہاتھ اس برتن پر پھیرا جس میں پانی بالکل ختم ہو چکا تھا تو ہاتھ پھیرتے ہی وہ برتن پانی سے بھر گیا اور جب کھانے والے برتن پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی کھانے سے بھر گیا۔ پھر حضرت سیِّدنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت سیِّدنا لقمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، آپ کے بیٹے اور آپ کی سواریوں کو سامان سمیت اٹھایا اور کچھ ہی دیر میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے بیٹے اور سارے سامان کے ساتھ اپنے گھر میں موجود تھے حالانکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا گھر اس جنگل سے کافی دن کی مسافت پر تھا۔

(عیون الحکایات ، الحکایة الثانیة و التسعون الخ، ص ١٠٩)

جبریل امین کا ریشمی عمامہ

حضرت علامہ بدرالدین عینی حنفی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اِستِیعَاب کے حوالے سے حضرت سیِّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلام کے ریشمی عمامے کا ذکر بھی کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جنازے میں حضرت سیِّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلام اِستَبرَق (یعنی موٹے ریشمی

کپڑے) کا عمامہ شریف باندھے تشریف لائے۔(عمدة القاری، کتاب الهبة و فضلها، باب قبول الهدية من المشركين، ۹/۴۴۰، تحت الحديث:۲۶۱۵)

مردوں کو ریشمی عمامہ منع ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے ہمارے لئے ریشمی عمامہ باندھنا جائز نہیں ہے کیونکہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مردوں کو ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے۔

(ابن ماجه، كتاب اللباس، باب كراهية لبس الحرير، ۴/۱۵۵، حديث: ۳۵۸۹)

بعض دوسری روایات سے ریشم کی تھوڑی سی مقدار کے بارے میں جو رعایت ثابت ہوتی ہے اس کا بیان کرتے ہوئے خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیہِ رَحمَةُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں: ''مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار اُنگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار اُنگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔(درمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس، ۹/۵۸۰)

یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار اُنگل

سے زیادہ بھی جائز ہے۔عمامہ یا چادر کے پلّو ریشم سے بُنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے، لہٰذا یہ پلّو بھی چار اُنگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو۔ (بہارِ شریعت، ۴۱۱/۳) مزید فرماتے ہیں: ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا، اگر یہ چار اُنگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۴۱۲/۳)

عمامہ شریف کے فضائل (احادیث کی روشنی میں)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عُشّاق کیلئے تو اتنی ہی بات کافی ہے کہ عمامہ شریف نبیِّ اکرم، شفیعِ مُعظّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ واٰلہٖ وَسَلَّم کی سُنّت ہے اگرچہ عمامہ شریف کی فضیلت میں کثیر احادیث وَارِد ہیں آپ کی ترغیب وتحرِیص کے لئے **''حضور نے سبز عمامہ بھی باندھا''** کے **23** حروف کی نسبت سے **عمامہ شریف کے فضائل پر مشتمل 23 روایات** درج ذیل ہیں:

﴿1﴾ **حضرت** سیّدنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہُما کے پاس ایک شخص آیا اور سوال کیا: ''اے ابوعبدالرحمٰن کیا عمامہ باندھنا سنّت ہے؟'' آپ نے فرمایا: ہاں (سنّت ہے)۔ (عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب العمائم، ۲۲/۱۵)

بُردبار بننے کا آسان عمل

﴿2﴾ **حضرت** سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہُما روایت فرماتے ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْمًا یعنی عمامہ باندھو

تمہارا حِلم بڑھے گا۔(معجم کبیر، عبد اللّٰہ بن العباس، ۱۲/ ۱۷۱، حدیث:۱۲۹۴۶) یہی روایت سیّدنا اُسامہ بن عُمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی مروی ہے۔(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم،الجز: ۱۵، ۸/ ۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۲۷)

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: (عمامہ باندھو) تمہارا حلم بڑھے گا اور تمہارا سینہ کشادہ ہوگا کیونکہ ظاہری وضع قطع کا اچھا ہونا انسان کو سنجیدہ اور باوقار بنا دیتا ہے نیز غصے، جذباتی پن اور خَسِیس حرکات سے بچاتا ہے۔

(فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۱/ ۷۰۹، تحت الحدیث:۱۱۴۲)

حلم ایک بے بہا دولت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بلا شبہ حِلم (بُردباری) ایک ایسی بے بہا دولت ہے کہ لاکھوں بلکہ اربوں روپے میں بھی خریدی نہیں جا سکتی لیکن نبیِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی امت پر شفقت واحسان فرماتے ہوئے انتہائی آسان عمل ارشاد فرما دیا کہ جس کی بدولت ہم غصے اور جذباتی پن سے نجات پا کر اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کرسکتے ہیں۔جیسا کہ حضرت علامہ محمد بن جعفر کَتّانی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ

﴿3﴾ حضرت سیّدنا اُسامہ بن عُمیر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے وَاعْتَمُّوا تَحلِمُوا یعنی عمامے باندھو بُردبار ہو جاؤ گے۔ (الدعامة فی احکام سنة العمامة، ص ۱۰ مختصراً)

عمامہ شریف حسن و جمال کا ذریعہ

﴿4﴾ حضرت علامہ شہاب الدین محمد اَلاَبشِیھی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی روایت نقل فرماتے ہیں: تَعَمَّمُوا تَزدَادُوا جَمَالاً یعنی عمامے باندھو! تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو گا۔

(المستطرف، الباب السادس والاربعون فی الخلق وصفاتھم الخ، ۵۲/۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی عمامہ شریف باندھنے سے حسن و جمال میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن بُریدہ اَسلمی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک رات امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ایک گھر کے قریب سے گزرے تو ایک عورت نے اَشعار میں ایک شخص (نصر بن حجاج جس کا تعلق بنی سُلَیم سے تھا) کا ذکر کیا، جو کہ بہت حسین و جمیل تھا۔ آپ نے صبح اسے دربار میں طلب فرمایا، یہ خوبصورت بالوں اور حسین چہرے والا شخص تھا۔ آپ نے اسے بال کٹوانے کا حکم فرمایا اس نے کٹوا دیئے مگر اس کی پیشانی کھل جانے کے باعث اور حسین لگنے لگا آپ نے اسے عمامہ شریف باندھنے کا حکم دیا (تا کہ اس کی

پیشانی چھپ جائے) اس نے عمامہ باندھا تو اس کے حُسن میں اور اضافہ ہو گیا بالآخر آپ نے اسے بصرہ بھیج دیا۔

(طبقات ابن سعد ، باب ذکر استخلاف عمر، ۲۱۶/۳، ملتقطاً)

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذُوالنُّورین رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق علامہ احمد بن محمد اُندلُسی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ اَجمَلُ النَّاسِ اِذَا اعْتَمَّ یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ جب عمامہ شریف باندھتے تو سب سے زیادہ حسین وجمیل نظر آتے۔

(عقد الفريد ، كتاب العسجدة الثانية ، باب نسب عثمان و صفته، ۳۶/۵)

مُجھے لگتا ہے وہ میٹھا، مُجھے لگتا ہے وہ پیارا
عمامہ سَر پہ، زُلفیں اور داڑھی جو سجاتا ہے

عمامے تاج ہیں

﴿5﴾ **حضرت** سیّدنا اَبُو الْمَلِیح رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْماً وَالعَمَائِمُ تِیجَانُ العَرَب یعنی عمامہ باندھو تمہاری بردباری (قوتِ برداشت) میں اضافہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ یہی حدیث حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی مروی ہے۔ (شعب الایمان،

باب فی الملابس ،فصل فی العمائم ، ۱۷۵/۵، حدیث: ۶۲۶۰ ،کنز العمال، کتاب

المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجز:۱۵، ۱۳۳/۸، حدیث: ۴۱۱۲۸)

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''اہلِ عرب کے لئے عمامے تاجِ شاہی کی حیثیت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دیہات میں عماموں والے تھوڑے ہی ہوتے ہیں اکثر لوگ ننگے سر یا ٹوپی پہنتے ہیں۔''

(فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۷۰۹/۱، تحت الحدیث:۱۱۴۳ملخصًا)

﴿6﴾ **امیر المؤمنین** حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الکَرِیم سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا **اَلعَمَائِمُ تِیجَانُ العَرَب**[1] یعنی عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(جامع صغیر ،حرف العین، الجز الثانی، ص ۳۵۳، حدیث:۵۷۲۳ مختصراً)

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: عماموں کو تاج اس لئے فرمایا کہ اس میں عزت، خوبصورتی، ہیبت اور وقار ہے، جیسا کہ بادشاہوں کے تاج انہیں دوسروں سے

---

1 ......امام جلال الدین سیوطی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد ''صح'' کا لفظ لکھا ہے جو صحیح کا مُخَفَّف ہے، یعنی ان کے نزدیک یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

ممتاز کر دیتے ہیں (اسی طرح عمامہ بھی عام لوگوں سے ممتاز کر دیتا ہے)۔

(فیض القدیر، حرف العین، ٥١٥/٤، تحت الحدیث: ٥٧٢٣)

﴿7﴾ **حضرت** سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیم کے سر پر اپنا عمامہ جس کا نام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے **''سَحاب''** رکھا تھا وہ باندھا تو فرمایا: اے علی! ''عمامے عرب کے تاج ہیں۔'' (کنز العمال، کتاب المعیشة والعادات، آداب التنعم، الجز: ١٥، ٢٠٥/٨، حدیث: ٤١٩٠٥ مختصراً)

عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں

﴿8﴾ **امیر المؤمنین** حضرت سیّدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیم سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مسجدوں میں بغیر عمامے اور عمامے باندھ کر آیا کرو اس لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔ (کنز العمال، کتاب المعیشة والعادات، فرع فی العمائم، الجز: ١٥، ١٣٣/٨، حدیث: ٤١١٣٥)

حضرت علامہ عبد الرءوف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو مسجد میں آؤ، چاہے ٹوپی پہن کر یا سر بند اور عمامہ شریف باندھ کر اور (عمامہ نہ ہونے کی وجہ سے) جمعہ اور جماعت کو ہرگز ترک نہ کرو۔ مزید فرماتے ہیں کہ ''ایک اور روایت میں ہے (عمامے)

مسلمانوں کی نشانی اور علامت ہیں یعنی جیسے تاج بادشاہوں کی نشانی ہوتے ہیں اسی طرح عمامے مسلمانوں کی نشانی ہیں۔

(فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۸۹/۱، تحت الحدیث: ۳۰ ملتقطًا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حدیثِ پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمامے نہ صرف عربوں کے تاج ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے تاج ہیں لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ ان (عماموں) میں اپنی عزت و آبرو سمجھیں اور ان پر مُدَاوَمت (ہمیشگی) اختیار کریں۔

ٹوپی اور عمامہ

﴿9﴾ **حضرت** سیِّدنا رُکانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اَلْعِمَامَۃُ عَلَی الْقَلَنْسُوَۃِ فَصْلٌ مَّابَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِینَ یُعْطٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِکُلِّ کَوْرَۃٍ یُّدَوِّرُھَا عَلٰی رَاْسِہٖ نُوراً یعنی ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان اِمتیازی علامت ہے، عمامہ باندھنے والے (مسلمان) کو اپنے سر پر باندھے جانے والے ہر پیچ کے بدلے قیامت کے دن ایک نور عطا کیا جائے گا۔ (کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجز: ۱۵، ۱۳۲/۸، حدیث: ۴۱۱۲۶)

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ پاک

کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عمامہ ٹوپی پر باندھا جائے یا صرف سر پر، عمامے کی سنّت ادا ہو جائے گی اگرچہ افضل ٹوپی پر ہی ہے۔ اس بات کا بھی خیال رہے کہ عمامے کی لمبائی اور چوڑائی میں اپنے زمانے اور علاقے کے عمامہ پہننے والے لوگوں کا خیال کرے کیونکہ عُرف و عادت سے زیادہ (بڑا عمامہ) باندھنا مکروہ ہے۔(فیض القدیر، حرف العین، ۵۱۵/۴، تحت الحدیث: ۵۷۲۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بغیر ٹوپی کے عمامہ شریف باندھنا بھی جائز ہے اور یہ ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت بھی ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما بیان فرماتے ہیں: **كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحتَ الْعَمَائِمِ وَبِغَيْرِ الْعَمَائِمِ وَ يَلْبَسُ الْعَمَائِمِ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ** یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ کے بغیر ٹوپی اور ٹوپی کے بغیر عمامہ شریف بھی پہنتے تھے۔

(کنز العمال، کتاب الشمائل، قسم الاقوال، الجز:۷، ۴ /۴۶، حدیث: ۱۸۲۸۲، تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ، الفصل الاول فی المتفرقات ، واما لباسه وثیابه ومتاعه علیه السلام ، ۱۹۰/۲)

اسی طرح خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین، حضرت علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: آں حَضرَت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ

وَسَلَّم گاہ عِمامۂ بے کُلاہ مِیپوشِید و گاہ با کُلاہ و گاہ کُلاہ بے عِمامہ یعنی سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بعض اوقات بغیر ٹوپی کے عمامہ شریف باندھ لیا کرتے، کبھی ٹوپی پر عمامہ مبارک باندھتے تو کبھی کبھار صرف ٹوپی بھی زیبِ سر فرمالیا کرتے تھے۔(شرح سفر السعادۃ، ص ٤٣٦) میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے اگرچہ ٹوپی کے بغیر عمامہ باندھنا بھی جائز ہے لیکن ٹوپی پر عمامہ شریف باندھنا افضل ہے جیسا کہ حضرت علّامہ مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔

عمامے کے ہر پیچ پر نیکی

﴿10﴾ حضرت سیّدنا مُعاذ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہاری بُردباری (قوتِ برداشت) میں اضافہ ہوگا اور جو عمامہ باندھے اسے ہر پیچ کے بدلے ایک نیکی عطا ہوگی اور جب (دوبارہ پہننے کے ارادے سے) اتارے تو ہر پیچ کھولنے پر ایک گناہ مٹا دیا جائے۔(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات،فرع فی العمائم،الجز:١٥، ١٣٣/٨، حدیث:٤١١٣٨ مختصراً)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن اس روایت کو یوں نقل فرماتے ہیں: عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ

باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب (بلاضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلاقصدِ ترک بلکہ باارادہ معاودت [1]) اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔ دونوں معنی محتمل ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم والحدیث اشد ضعفا فیہ ثلثۃ متر کون متھمون عمرو بن الحصین عن ابی علاثۃ عن ثویر (فتاوٰی رضویہ، ٦/٢١٤)

عمامے ترک کردینے کا نقصان

﴿11﴾ حضرت سیِّدنا عمران بن حُصین رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اَلْعَمَائِمُ وَقَارٌ لِّلْمُؤْمِنِ وَ عِزٌّ لِّلْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَائِمَھَا وَضَعَتْ عِزَّھَا یعنی عمامے مسلمانوں کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے باندھنا چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ (کنزالعمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجز:١٥، ٨/١٣٣، حدیث: ٤١١٣٩)

﴿12﴾ حضرت سیِّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھُما سے روایت ہے: رسول اللہ

---

[1] ...... یعنی جب دوبارہ باندھنے کے ارادے سے ضرورت کی بنا پر عمامہ شریف اتارے تو ہر پیچ کھولنے پر ایک گناہ معاف کیا جائے۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْعَمَائِمُ تِیجَانُ الْعَرَب فَاِذَا وَضَعُوا الْعَمَائِمَ وَضَعَ اللّٰہُ عِزَّھُم یعنی عمامے عرب کے تاج ہیں، پس جب وہ (یعنی عرب) عمامے اتار دیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی عزت ختم فرما دے گا۔

(فردوس الاخبار، باب العین، ۹۱/۲، حدیث:۴۱۰۹)

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''عماموں کو تاج اس لئے فرمایا ہے کہ یہ تاج کے قائم مقام ہیں۔'' (فیض القدیر، حرف العین، ۵۱۵/۴، تحت الحدیث:۵۷۲۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً عمامہ شریف ایسی عزت، مرتبے اور شان والی چیز ہے کہ جو شخص عمامہ شریف کی پابندی کرتا ہے وہ بھی عزت، مرتبے اور شان والا ہو جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے عربوں اور مسلمانوں کا تاج فرمایا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے تاجوں (عماموں) کی حفاظت کے لئے انہیں سر پر سجانا چاہیے۔

﴿13﴾ **حضرت** سیّدنا خالد بن مَعدان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن مرسلاً روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صدقے کے کچھ کپڑے لے کر تشریف لائے اور انہیں صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان میں تقسیم فرما کر ارشاد فرمایا: اِعْتَمُّوا خَالِفُوا عَلَی الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ یعنی عمامے باندھو اگلی امتوں (یہود و نصاریٰ

) کی مخالفت کرو (کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے)۔

(شعب الایمان، باب فی الملابس الخ ، فصل فی العمائم، ۱۷۶/۵، حدیث:۶۲۶۱)

عمامہ باندھنے کی ترغیب

﴿14﴾ حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامِت رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّھَا سِیمَا الْمَلَائِکَۃِ وَاَرْخُوْا لَھَا خَلْفَ ظُھُوْرِکُمْ یعنی تم پر عمامے لازم ہیں بے شک عمامے ملائکہ کی علامت ہیں اور عمامے کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکاؤ'' یہی روایت حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھُما سے بھی مروی ہے۔(شعب الایمان،باب فی الملابس ، فصل فی العمائم، ۱۷۶/۵، حدیث:۶۲۶۲ واللفظ لہ ،معجم کبیر، باب العین، عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب، ۲۹۲/۱۲، حدیث:۱۳۴۱۸)

اس حدیثِ پاک کے تحت حضرت علامہ سیّد محمد بن جعفر کَتّانی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی لکھتے ہیں: عارف باللّٰہ حَفنی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ عمامے فرشتوں کی نشانی ہیں، بدر کے روز فرشتے زرد عمامے سجائے، شملے لٹکائے نازل ہوئے تھے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امتیوں سے فرشتوں کی صفات سے مُتَّصِف ہونے کا تقاضا فرما رہے ہیں۔

(الدعامۃ فی احکام سنۃ العمامۃ، ص ۸)

عمامہ مسلمانوں اور غیر مسلموں میں فرق کرنے والا

﴿15﴾ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غَدِیرِ خُم کے دن میرے سر پر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میری پشت پر لٹکا دیا اور فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اَمَدَّنِی یَوْمَ بَدْرٍ وَحُنَیْنٍ بِمَلَائِکَۃٍ یَعْتَمُّوْنَ ھٰذِہِ الْعِمَّۃَ وَقَالَ اِنَّ الْعِمَامَۃَ حَاجِزَۃٌ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ یعنی بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے بدر اور حُنین کے دن میری مدد فرمائی ایسے فرشتوں سے جو یہ عمامے باندھے ہوئے تھے، بے شک عمامہ کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ (سنن الکبری للبیھقی، کتاب السبق والرمی، باب التحریض علی الرمی، ۲٤/۱۰، حدیث:۱۹۷۳٦، مسند طیالسی، احادیث علی بن ابی طالب، ص ۲۳، حدیث:۱٥٤)

تھی بدر میں دستار فرشتوں کے سروں پر
باندھے ہوئے آئے تھے مددگار عمامہ

﴿16﴾ حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رَاَیْتُ اَکْثَرَ مَنْ رَاَیْتُ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ مُتَعَمِّمِیْن یعنی میں نے جن فرشتوں کو دیکھا ہے ان میں

اکثر عماموں والے تھے۔ یہی روایت حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھا سے بھی مروی ہے۔(تاریخ ابن عساکر، ۸۱/۲۲ ، کنزالعمال، کتاب الفضائل، الباب الرابع فی القبائل وذکرھم الخ الجز :۱۲، ۲۰/۶، حدیث: ۳۳۸۸۸)

﴿17﴾ حضرت سیّدنا عبدُ الاعلٰی بن عدِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِّ پاک ،صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم کو بلا کر آپ کے سر پر عمامہ شریف باندھا جس کا شملہ آپ کی پیٹھ پر تھا پھر فرمایا: ھٰکَذَا فَاعْتَمُّوْا! فَاِنَّ الْعِمَامَةَ سِیمَا الْاِسْلَامِ وَھِیَ حَاجِزَةٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِینَ وَالْمُشْرِکِینَ یعنی عمامہ اس طرح باندھو! بے شک عمامہ اسلام کی علامت (یعنی نشانی) ہے اور یہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق کرنے والا ہے۔(کنز العمال، کتاب المعیشة والعادات، آداب التعمم، الجز :۱۵، ۲۰۵/۸، حدیث:۴۱۹۰۴)

﴿18﴾ حضرت علامہ عبدالرء وف مناوی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی روایت نقل فرماتے ہیں کہ عمامے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان اِمتیازی علامت ہیں۔

(کنوز الحقائق، حرف العین، ۴۰۰/۱،حدیث:۴۹۳۹)

فرشتوں کے تاج

﴿19﴾ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمامے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، آداب التعمم، الجز: ١٥، ٨/٢٠٥، حدیث: ٤١٩٠٦)

عمامہ باندھنا فطرت ہے

﴿20﴾ حضرت سیّدنا رُکانہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں میری اُمت ہمیشہ فِطرت پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں گے۔ (کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجز: ١٥، ٨/١٣٣، حدیث: ٤١١٤٠)

حضرت علامہ مُلّا علی قاری عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ البَارِی ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: فِطرت ایسی قدیم سنّت کو کہتے ہیں کہ جسے تمام انبیاء کرام عَلَیہِمُ السَّلَام نے اِختیار کیا ہو اور تمام شریعتوں میں اس پر عمل کیا گیا ہو، گویا وہ ایسی طبعی چیز ہے کہ سب کی پیدائش اسی پر ہوئی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ٨/٢٠٨، تحت الحدیث: ٤٤٢٠)

عمامہ باعث عزت

﴿21﴾ حضرت سیّدنا خالد بن مَعدان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن مُرسلاً روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَکْرَمَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِالْعَصَائِبِ یعنی بیشک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس امت کو عماموں سے مُکَرَّم

فرمایا۔(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم،الجز :۱۵، ۱۳۳/۸،
حدیث: ۴۱۱۳۷ مختصراً)

شیاطین عمامے نہیں باندھتے

﴾22﴿ **حضرت** سیّدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں:رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:تَعَمَّمُوا فَاِنَّ الشَّیَاطِینَ لاَ تَتَعَمَّمُ یعنی عمامے باندھو! بے شک شیاطین عمامے نہیں باندھتے۔(لباب الحدیث ، الباب الثانی عشر فی فضائل العمائم ، ص ۲۲)

﴾23﴿ **حضرت** سیّدنا رُکانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا:فَرْقُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِینَ الْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلاَنِس یعنی ہم میں اور مشرکوں میں ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے۔(ابوداؤد، کتاب اللباس،باب فی العمائم، ۷۶/۴، حدیث: ۴۰۷۸)

کیا ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے؟

خلیفۂ اعلیٰ حضرت ، صدرُالشَّریعہ، بدرُالطَّریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: ”بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے،مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ مشرکینِ عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔“ (بہارِ شریعت،۴۱۹/۳)

ٹوپی پر عمامہ باندھنے کا فائدہ

حضرت علامہ عبدالرء وف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت نقل فرماتے ہیں: بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھنا مناسب نہیں کہ (بغیر ٹوپی کے باندھا گیا) عمامہ کھل جاتا ہے بالخصوص وضو کرتے وقت، جبکہ ٹوپی پر عمامہ مضبوط بندھتا ہے اور خوبصورت بھی لگتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: عمامہ شریف انبیاء و مرسلین عَلَیْھِمُ الصلوٰۃُ وَ السَّلام کی سنّت اور ساداتِ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کا طریقہ ہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''مُحرِم قمیص نہ پہنے اور نہ ہی عمامہ باندھے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عمامہ باندھنا صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کی عادت تھی اسی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں حالتِ احرام میں عمامہ باندھنے سے منع فرمایا اور ربِّ ذُوالجلال کے اِکرام کی وجہ سے اِحرام میں ننگے سر رہنے کو مَشرُوع فرمایا۔ (فیض القدیر، حرف الفاء، ۴/ ۵۶۴، تحت الحدیث: ۵۸۴۹ ملتقطًا) معلوم ہوا! مسلمان عمامہ شریف باندھ کر اسلامی شعار کا اظہار کرتے ہیں۔

باعمامہ نماز پڑھنے کا ثواب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامے شریف کی سنّت پر قربان! اس پر عمل

کی برکت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ مومن کے اجر وثواب میں کئی گنا اضافہ فرمادیتا ہے جیسا کہ اُستاذُالمُحَدِّثین حضرت علامہ مفتی وصی احمد مُحدِّث سُورَتی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''نماز باعمامہ (یعنی عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نماز) و نماز بے عمامہ (بغیر عمامے کے پڑھی گئی نماز) دونوں یکساں نہیں بلکہ نماز باعمامہ کو فضیلت ہے اور ثواب اس کا یقیناً زائد ہے، اس واسطے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے اور بلا عمامہ (بغیر عمامے کے) مخالفِ مستحب اور خلافِ ادب ہے۔''

(كشف الغمامه عن سنية العمامه ، ص ۲)

نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے عمامہ شریف باندھ کر پڑھی جانے والی نماز کے فضائل میں کئی احادیث ارشاد فرمائی ہیں چنانچہ

﴿1﴾ **حضرت** سیِّدنا جابر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رَكْعَتَانِ بِعِمَامَةٍ خَيْرٌ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً بِلَا عِمَامَةٍ یعنی ایسی دو رکعتیں جو عمامہ باندھ کر پڑھی جائیں وہ بغیر عمامے والی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔ (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات، فرع فى العمائم، الجز:۱۵، ۱۳۳/۸، حديث: ۴۱۱۳۰ ،جامع صغير، حرف الراء، الجزالثانى، ص۲۷۳، حديث: ۴۴۶۸)

باعمامہ پڑھی گئی نماز کی افضلیت کی وجہ

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ پاک

کی شرح میں فرماتے ہیں: عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نمازیں ننگے سر پڑھی جانے والی نمازوں سے اس لئے افضل ہیں کہ دراصل نماز بادشاہِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے رُوبرو ادا کی جاتی ہے اور بغیر زیب وزینت اور خوبصورتی کے اُس کی بارگاہ میں حاضر ہونا خلافِ ادب ہے۔ (فیض القدیر، حرف الراء، ٤/٤٩ ، تحت الحدیث:٤٤٦٨)

﴿2﴾ ایک روایت میں خَیْرٌ کے بجائے اَفْضَلُ کے الفاظ ہیں۔ (فردوس الاخبار ،باب الراء ، فصل رکعتان ، ١/٤١٠، حدیث:٣٠٥٤)

باعمامہ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر

﴿3﴾ حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اَلصَّلَاۃُ فِی الْعِمَامَۃِ تَعْدِلُ بِعَشَرَۃِ آلافِ حَسَنَۃٍ یعنی عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

(فردوس الاخبار، باب الصاد، ٢/٣١، حدیث:٣٦٢١ مختصراً)

باعمامہ نماز پچیس بے عمامہ نمازوں کے مساوی

﴿4﴾ حضرت سیّدنا میمون بن مہران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حدیث بیان کی کہ میں حضرت سیّدنا سالم بن عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حدیث اِملا کرائی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابوایوب!

کیا تجھے ایسی حدیث کی خبر نہ دوں جو تجھے پسند ہو، میری طرف سے روایت کرے اور اسے بیان کرے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں، تو حضرت سیّدنا سالم بن عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھُم نے فرمایا میں اپنے والد ماجد حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما کے حضور حاضر ہوا تو وہ عمامہ شریف باندھ رہے تھے، جب باندھ چکے تو میری طرف اِلتفات کرکے فرمایا: تم عمامے کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں! فرمایا: **اسے (یعنی عمامے کو) دوست رکھو عزّت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔** میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا کہ **عمامے کے ساتھ ایک نفل نماز خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستّر جمعوں کے برابر ہے۔** پھر حضرت سیّدنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما نے فرمایا: اے فرزند! **عمامہ باندھ! کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامے باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں**[1][2]۔ (تاریخ ابنِ عساکر، ۳۷/۳۵۵ واللفظ له ، جامع صغیر، حرف الصاد، الجز الثانی، ص ۳۱٤، حدیث:۵۱۰۱)

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیث پاک

---

1 ......امام جلال الدین سیوطی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد ''صح''

کی شرح میں فرماتے ہیں: حدیث شریف میں جو عمامے کا فرمایا گیا ہے اس سے مراد وہ عمامہ ہے کہ جسے عرفِ عام میں عمامہ کہا جاتا ہے۔ اگر کسی نے ٹوپی یا اسی

کا لفظ لکھا ہے جو صحیح کا مُخَفَّف ہے، یعنی ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ نیز آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسی کتاب کی ابتداء میں اس بات کی تصریح بھی فرمائی ہے کہ میں اس میں موضوع روایات درج نہیں کروں گا۔ (جامع صغیر، ص ۵)

2 ......سیدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن، اُستَاذُالْمُحَدِّثِین حضرت علامہ مفتی وصی احمد مُحدِّث سُورَتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی جانب سے اس حدیث کے موضوع یا ضعیف ہونے کے متعلق پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں۔ (کیونکہ) اس کی سند میں نہ کوئی وَضّاع ہے نہ مُتَّھَم بِالوَضع نہ کوئی کَذّاب نہ مُتَّھَم بِالکِذب نہ اُس میں عقل یا نقل کی اصلاً مخالفت لاجرم اُسے اِمَامِ جَلِیل خَاتِمُ الحُفَّاظ جَلَالُ المِلَّۃِ وَالدِّین سُیُوطِی نے ''جَامِع صَغِیر'' میں ذکر فرمایا جس کے خطبہ میں ارشاد کیا تَـرَکْتُ القِشْرَ، وَاَخَذْتُ اللُّبَابَ، وصُنْتُہٗ عَمَّاتَفَرَّدَ بِہٖ وَضَّاعٌ اَوْ کَذَّابٌ میں نے اس کتاب میں پوست چھوڑ کر خالص مغز لیا ہے اور اسے ہر ایسی حدیث سے بچایا جسے تنہا کسی وَضّاع یا کذّاب نے روایت کیا ہے۔ (جامع صغیر، ص ۵)

حَافِظ (اِبنِ حَجَر عَسقَلَانِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی) نے لسان (لِسَانُ المِیزَان) میں (اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے) فرمایا: یہ حدیث مُنکر بلکہ مَوْضُوْع ہے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ العِزَّت اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اس روایت میں ایسی کسی چیز کا بیان نہیں جسے عقل وشرع محال گردانے (جانے) اور نہ ہی اس کی سند میں وَضَّاع، کَذَّاب اور

طرح کی کوئی اور چیز پہن کر نماز پڑھی تو وہ اس فضیلت کا حقدار نہیں ہوگا۔

(فیض القدیر، حرف الصاد، ۲۹۷/۴، تحت الحدیث: ۵۱۰۱)

مُتَّہَم ہے محض راوی کے مجہول ہونے سے اس حدیث کو چھوڑنے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا حتی کہ فضائل میں قابلِ استدلال ہی نہ رہے چہ جائے کہ وہ موضوع ہو۔اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کئی ایسی روایات نقل فرمائیں کہ جن کے راویوں پر محدثین نے شدید جرح فرمائی بعض کو کَثِیْرُ الخَطَا اور فَاحِشُ الوَھم کہا مگر محدثین نے ایسی روایات کو نا صرف باقی رکھا بلکہ فضائلِ اعمال کے باب میں انہیں معتبر بھی جانا۔(ان مَجرُوح روایات کو فضائلِ اعمال میں معتبر جاننے اور فضائلِ عمامہ کی روایات کو موضوع قرار دینے والوں کے جواب میں)اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ العِزَّت فرماتے ہیں: میری سمجھ سے باہر ہے یہی قول (کہ یہ مجروح روایات فضائل میں معتبر ہیں)عمامہ والی حدیث میں کیوں نہیں کیا گیا حالانکہ یہ حدیث بھی فضائلِ اعمال سے متعلق ہے اور اس سے بارگاہِ الٰہی کے ادب پر شوق دلایا گیا ہے اور اس میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جسے شرع و عقل محال قرار دیتی ہو بلکہ اس میں کوئی راوی بھی ایسا نہیں جسے موضوعات کا راوی قرار دیا گیا ہو،تو اس روایت پر بُطلان بلکہ موضوع ہونے کا حکم (محض اس بنا پر کہ بعض روایات ایسے راویوں سے ہیں جنہیں حافظ ابن حجر نہیں جانتے یا فلاں فلاں نے ان کا ذکر نہیں کیا) کیسے درست ہوسکتا ہے؟ اپنی عقل سے روایات کو موضوع یا ضعیف قرار دینے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ العِزَّت فرماتے ہیں: جاہل اگر حدیث کو محض بہوائے نفس موضوع کہے واجبُ التعزیر ہے اور کتبِ مُعْتَمَدہ فقہیہ کو نہ ماننا جہالت و ضَلالت اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر لعنت کا اِطلاق خود اس کے لئے سخت آفت کہ بحکم احادیثِ صحیح جو لعنت غیر مستحق پر کی جاتی ہے کرنے والے پر پلٹ آتی ہے وَالعِیَاذُ

حضرت علامہ سید محمد بن جعفر کتّانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: عارف باللہ حَفنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں تین عدد (پچیس، ستر، اور دس ہزار) کا ذکر فرمایا گیا اس سے معین عدد مراد نہیں بلکہ کثرتِ ثواب مراد ہے۔(الدعامة فی احکام سنة العمامة ، ص ۹)

اعلیٰ حضرت اور سنت عمامہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین و مِلّت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الرَّحمٰن عمامے سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ کبھی فرض نماز بغیر عمامے کے ادا نہ فرمائی، چنانچہ خَیرُ الاَذکِیَاء، صدر مُدرّس الجامِعَۃُ الاَشرفِیَّہ ہند حضرت علامہ محمد احمد مِصباحی مُدَّظِلُّہُ العَالِی لکھتے ہیں: امام احمد رضا (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) باوجودیکہ بہت حارّ (گرم) مزاج تھے مگر کیسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ دستار (عمامے) اور اَنگرکھے[1] کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے خصوصاً فرض تو کبھی صرف ٹوپی اور کُرتے کے ساتھ ادا نہ کیا۔ (امام احمد رضا اور ردِ بدعات ومنکرات، ص ۶۲)

بِاللّٰہِ تَعَالٰی اور مسلمانوں کے عمامے قصداً اُتروا دینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریاتِ دین کے انکار اور سنّتِ قطعیہ متواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور ازسرِ نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدیدِ نکاح کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۶/۲۱۵ تا ۲۲۰ ملخصاً)

[1] ......اچکن کی وضع کا ایک بر کا لباس جسے گھنڈی کے ذریعے گلے کے پاس جوڑ دیتے ہیں،

امیرِ اہلسنت کی عمامے سے محبت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ عمامہ شریف سے بے حد محبت فرماتے ہیں آپ دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ ہمیشہ عمامہ شریف ہی سجائے رکھتے ہیں اور نماز تو باعمامہ ہی ادا فرماتے ہیں آپ کی عمامہ شریف سے محبت کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں آپ نماز کے لئے جونہی وضو کر کے فارغ ہوئے ادھر اقامت ہو چکی تھی اور عمامہ شریف سجانے کا وقت نہ مل پایا، آپ دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ عمامہ شریف سینے سے لگائے مسجد میں حاضر ہوئے، عمامہ شریف سامنے رکھا اور تکبیرِ اولیٰ پانے کے لئے جماعت میں شریک ہو گئے۔ امام صاحب نے جونہی سلام پھیرا آپ دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ فوراً کھڑے ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ عمامہ شریف سجالیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیرِ اہلسنّت دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ کے اس واقعے سے ہمیں یہ مدنی پھول ملا کہ عمامہ شریف سجا کر نماز پڑھنا اگرچہ زیادتیٔ ثواب کا باعث ہے لیکن اگر جماعت قائم ہوگئی ہو تو اب ''اَلْاَھَمُّ فَالْاَھَمُّ'' (یعنی

گرمی میں پہننے کا اکہرا اور جاڑے میں دوہرا روئی دار۔

پہلے جو سب سے اہم ہے اسے کیا جائے اور پھر جو اس کے بعد اہم ہے اس پر عمل کیا جائے) والے قاعدے پر عمل کرنا چاہئے۔ جیسا کہ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ جماعت قائم ہو جانے کے بعد بلا تاخیر جماعت میں شامل ہو گئے۔

جمعہ کے دن عمامہ باندھنے کی فضیلت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! روزِ جمعہ عمامہ شریف باندھ کر نمازِ جمعہ پڑھنے والوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں چنانچہ

﴿1﴾ **حضرت** سیّدنا ابو دَرْدَا رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ** یعنی بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الفصل الثالث فی آداب الجمعۃ، الجز:۷، ۳۰۲/٤، حدیث: ۲۱۱٦۲ ،مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ ، باب اللباس للجمعۃ، ۳۹٤/۲، حدیث: ۳۰۷۵)

﴿2﴾ **حضرت** سیّدنا ابو طالب مکی اور سیّدنا امام محمد غزالی[1] رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی نے یہی روایت حضرت سیّدنا وَاثِلہ بن اَسْقَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت فرمائی ہے۔ (قوت القلوب، الفصل الحادی والعشرون ۱۱۹/۱ ،احیاء علوم الدین، الباب

---

1 ...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے علمی و تحقیقی شعبے المدینۃ العلمیہ کے مدنی علماء کو

الخامس فضل الجمعة الخ، بیان آداب الجمعة الخ، ۱/۲۴۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ حدیثِ پاک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے فرشتوں کا جمعہ کے دن عمامہ شریف باندھنے والوں پر درود بھیجنے کا ذکر ہے یاد رہے اس سے معروف دُرود مراد نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے بندوں پر درود بھیجنے کا مطلب ہے رحمت نازل فرمانا اور فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے اِستِغفار کرنا (یعنی مغفرت طلب کرنا)۔

(فتح الباری، کتاب الدعوات، باب الصلاة علی النبی، ۱۲/۱۳۱)

حضرت علامہ محمد بن عمر نَوَوِی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرشتوں کے درود پڑھنے کی شرح یوں فرماتے ہیں کہ: فرشتے عمامے والوں کے لئے برکت کی دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ (تنقیح القول الحثیث شرح لباب الحدیث، الباب الثانی عشر فی فضائل العمائم، ص ۲۲)

﴿3﴾ **حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری** عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ البَارِی عمامہ شریف پر لکھے گئے اپنے رسالے میں روایت نقل فرماتے ہیں: بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ پہننے والوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔

(المقالة العذبة فی العمامة و العذبة، ص ۱۰، الدعامة فی احکام سنة العمامة، ص ۹)

ان دونوں ہستیوں کی کتب قوت القلوب، احیاء العلوم کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہے۔

جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر فرشتوں کا سلام

﴿4﴾ **حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نے (اپنے بیٹے سالم سے) فرمایا: اے فرزند! **عمامہ باندھ! کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامے باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔**

(تاریخ ابنِ عساکر، ۳۷/ ۳۵۵)

با عمامہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی مرحبا

﴿5﴾ **حضرت سیّدنا ابن عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستّر جمعوں کے برابر ہے۔**

(جامع صغیر، حرف الصاد، الجز الثانی، ص ۳۱٤، حدیث: ۵۱۰۱ مختصراً)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہِ رَحمَةُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ نمازِ جمعہ کے بارے میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا طریقہ تھا کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عمامہ باندھ کر ہی ادا فرماتے، حتی کہ مَنقُول ہے کہ اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کبھی جمعہ کے وقت عمامہ شریف نہ پاتے تو مختلف کپڑے جوڑ کر ان کا عمامہ باندھ لیا کرتے۔

(فیض القدیر، حرف الصاد، ۴/۲۹۷، تحت الحدیث: ۵۱۰۱)

﴿6﴾ **حضرت** سیِّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جمعہ کے دن ہمارے پاس عمامہ شریف باندھ کر ہی تشریف لاتے اور (عام دنوں میں) کبھی کبھار تہبند و چادر مبارک میں تشریف لاتے اور اگر (جمعہ کے روز) کبھی عمامہ شریف نہ پاتے تو مختلف کپڑے جوڑ کر ان کا عمامہ باندھ لیا کرتے۔ (سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب سیرته صلی اللّٰه علیه وسلم فی لباسه الخ ، الباب الثانی فی العمامة والعذبة الخ، ۲۷۱/۷)

باعمامہ اسلامی بھائی لُٹنے سے بچ گئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بالیقین عمامہ شریف سجانے سے نیکیوں میں خوب اضافہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات تو عمامہ شریف کی سنّت پر عمل کی برکات کا یوں ظہور ہوتا ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دنیوی نقصان سے بھی محفوظ فرما دیتا ہے جیسا کہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی شہرۂ آفاق تالیف ''فیضانِ سنّت'' کے باب ''نیکی کی دعوت'' میں فرماتے ہیں: داڑھی، زلفوں سے مُزَیَّن سنّتوں بھرے لباس میں ملبوس باعمامہ رہنے والے ایک مبلِّغِ دعوتِ اسلامی جو کہ ''مَدَنی اِنعامات'' کے عامل ہونے کے ساتھ ساتھ تنظیمی طور پر اِس کے ذِمّے دار بھی ہیں۔ ان کا کچھ

اِس طرح بیان ہے کہ ایک بار میں جیب میں کافی رقم لئے حیدر آباد (بابُ الاسلام سندھ پاکستان) سے بابُ المدینہ کراچی آنے کیلئے بس میں سُوار ہوا۔ بس ابھی بمشکل آدھا گھنٹہ چلی ہو گی کہ اچانک مختلف نِشستوں سے چار پانچ افراد ایک دم اسلحہ (اَس۔لِ۔حہ) تان کر کھڑے ہوگئے۔ ان میں جو سب سے قد آور تھا اُس نے لپک کر ڈرائیور کو ایک زوردار طمانچہ جَڑ دیا اور اسے دھکیل کر ڈرائیونگ سیٹ پر قابض ہو گیا، بَس ایک کچّے راستے میں اُتار دی گئی، اب ڈاکوؤں نے چلتی بس میں ہر ایک کی جامہ تلاشی لینی اور لوٹنا شُروع کر دیا۔ بس میں شدید خوف و ہراس تھا، میں بھی ایک دم سہما ہوا تھا، میری اگلی نِشست پر مضبوط قد وقامت کے نوجوان بیٹھے تھے اور مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ڈاکوؤں کے خلاف مُزاحمت کریں اور وہ گولی چلا دیں۔ بہرحال میں نے احتیاطاً تجدیدِ ایمان کرنے کے بعد آنکھیں بند کرلیں، میرے برابر جو صاحِب بیٹھے ہوئے تھے ایک ڈاکو نے اُن کی تلاشی لی اور جو ہاتھ آیا چھین لیا۔ مگر مجھے ہاتھ نہ لگایا، دوسرا ڈاکو آیا اُس نے بھی انہیں صاحِب کی تلاشی لی، مزید اُن کی کسی جیب سے 100 روپے کا نوٹ برآمد ہوا وہ بھی لُوٹ لیا اور مجھے چھیڑے بغیر جانے لگا، تیسرے ڈاکو نے میری طرف اشارہ کرکے آواز دی **مولانا صاحِب کو مت لُوٹنا** یہ دیکھ کر میرے پیچھے بیٹھے ہوئے کسی مُسافر نے موقع پا کر اپنی رقم کی گڈّی میری پیٹھ کی طرف کُرتے کے اندر سَرکا دی، کسی خاتون نے پیچھے سے

سونے کا لاکِٹ نیچے میرے پاؤں کی طرف پھینک دیا(اِس کا علم مجھے بعد میں ہوا) بہرحال **ڈاکو** لوٹ مار کرنے کے بعد بس سے اُترے اور فرار ہوگئے۔اب بس کے لُٹے ہوئے مُسافروں کی آواز نکلی ، شوروغُل اور وَاویلا شُروع ہوگیا، کسی نے میری طرف اشارہ کرکے چِلاّ کر کہا: اِس مولانا کو پکڑلو یہ **ڈاکوؤں کا آدمی** معلوم ہوتا ہے کیوں کہ ہم سب کو لُوٹا اس کو نہیں لوٹا، میں ڈر گیا کہ اب گئے! یہ لوگ کہیں مجھے توڑ پھوڑ نہ ڈالیں، یکا یک غیبی مدد یوں آئی کہ انہیں مسافروں میں سے کسی نے کچھ اس طرح کہا: نہیں نہیں بھائیو! یہ شریف آدمی ہے، اِس کا لباس اور چِہرہ نہیں دیکھتے! بس اِس کی نیکی آڑے آ گئی اور بچ گیا، ہم لوگ گنہگار ہیں، ہمیں گناہوں کی سزا ملی ہے۔
ان اسلامی بھائی کا مزید بیان ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ پہلے ڈاکوؤں سے حفاظت ہوئی اور بعد میں لُٹے ہوئے مسافروں کی طرف سے آنے والی شامت دُور ہوئی۔ یہ **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول کی بَرَکت کی ''مَدَنی بہار'' ہے کہ میں داڑھی، زلفوں اور عمامہ شریف کا تاج سجائے سنتوں بھرے لباس میں ملبوس رہتا ہوں ورنہ مجھے بھی شاید بے دردی سے لوٹ لیا جاتا۔ مَدَنی ماحول سے وابَستگی سے قبل میں فُل ماڈَرن رہتا اوراسٹیج ڈراموں میں کام کیا کرتا تھا۔ **اللہ و رسول** عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کرم ہوا کہ مجھ گنہگار کو دعوتِ اسلامی نے **توبہ** کا راستہ دکھایا، نَمازی بنایا، سنّتوں کا رنگ چڑھایا، حُضُور **غوثِ پاک** رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے سلسلے میں مُرید بننے کا

شَرَف دلایا، نیک بننے کے نُسخے یعنی **مَدَنی اِنعامات** کا عامِل اور اپنے پیر صاحِب کی طرف سے ملنے والے ''شجرۂ قادِریہ رضویہ'' کے کچھ نہ کچھ اَوراد پڑھنے والا بنایا۔ جس میں ایک وِرد یہ بھی ہے: بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَ وُلْدِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ یعنی **اللہ** تعالیٰ کے نام کی بَرَکت سے میرے دین، جان، اولاد اور اہل ومال کی حفاظت ہو۔ (ترجمہ پڑھنا ضروری نہیں، اوّل آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

فضیلت: یہ دعا جو روزانہ صبح وشام تین تین بار پڑھ لے اُس کے دین، ایمان، جان، مال، بچّے سب محفوظ رہیں (اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں روزانہ صبح وشام یہ وِرد پڑھتا ہوں، میرا حُسنِ ظن ہے کہ ڈاکوؤں سے حفاظت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت سے اِسی **وِرد** کی بَرَکت سے ہوئی ہے۔ جب دنیا میں اِس کا یہ ثَمَر (یعنی فائدہ) ہے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مرتے وَقت ایمان بھی سلامت رہے گا۔ میری تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے مَدَنی التجا ہے کہ **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیں اور **مکتبۃ المدینہ** سے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ حاصِل کر کے اُس کے مطابِق زندگی گزارنے کی کوشش کریں، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دونوں جہانوں میں بیڑا پار ہوگا۔ (نیکی کی دعوت، ص۲۹۹)

صبح وشام کی تعریف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! دعوتِ اسلامی کے مَدَنی

ماحول کی بھی کیا خوب **مَدَنی بہاریں** ہیں! مذکورہ وِرد کرنے کے اوقات یعنی ''صبح وشام'' کی تعریف بھی سمجھ لیجئے، چُنانچِہ مکتبۃُ المدینہ کے مطبوعہ **''اَلْوَظِیفَۃُ الکَرِیمَہ''** صَفْحَہ 12 پر ہے: آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک **''صُبح''** ہے۔ اس سارے وَقفے میں جو کچھ پڑھا جائے اُسے صُبح میں پڑھنا کہیں گے اور دوپہر ڈھلے (یعنی ابتِدائے وقتِ ظُہر) سے لے کر غُروبِ آفتاب تک **''شام''** ہے۔ اِس پورے وَقفے میں جو کچھ پڑھا جائے اُسے شام میں پڑھنا کہیں گے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

کیا عمامہ صرف علماء ہی باندھیں؟

حضرت علامہ مفتی محمد وقارُ الدین قادری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: عمامہ صرف علماء ومشائخ ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے سنّت ہے اور عمامہ کی فضیلت اور عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے اس لئے ہر بالغ مرد کے لئے عمامہ باندھنا ثواب کا کام ہے اور اچھے کام کی عادت ڈالنے کے لئے بچوں کو بھی اس کی تعلیم دینی چاہیے۔ (وقار الفتاوی، ۲/۲۵۲)

بَحرُ العُلُوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

ایک سوال (عام مسلمان یعنی غیر عالم کو عمامہ باندھنا سنّت ہے یا نہیں؟) کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ہر مسلمان چاہے عالم ہو یا غیرِ عالم اسے عمامہ باندھنا سنّت ہے، امام بیہقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **شُعَبُ الایمان** میں حضرت (سیّدنا) عُبادہ بن صامِت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ عمامہ باندھنا اِختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔ (شعب الایمان، باب فی الملابس، فصل فی العمائم، ۵/۱۷۶، حدیث: ٦٢٦٢، بہار شریعت، ۳/۴۰۴) اسی (بہار شریعت) میں (صفحہ ۴۱۸) میں ہے کہ عمامہ باندھنا سنّت ہے۔ ان احکام سے یہی ظاہر ہے کہ مسلمان خواہ عالم ہو یا چاہے جاہل سب کو عمامہ باندھنے کا حکم ہے۔ (فتاویٰ بحر العلوم، ۵/۴۱۱)

عمامہ کس عمر میں باندھنا چاہیے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً عمامہ شریف کے فضائل جان کر تو بچّے، بوڑھے، جوان سبھی کا عمامہ سجانے کو جی چاہتا ہے لیکن بعض اوقات گھر میں مدنی منّے عمامہ سجانے کا کہتے ہیں تو انہیں منع کر دیا جاتا ہے کہ ابھی تمہاری عمامہ باندھنے کی عمر نہیں ہوئی، جب داڑھی آجائے تو عمامہ باندھنا۔ حالانکہ یہ خیال درست نہیں کیونکہ عمامہ شریف باندھنے کی شرعی طور پر کوئی عمر مقرر نہیں کی گئی بلکہ ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود اپنے

مبارک ہاتھوں سے ایک حقیقی مدنی منّے کے سر پر عمامہ شریف باندھا تھا چنانچہ

مدنی منّے کی دستار بندی

حضرت علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت قُرْط (یاقُرَیط) بن ابورِمثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے اپنے والد کے ہمراہ (مدینۂ مُنوَّرہ) ہجرت کی، جب یہ لوگ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابورِمثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے فرمایا: یہ تمہارا بیٹا ہے؟ ابورِمثہ نے عرض کی: جی ہاں میں اس کا گواہ ہوں، آپ نے فرمایا یہ تجھ پر اِلزام نہیں لگائے گا نہ اس پر اِلزام ہوگا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت قُرط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو بلا کر اپنی گود میں بٹھایا، ان کے لیے برکت کی دعا کی، سر پر ہاتھ پھیرا اور انہیں سیاہ عمامہ شریف باندھا۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف القاف، القسم الثانی فی ذکر من له رؤیة، ۳۹۱/۵، رقم: ۷۲۸۸)

مدینہ شریف کے باعمامہ مدنی منّے

حضرت سیِّدنا ابراہیم بن سعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: میرے والد صاحب کے اس اس طرح کے عمامے تھے میں ان کی تعداد نہیں جانتا۔ والد صاحب نہ صرف خود عمامہ شریف پابندی سے باندھتے تھے بلکہ مجھے بھی عمامہ

باندھا کرتے تھے حالانکہ میں ابھی بچّہ ہی تھا۔ (آپ مزید فرماتے ہیں کہ) میں بچّوں کو عمامے سجائے دیکھا کرتا تھا۔

(طبقات ابن سعد ، الطبقة الرابعة من التابعين من اهل المدينة، ۳٤۸/۵)

امام مالک کا بچپن سے عمامہ باندھنا

حضرت سیّدنا عبدالعزیز اویسی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: امام مالک رَحمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ نے فرمایا: ہمیں عمامہ شریف باندھنا ترک نہیں کرنا چاہئے اور میں تو اُس وقت سے عمامہ شریف باندھ رہا ہوں جب کہ میرے چہرے پر ایک بال بھی نہیں آیا تھا۔ (تاریخ اسلام ، ۸/٤۲۱ ، فیض القدیر، حرف الصاد، ٤/۲۹۷، تحت الحدیث: ۵۱۰۱)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ عبدالحی کَتّانی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: اہلِ حجاز اب بھی چھوٹے بچوں کو عمامہ باندھتے ہیں، گویا یہ ان کا زمانہ قدیم سے دَستُور چلا آ رہا ہے، مزید فرماتے ہیں مدارک میں ہے حضرت سیّدنا ابو مُصعَب رَحمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ نے فرمایا: میں نے حضرت سیّدنا امام مالک عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق کو فرماتے سنا آپ نے فرمایا: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اس وقت سے عمامہ شریف باندھ رہا ہوں جبکہ میرے چہرے پر ایک بال بھی نہ آیا تھا۔ ہم میں سے ہر ایک رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و عظمت کے

پیشِ نظر عمامہ شریف باندھ کر ہی مسجدِ نبوی زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً میں داخل ہوتا تھا۔(نظام حکومة النبوية، باب فی تعميم الامام للصبی، ۲۶۷/۱ ملتقطًا)

عمامے کی بچپن سے عادت ڈالنے

بَحرُ العُلُوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی عَلَیْهِ رَحمَةُ اللّٰهِ القَوِی سے بچوں کے عمامہ باندھنے کے متعلق کیے گئے سوال وجواب ذیل میں مذکور ہیں چنانچہ

(۱) بچوں کو عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

(۲) ایک صاحب نے بچوں کے سر سے عمامہ اتر وادیا اور کہا کہ بچوں کو عمامہ نہیں باندھنا چاہیے۔

الجواب: عمامہ باندھنا سنّت ہے، تو بچپن سے ہی اس کی عادت ضرور ڈالنی چاہیے جس نے بچوں کا عمامہ کُھلوا دیا اس سے پوچھیے یہ کہاں لکھا ہے اور مجبور کیجئے کہ اپنی بات قرآن وحدیث یا اقوالِ فُقہاء سے ثابت کرے تو اسے پتا چلے گا کہ بے علم کا فتویٰ بتانا کتنی بڑی جہالت ہے۔ غالبًا شَرحُ شِرعَةِ الاِسلام [1] میں لکھا ہے: "لُبسُ العِمَامَةِ حِلمٌ وَ وَقَارٌ وَهِيَ تِيجَانُ العَرَب" عمامہ کا پہننا حلم و وقار ہے، اور یہ اہلِ عرب کا تاج ہے، عمامہ عرب والوں کا مخصوص لباس ہے اور حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیهِ واٰله وَسَلَّم نے اسے فرشتوں کا لباس بتایا ہے، الغرض ان

---

[1] ......مفاتيح الجنان شرح شرعة الاسلام ، فصل فی سنن اللباس الخ ، ص ۳۱۸

روایتوں سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوتی ہے اور بچوں کو عمامہ نہ پہنانے کی کوئی روایت نہیں ہے۔ واللّٰہُ تَعَالٰی اعلم (فتاویٰ بحر العلوم، ۵/۴۱۱ تا ۴۱۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت مدارس المدینہ میں تجوید کے ساتھ قرآنِ مجید حفظ و ناظرہ کی سعادت پانے والے ہزاروں مدنی منّے بھی سبز سبز عمامے سجاتے ہیں۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف کا نام

پیکرِ انوار، تمام نبیوں کے سردار، صاحبِ عمامۂ نور بار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مختلف مواقع پر علیحدہ علیحدہ عمامہ شریف استعمال فرمایا کرتے تھے نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ اپنے استعمال کی اشیاء کے مختلف نام رکھ دیا کرتے تھے جیسا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک تلوار کا نام اَلْبَتَّار اور دوسری کا نام ذو الفقار تھا۔ (خلاصة سیر سید البشر، الفصل الثانی والعشرون فی ذکر سلاحه، ص ۲۵۹، ۲۵۸)

اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے عمامہ شریف کا بھی نام رکھا ہوا تھا چنانچہ

مُقَرِّظِ دَوْلَةُ الْمَكِّيَّه[1]، فَنَا فِی الرَّسُول، حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نَبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی فرماتے ہیں: نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ......یعنی دَوْلَةُ الْمَكِّيَّه کی تائید اور اس کے مصنف کی تعریف کرنے والے۔ دَوْلَةُ الْمَكِّيَّه

کے عمامے شریف کا نام ''سَحاب'' تھا جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجهَهُ الکَرِیم کو عطا فرمادیا تھا۔(وسائل الوصول الی شمائل الرسول، الباب الثّالث فی صفة لباس رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم الخ، الفصل الاوّل فی صفة لباسه الخ، ص ۱۱۹)

شان کیا پیارے عمامے کی بیاں ہو یا نبی
تیری نَعلِ پاک کا ہر ذرّہ رَشکِ طُور ہے

حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن محمد بن جعفر اَصبَہانی روایت نقل فرماتے ہیں کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجهَهُ الکَرِیم کو (اپنا) عمامہ پہنایا جسے سحاب کہا جاتا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجهَهُ الکَرِیم وہی عمامہ شریف سجائے حاضرِ بارگاہ ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیهِمُ الرِّضوَان سے فرمایا هٰذَا

امامِ اہلسنّت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَةُ الرَّحمٰن کی نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علمِ غیب پر وہ مَعرَکَةُ الآرا کتاب ہے جو آپ رَحمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے مکۃ المکرّمہ کے علماء و مفتیانِ کرام کے کہنے پر بغیر کتابوں کے فقط اپنی قوتِ حافظہ سے عربی زبان میں صرف آٹھ گھنٹوں میں لکھی تھی۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس پر 81 عرب علماء و مفتیانِ کرام کی تقاریظ ہیں۔(تاریخ الدولة المکیة، ص۹۸)

عَلِیٌّ قَدْ اَقْبَلَ فِی السَّحَابِ یعنی یہ علی ہیں جو کہ ''سحاب'' میں آئے ہیں۔

(اخلاق النبی و آدابه ،ذکر عمامته صَلَّی اللّٰہ علیه وسلَّم، ص ٦٩، حدیث:٢٩٧)

تاجدارِ رِسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی پہنا کرتے تھے اور (کبھی کبھار) بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہن لیا کرتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ سرِ اقدس سے ٹوپی اتار کر اپنے آگے سُترہ (یعنی آڑ) بناتے اور پھر اس کے سامنے نماز ادا فرماتے اور اگر کبھی عمامہ شریف موجود نہ ہوتا تو مُقدَّس سر اور مبارک پیشانی پر رومال باندھ لیا کرتے تھے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب آداب المعیشة و اخلاق النبوة، بیان آدابه و اخلاقه فی اللباس، ٤٦٢/٢)

سر ڈھانپ کر رکھئے

حضرت سیِّدنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عبدالعزیز بن مُطَّلب نے بتایا کہ ایک دن میں مسجد نبوی میں بغیر عمامہ کے داخل ہوا تو میرے والد صاحب بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: تمہارے پاس عمامہ نہیں ہے کہ مسجد میں ننگے سر آگئے ہو۔ (الجامع الاخلاق الراوی الخ، باب اصلاح المحدث هیئته الخ،لبسة القلنسوة والعمامة،ص٢٥٤)

حضور کا نورانی عمامہ

امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد حضرتِ سیّدنا عبداللّٰہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما نے ایک خواب دیکھا چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما ارشاد فرماتے ہیں: میں نے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خواب میں ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار کہیں تشریف لے جاتے دیکھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے سرِ انور پر نورانی عمامہ شریف جگمگا رہا تھا۔** قدمین شریفین میں سبز گھاس سے بنے ایسے مبارک جوتے پہن رکھے تھے جن کے تسمے چمکدار موتیوں سے مُزَیَّن تھے نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنّتی درخت کی ایک شاخ بھی تھام رکھی تھی۔ میں نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب عنایت فرمایا۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں آپ کی زیارت کے لیے بے تاب ہوں جبکہ آپ جلدی میں کہیں تشریف لے جا رہے ہیں؟ یہ سن کر نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری طرف متوجہ ہوئے اور مسکرا کر ارشاد فرمایا: بیشک عثمان (رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ) کو جنت میں عالیشان دولہا بنایا گیا ہے، میں اسی دعوت میں جا رہا ہوں۔ (الریاض النضرة فی مناقب العشرة، ذکر

لعن قتلة عثمان ودعائه عليهم، ۲۳۰/۱)

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نور کا

گِردِ سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا

عید کے دن عمامہ شریف

حضرت سیّدنا جَعْفَر بن مُحَمَّد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: **کَانَ النَّبِیُّ** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم **یَعْتَمُّ فِی کُلِّ عِید** یعنی: نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر عید پر عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔ (سنن کبری للبیھقی، کتاب صلاة العیدین، باب الزینة للعید، ۳۹۷/۳، حدیث:۶۱۳۸)

قیامت میں سرِاقدس پر عمامہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف کی سنّت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کس قدر مقبول ہے کہ بروزِ محشر بھی اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عمامہ شریف سے مُشَرَّف فرمائے گا چنانچہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دَغْدَغہ (یعنی خوف)، مَلِکِ قہّار کا سامنا، عالَم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمانِ بے یار دام

آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نَفسِی نَفسِی اِذهَبُوا اِلٰی غَیرِی (مسلم ، كتاب الايمان ، باب اثبات الشفاعة الخ، ۱/ ۱۸٤) کچھ جواب نہ پائیں گے،اس وقت یہی محبوبِ غمگسار کام آئے گا ، قُفلِ شفاعت اس کے زورِ بازو سے کُھل جائے گا، عمامہ سرِ اَقدس سے اتاریں گے اور سربسجود ہوکر ''یَارَبِّ اُمَّتِی'' فرمائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۷۱۷)

اَحادِیث وشَمائِل اور سیرت کی کُتُب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ خوشبودار کا مُفَصَّل بیان موجود ہے کہیں حضور عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عمامہ شریف کی لمبائی کا ذکر ہے تو کہیں باندھنے کا اَنداز لکھا ہوا ہے۔ کہیں عمامہ شریف کے شملے کا ذکرِ خیر ہے تو کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ مبارک کے مختلف رنگوں کو بیان کیا گیا ہے۔سب سے پہلے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف کی لمبائی کا ذکر کیا جارہا ہے۔

آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ مبارک کی لمبائی

حُضورِ پُرنور،شَافِعِ یَومُ النُّشُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمامہ مبارک کتنے گز کا تھا اس کے متعلق علمائے کرام و مُحدِّثینِ عُظّام میں اختلاف ہے۔بعض علماء ومحدثین فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی مقدار مُعَیَّن نہیں ہے، جبکہ بعض نے عمامہ مبارک کی لمبائی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ

حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''عمامہ اَقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں۔ امام ابن الحاج مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''سات ہاتھ یا اس کے قریب تھا'' اور حفظِ فقیر میں کلماتِ علماء سے ہے کہ **کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ** اور شیخ عبدالحق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے رسالہ لباس میں اکتیس ہاتھ تک لکھا ہے اور ہے یہ کہ یہ امر عادت پر ہے جہاں علماء وعوام کی جیسی عادت ہو اور اس میں کوئی مَحذُورِ شرعی (یعنی منع ہونے کی شرعی وجہ) نہ ہو اُس قدر اختیار کریں۔ فَقَدْ نَصَّ الْعُلَمَاءُ اَنَّ الْخُرُوْجَ عَنِ الْعَادَةِ شُهْرَةٌ وَّمَكْرُوْهٌ۔ (الحدیقه الندیة شرح الطریقه المحمدیه، الصنف التاسع، ۵۸۲/۲) واللہ تعالٰی اعلم۔ اہلِ علم نے تَصرِیح کی ہے کہ عادت سے باہر ہونا باعثِ شہرت اور مکروہ ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوٰی رضویہ،۲۲/۱۸۷ ملخصاً)

حضرت علّامہ مُلّا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی بعض محدثین سے نقل فرماتے ہیں کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف کی لمبائی یا چوڑائی کے متعلق ہمیں کوئی معلومات نہ مل سکی۔ (المقالة العذبة فی العمامة و العذبة، ص ۱۲) چند سُطُور بعد مزید فرماتے ہیں باقی رہا عمامہ کا طول وعرض تو اس کے متعلق حضرت سید جمال الدین مُحَدِّث رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کتاب ''رَوْضَۃُ

الاَحبَــاب ‘‘میں بیان کیا ہے کہ احادیث وسیرت کی کتب میں اس کی تصریح نہیں ملتی۔لیکن ہمارے بعض علمائے حنفیہ نے ذکر فرمایا کہ ’’جو عمامہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیشہ زیبِ سر فرماتے تھے وہ سات ذِراع کا تھا اور جمعہ اور عیدین کے موقع پر بارہ ذِراع کا ہوتا۔‘‘ اس کی تائید امام جَزرِی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے قول سے بھی ملتی ہے جو انہوں نے ’’ تَصحِیحُ المَصابِیح ‘‘میں بیان کیا ہے کہ میں نے کُتُبِ تاریخ وسِیَر کا مطالعہ اس لئے کیا تا کہ معلوم کرسکوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف کی مقدار کیا تھی؟ مگر معلوم نہ ہوسکا، حتی کہ میرے بڑے مُعتَمَد اور ثِقہ ساتھی نے بیان کیا کہ امام محی الدین نَوَوِی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے ذکر کیا ہے کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دو عمامے تھے (1) چھوٹا عمامہ اور (2) بڑا عمامہ۔ چھوٹا عمامہ سات ذِراع کا اور بڑا بارہ ذِراع کا ہوتا تھا۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ اس مذکورہ کلام سے معلوم ہوا کہ طول وعرض کے معاملہ میں ایسا کوئی کلام نہیں جس پر اعتماد کیا جاسکے لہٰذا عمامے کی لمبائی اپنے رہائشی علاقے کے علماء کی غالب اکثریت کی عادت کے مطابق رکھنی چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ درمیانہ تھا

حضرت علامہ مُلّا علی قاری عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ البَارِی آخر میں فرماتے ہیں: اس مذکورہ بالا کلام سے اِجمالی طور پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمامہ شریف نہ تو اتنا بڑا ہوتا کہ سر مبارک کو تکلیف دے اور اسے باندھنا اور سنبھالنا تکلیف دہ ہو جیسا کہ ہمارے زمانے میں دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی اتنا چھوٹا ہوتا کہ گرمی، سردی سے سر کی حفاظت نہ کر سکے، بلکہ عمامہ مبارک درمیانہ ہوتا تھا۔(المقالة العذبة فی العمامة و العذبة، ص ١٤)

مُحَقِّق عَلَی الْاِطلاق، خاتَمُ المُحَدِّثین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیہ رَحمَةُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: ”کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گھر میں باندھنے کا عمامہ شریف سات یا آٹھ ذِرَاع (گز) کا ہوتا جبکہ پانچوں نمازوں کے وقت بارہ گز، عید کے روز چودہ گز اور جنگ میں پندرہ گز تک کا عمامہ مبارک زیبِ سر فرماتے۔“

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ذکر عمامه، ص ٣٨)

یاد رہے! ایک ذراع (ہاتھ) چوبیس انگلیوں کی تعداد کے برابر ہے جو موجودہ پیمانوں کے لحاظ سے تقریباً ڈیڑھ فٹ بنتا ہے۔ اس طرح سات ہاتھ والا عمامہ ساڑھے تین گز جبکہ بارہ ہاتھ لمبی مقدار چھ گز بنے گی، جبکہ میٹروں میں بالترتیب سوا تین اور ساڑھے پانچ گز تقریباً ہوگی۔

(سبز عمامے کی برکتوں سے کذاب جل اٹھے، ص ۴۵)

کیا عمامے کی ہو بیاں عظمت تیری نعلین تاجِ سر آقا

تاجِ شاہی کا میں نہیں طالِب کردو رحمت کی اِک نظر آقا

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الرَّحمٰن بھی اوسط (درمیانے سائز) کا عمامہ باندھا کرتے تھے۔

(امام احمد رضا اور ردِ بدعات ومنکرات، ص۲۰۰)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ بھی نہ صرف خود درمیانے سائز کا عمامہ شریف باندھتے ہیں بلکہ اپنے بیانات اور مدنی مذاکروں میں بارہا فرماتے ہیں: بہت بڑا عمامہ نہیں باندھنا چاہیے بلکہ عمامہ شریف درمیانے سائز کا ہو۔ اگر عمامہ شریف بڑا محسوس ہو تو اسے لمبائی میں درمیان سے کاٹ کر دو عمامے بنا لیجئے۔

آقا کے عمامہ شریف کے کتنے پیچ تھے؟

دَارُالعُلُوم مُعِینِیہ عثمانیہ اَجمیر شریف کے ایک امتحان کے موقع پر سابق صدر اُمُورِ مذہبی حیدر آباد دکن نے اکابر علماء حضرت مولانا پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، اُستاذُ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری، حضرت مولانا سیّد سلیمان اشرف چیئرمین اِسلامک اِسٹَڈِیز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے دریافت کیا کہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف میں کتنے پیچ ہوتے تھے۔ مولانا سیّد سلیمان اشرف نے فرمایا: ''اس کا جواب صرف مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ دیتے مگر

افسوس کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں۔'' مولانا کے اس فرمان کی تمام علماء نے تائید کی۔

(مکتوبات امام احمد رضا بریلوی، ص ۱۸ ملخصا)

عمامہ کتنا بڑا ہونا چاہئے؟

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''عمامہ میں سنّت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو، نہ چھ گز سے زیادہ۔'' (فتاویٰ رضویہ، ۱۸۶/۲۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بسا اوقات عمامہ شریف نہ ہونے کی صورت میں کچھ لوگ سر پر رومال یا اسی طرح کا کوئی کپڑا لپیٹ لیتے ہیں اس کے متعلق اعلیٰ حضرت عَلَیہ رَحمَۃُ رَبِّ العِزَّت فرماتے ہیں: ''رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ ہی ہو گیا اور چھوٹا رومال جس سے صرف دو ایک پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال۔ حدیث میں ہے: فَرقُ مَا بَینَنَا وَ بَینَ المُشرِکِینَ العَمَائِمُ عَلَى القَلَانِسِ (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ۷۶/۴، حدیث:۴۰۷۸) یعنی: ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(فتاویٰ رضویہ، ۲۹۹/۷)

امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن کے

اس فتوے کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے فتوے سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے چنانچہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''تین پیچ اگر اس کپڑے سے لپیٹے جائیں تو عمامہ کے حکم میں ہے ورنہ کچھ نہیں۔'' (فتاویٰ امجدیہ، ۱/۱۹۹)

حضرت علامہ امام اِبنِ حَجَر مَکّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی عمامہ شریف کی مقدار کے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: عمامہ شریف کی وہ مقدار کہ جس سے حدیث میں مذکور عمامہ کی فضیلت حاصل ہو یہ ہے کہ جسے عُرف میں عمامہ کہا جائے چاہے اس کی مقدار قلیل ہو یا کثیر، عمامہ شریف باندھنے کا ثواب ملے گا۔ مزید حضرت علامہ ابنُ الحاج مالکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ٹوپی پہننے سے عمامے کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اسے عرف میں عمامہ نہیں کہا جاتا۔ (الفتاوی الفقهية الكبرىٰ، ١٦٩/١ ملتقطاً)

صَدرُالشَّرِیعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی مشہورِ زمانہ تالیف بہارِ شریعت میں مِرقاۃ شرح مِشکوٰۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں: حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ (یعنی چھ گز) کا تھا۔ (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ١٤٨/٨، تحت الحديث: ٤٣٤٠) مزید فرماتے ہیں: بس اسی سنّت کے مطابق عمامہ

رکھے، اس (یعنی چھ گز) سے زیادہ بڑا نہ رکھے۔ بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں، ایسا نہ کرے کہ سنّت کے خلاف ہے۔ مارواڑ[1] کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں، جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں، اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔ (بہارِ شریعت،۳/۴۱۹)

عمامے کی چوڑائی

خاتِمُ الْمُحَدِّثِین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: عمامے کی چوڑائی نصف ہاتھ تک ہونی چاہئے یا اس سے کچھ کم یا زیادہ۔ اس کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ذکر عمامہ، ص۳۸)

آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ کس طرح باندھتے؟

حضرت سیّدنا ابُوعَبدُ السّلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا عبد اللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُما سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف کس طرح باندھتے تھے؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُما نے فرمایا کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف کے کپڑے کو سر پر گول گھما کر لپیٹتے اور اس کے ایک سرے کو پیچھے کی جانب گُھرس لیا

[1] ......ہند کی ریاست راجستھان کا ایک علاقہ ہے۔

کرتے، جبکہ شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ (شعب الایمان، باب فی الملابس الخ، فصل فی العمائم، ۵/۱۷۴، حدیث: ۶۲۵۲ ،مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی العمائم، ۵/۲۱۰، حدیث:۸۵۰۱)

کس طرح نہ ہو مَنبَعِ اَنوار عمامہ

پہنے ہوئے ہیں سیّدِ اَبرار عمامہ

حضرت سیِّدُنا اَبُو کَبشَہ اَنمَارِی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: کَانَت عِمَامَۃُ رَسُولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم بُطْحَۃً تَعنِی لَاطِئَۃً یعنی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمامہ شریف سرِ اقدس سے بالکل ملا ہوتا تھا۔ (یعنی اونچا اور اُبھرا ہوا عمامہ شریف نہ باندھتے تھے) (جامع الاصول فی احادیث الرسول، الکتاب الاول فی اللباس الخ، الفصل الاول فی آداب اللبس الخ، النوع الاول فی العمائم الخ، ۱۰/۵۸۳، حدیث: ۸۲۴۲)

مُحَقِّق عَلَی الْاِطلاق، خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُالحقّ مُحَدِّث دِہلوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''وطریق عمامہ بستن آنحضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم گرد بود گنبد نما چنانچہ علماء و شرفاء عرب بآں دستور می بندند ''یعنی نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف اس طرح باندھتے کہ وہ گول گنبد نما ہوتا (یعنی عمامہ کی شکل

گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء و شرفائے عرب اسی طرح عمامہ باندھتے ہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، طریق عمامہ بستن، ص ۴۰)

اعلیٰ حضرت کا عمامہ باندھنے کا انداز

میرے آقائے نعمت، سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحْمَۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ''اس (عمامے) کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے۔'' (فتاوٰی رضویہ،۲۲/۱۸۶)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مَلِکُ العُلَماء سیّد محمد ظفر الدّین بہاری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْبارِی سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کا معمول نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: چنانچہ (اعلیٰ حضرت کے) عمامہ مبارکہ کا شملہ سیدھے شانہ پر رہتا، عمامہ مبارکہ کے پیچ سیدھی جانب ہوتے، عمامہ مُقدَّسہ کی بَندِش اس طور پر ہوتی کہ بائیں دست مبارک میں گردش اور داہنا دست مبارک پیشانی پر ہر پیچ کی گرفت کرتا تھا۔

ایک روز جناب سیِّد محمود جان صاحب نوری مرحُوم و مَغْفُور نے حضور (اعلیٰ حضرت) کے عمامہ باندھنے پر عرض کیا: حضور! عمامہ باندھنے میں الٹا ہاتھ کام کرتا ہے؟ فرمایا: اگر سیدھا ہاتھ ہٹالیا جائے، تو الٹے ہاتھ سے باندھ تو لیجئے۔ اصل بندش تو سیدھے ہی ہاتھ سے ہوتی ہے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت،۱/۱۴۴)

عمامہ باندھنے کی نیتیں

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ ہر نیک اور جائز کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی نہ صرف ترغیب دلاتے رہتے ہیں بلکہ آپ دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ نے کئی نیک کاموں کی نیتیں تحریر بھی فرمائی ہیں انہی سے رہنمائی لیتے ہوئے عمامہ شریف باندھنے کی کچھ نیتیں ذکر کی گئی ہیں چنانچہ

"وقتِ نُزُول حضرت عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) کا عمامہ سبز رنگ کا ہوگا" کے 34 حروف کی نسبت سے عمامہ شریف باندھنے کی 34 نیّتیں

﴿1﴾......رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پانے کی خاطر عمامہ باندھوں گا۔ ﴿2﴾......نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ﴿3﴾فرشتوں اور ﴿4﴾صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنّت پر عمل کی نیت سے عمامہ باندھوں گا۔ ﴿5﴾......اِحیائے سنّت کی نیت سے عمامہ باندھوں گا۔ ﴿6﴾......قبلہ رُو، ﴿7﴾کھڑے ہوکر عمامہ باندھوں گا۔ ﴿8﴾......بِسمِ اللّٰہ شریف پڑھ کر عمامہ باندھوں گا۔ ﴿9﴾......دائیں جانب سے عمامہ باندھنے کی ابتداء کروں گا۔ ﴿10﴾......ٹوپی پر عمامہ باندھوں گا۔ ﴿11﴾......ممکن ہوا تو نرم ٹوپی پر عمامہ باندھوں گا تاکہ ہر بار اتارنے پر بار بار عمامہ باندھنے کے ثواب کا حقدار بن سکوں۔ ﴿12﴾......خوبصورت عمامہ شریف سجا کر دوسروں کی ترغیب کا سامان

کروں گا۔﴿13﴾......سنّت کے مطابق شملہ چھوڑوں گا۔﴿14﴾......عمامہ شریف سجا کر دوسروں کو بھی یہ سنّت اپنانے کی دعوت دوں گا۔﴿15﴾......حتَّی المقدُور باعمامہ رہنے کی سعی کروں گا۔﴿16﴾......باعمامہ نماز پڑھ کر ۷۰ گنا زیادہ نماز کی فضیلت حاصل کروں گا۔﴿17﴾......عمامہ شریف کے ذریعے دینی و دنیوی فوائد حاصل کروں گا۔﴿18﴾......عمامہ شریف کی سنّت اپنا کر عشقِ رسول کا عملی اظہار کروں گا۔﴿19﴾......شعائرِ اسلام ہونے کے سبب عمامہ سجا کر اس کا پرچار کروں گا۔﴿20﴾......فرمانِ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے مطابق گنبد نما عمامہ باندھوں گا۔﴿21﴾......شریعت کی بیان کردہ صفات والا عمامہ باندھوں گا۔(جیسے چھ ۶ گز سے زیادہ نہ ہو وغیرہ)﴿22﴾......عمامے کو حتَّی المقدُور صاف ستھرا رکھوں گا۔﴿23﴾......خوشبودار رکھوں گا۔(تاکہ لوگوں پر اچھا اثر پڑے اور وہ بھی اس سنت کی طرف مائل ہوں)﴿24﴾......عمامے شریف کے سنّت ہونے کے سبب اس کی تعظیم کروں گا۔﴿25﴾......تلاوتِ قرآن مجید﴿26﴾......اور احادیثِ کریمہ کا مطالعہ کرتے وقت ان کی تعظیم اور بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عمامہ شریف سجانے کا خصوصی اِلتزام کروں گا۔﴿27﴾......دینی کتب کا مطالعہ کرتے وقت ان کی تعظیم کے لئے عمامہ باندھوں گا۔﴿28﴾......کسی عالم کی مجلس میں حاضر ہونے سے قبل عمامہ باندھوں گا۔﴿29﴾......کسی بھی ولی اللّٰہ کے مزار شریف پر حاضری سے قبل عمامہ

باندھوں گا۔ ﴿30﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی کا عمامہ شریف میسر آیا تو اسے سر پر رکھ کر برکتیں حاصل کروں گا۔ ﴿31﴾......عمامے شریف اور ٹوپی کو تیل سے بچانے کے لئے ﴿32﴾......سر بند کی سنّت بھی اپناؤں گا۔ ﴿33﴾......عمامہ شریف باندھنا آتا ہو تو باندھنا نہ جاننے والے اسلامی بھائیوں کو سکھا کر حصولِ ثواب کا حق دار بنوں گا۔ ﴿34﴾......عمامہ کا رنگ سبز گنبد کی نسبت سے کِھلتا ہوا سبز رکھوں گا۔

عمامہ و لباس پہننے کی دعا

حضرت سیّدنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب نیا کپڑا پہنتے، اُس کا نام لیتے قمیص یا عمامہ پھر یہ دعا پڑھتے: ''**اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ**''[1]۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس ،باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا ،۴/۵۹، حدیث:۴۰۲۰)

یہ دُعا پرانا عمامہ شریف باندھتے وقت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ (فیض القدیر، ۵/۱۲۵)

عمامہ باندھنے کا طریقہ مسنونہ

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے جب

---

1 ......ترجمہ: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، تو نے ہی مجھے یہ لباس پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی کی التجا کرتا ہوں اور جس مقصد کے لئے اسے بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور میں تجھ سے اس کے شر اور جس مقصد کے لئے اسے بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (کپڑا پہن کر حمد و شکر کرنا کپڑے کی خیر ہے اس پر فخر کرنا اس کپڑے کی شر۔ مراۃ المناجیح، ۶/۱۰۷)

مدرسہ منظر الاسلام (بریلی شریف، ہند) کے ایک طالبِ علم عینُ الیقین نے عمامہ باندھنے کا مسنون طریقہ پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: حدیث میں ہے: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَسَلَّم یُحِبُّ التَّیَامُنَ فِی کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی فِی تَنَعُّلِہٖ۔(نصب الرایۃ ، کتاب الطھارات ، احادیث التثلیث الواردۃ الخ ، ۱/ ۸۰ مختصراً ، مسلم ، کتاب الطھارۃ، باب التیمن فی الطھور و غیرہ ، ص ۱۵۶، حدیث:۲٦۸ بالفاظ متقاربۃ)رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَسَلَّم ہر بات میں دہنی طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ عمامہ کا پہلا پیچ سر کی دہنی جانب جائے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم (فتاویٰ رضویہ،۲۲/۱۹۹)

حضرت امام اِبنِ حَجَر مَکِّی شَافَعِی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اپنے فتاوٰی میں علامہ ابنُ الحاج مالکی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عمامہ باندھنے میں دیگر سنّتوں کا بھی اِلتِزام کیا جائے جیسے سیدھی جانب سے شروع کرنا، بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا، لباس کی دعا پڑھنا نیز عمامہ کی متعلقہ سنّتوں مثلاً تحنیک، شملہ چھوڑنا اور سات ہاتھ یا اس کے برابر ہونا۔ پس لازم ہے کہ شلوار بیٹھ کر پہنو اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھو۔ (الفتاوی الفقھیۃ الکبرٰی، ۱/۱٦۹ ملتقطاً)

عمامہ کھڑے ہو کر باندھئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے، مسجد

میں باندھیں یا گھر میں۔ چنانچہ بَدرُ الفُقَہاء حضرت علامہ مفتی محمد اجمل قادری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی لکھتے ہیں: عمامہ کھڑے ہوکر باندھا جائے، مَوَاهِبِ لَدُنِّیَہ شریف میں ہے: فَعَلَيْكَ بِاَنْ تَتَسَرْوَلَ قَاعِداً وَ تَتَعَمَّمَ قَائِماً یعنی تجھ پر لازم ہے کہ پاجامہ بیٹھ کر پہن اور عمامہ کھڑے ہوکر باندھ۔ (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثالث، النوع الثانی فی لباسه صلى الله عليه وسلم الخ، ٢ /١٤٩) اب باقی رہا مسجد اور غیرِ مسجد کا فرق یہ کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گزرا۔ (فتاوٰی اجملیہ، ۱/۱۷۴)

اسی طرح شیخ و اُستادِ امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: عمامہ کھڑے ہوکر باندھنا سنّت ہے، خواہ مسجد میں ہو یا گھر میں۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ جو بیٹھ کر عمامہ باندھے گا یا کھڑے ہوکر پاجامہ پہنے گا تو کسی ایسی مصیبت میں گرفتار ہوگا جس سے چھٹکارا مشکل سے ہوگا۔ (وقار الفتاوی، ۲/۲۵۲)

بیٹھ کر عمامہ باندھنے کا نقصان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بلاعُذر عمامہ بیٹھ کر نہیں باندھنا چاہئے۔ حدیث میں ہے: مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِداً اَوْ تَسَرْوَلَ قَائِماً اِبْتَلاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِبَلاءٍ لَا دَوَاءَ لَه یعنی: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہوکر شلوار پہنی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمادے گا جس کی کوئی دوا نہیں۔ (کشف الالتباس فی

استحباب اللباس، ذکر شمله، ص ۳۹) نیز

حضرت امام محمد بن یوسف شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نقل فرماتے ہیں: ''عمامہ بیٹھ کر باندھنے اور شلوار کھڑے ہو کر پہننے سے محتاجی اور بھول جانے کا مرض پیدا ہوتا ہے۔'' (سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب سیرته صلی الله علیه وسلم فی لباسه الخ ، الباب الثانی فی العمامة والعذبة الخ، ۲۸۲/۷)

اگر سُنّتیں سیکھنے کا ہے جذبہ تم آجاؤ دیگا سِکھا مَدَنی ماحول
تُو داڑھی بڑھالے عمامہ سجالے نہیں ہے یہ ہرگز بُرا مَدَنی ماحول

عمامہ باندھنے کے بعض آداب

خَاتِمُ الْمُحَدِّثِین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: عمامہ باطہارت اور قبلہ رو کھڑا ہو کر باندھے اور جب بھی کھولے تو پیچ پیچ کر کے کھولے یکبارگی نہ اتارے جیسے باندھنے میں پیچ پر پیچ دیا تھا اسی طریقے سے کھولے، عمامہ باندھنے کے بعد آئینہ یا پانی یا اس کی مثل کسی (عکس دار) چیز میں دیکھ کر اس کو درست کرے اور عمامہ شملہ کے ساتھ باندھے۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ذکر عمامه، ص، ۳۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب بھی تیل لگائیں تو عمامہ کے نیچے سربند

باندھیے۔ ہمارے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت مبارکہ انتہائی نَفاسَت پسند تھی اسی لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بھی سر مبارک میں تیل ڈالتے تو اپنے عمامہ مبارک اوراس کی ٹوپی شریف اور دیگر لباس کو تیل کے اثر سے بچانے کے لئے سرِ اَقدس پر ایک کپڑا لپیٹ لیا کرتے اور چونکہ تیل مبارک کا استعمال بہت زیادہ ہوتا اس لئے وہ مبارک کپڑا تیل شریف والا ہوجاتا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ الْقِنَاعَ کَاَنَّ ثَوْبَہٗ ثَوْبُ زَیَّاتٍ یعنی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر قِناع (سربند) استعمال فرماتے، یہ رومال مبارک تیل والے کے کپڑے کی طرح تیل سے تر ہوا کرتا تھا۔ (الشمائل المحمدیه ، باب ماجاء فی تقنع رسول اللّٰہ، ص ۸۸، حدیث:۱۱۹)

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبحِ عارِض پہ لُٹاتے ہیں ستارے گیسو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گزشتہ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ تیل ڈالنے کے بعد ٹوپی اور عمامہ کے نیچے کوئی کپڑا یا رومال رکھنا یا باندھنا سنّت ہے۔ حضرت سیّدنا امام ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے سر بند باندھنے کی سنّت سے متعلق ''شمائل ترمذی'' میں ایک باب باندھا ہے۔

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سربند کی برکت

امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کچھ تبرکات تھے ان تبرکات میں سے ایک قَطِیفَہ تھا (یہ وہ کپڑا تھا کہ جسے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سر پر باندھتے) اس میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سر مبارک (میں لگے تیل) کی تراوت (ترا-وَت) کا اثر موجود تھا (یعنی تری تھی) ایک شخص بہت بیمار تھا اور اسے شفا نہ ہوتی تھی۔ اس نے امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا تو انھوں نے اس قَطِیفَہ کو تھوڑا سا دھویا اور اس کا پانی اس کی ناک میں ٹپکا دیا۔ وہ بیمار تندرست ہوگیا۔ (مدارج النبوت، ۲/۶۰۸)

آئینے میں دیکھ کر عمامہ درست کرنا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامے کا خوبصورت ہونا کسی کے دل میں سنّت کی عظمت پیدا کرسکتا ہے لہٰذا ہمیں حدیثِ پاک اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الجَمَال یعنی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ جمیل ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔'' (مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ص ۶۰، حدیث: ۱۴۷) کے مطابق اپنے عمامہ شریف کو ضرور درست کرلینا چاہیے جیسا کہ ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے چنانچہ

سرکارِ والاتبار، بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب اپنے دولت گدے سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا تو **اپنے عمامہ شریف اور گیسوؤں کو درست فرمایا** اور آئینہ میں اپنا مبارک چہرہ ملاحظہ فرمایا تو حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا نے عرض کی: یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! کیا آپ بھی ایسا کر رہے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کا اُس وقت کا بننا سنورنا پسند فرماتا ہے جب وہ اپنے بھائیوں کے پاس جانے لگے۔ (اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان حقیقۃ الریاء الخ، ۱۰/۹۳)

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

حضرت علاّمہ مُلاّ علی قاری عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ البَارِی آئینے میں دیکھ کر عمامہ درست کرنے کے متعلق لکھتے ہیں: جسم اور لباس کی خوبصورتی کے حوالے سے اچھی وضع قطع کے باب میں منقول ہے: اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہ وَسَلَّم کَانَ اِذَا اَرَادَ الْخُرُوْجَ عَلٰی اَصْحَابِہٖ نَظَرَ فِی الْمَاءِ وَ سَوّٰی عِمَامَتَہٗ وَ شَعْرَہٗ فَقَالَت لَہٗ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا اَوَ تَفعَلُ ذَالِکَ؟ فَقَالَ: نَعَم، اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ لِلعَبدِ اَن یَّتَزَیَّنَ لِاِخوَانِہٖ اِذَا خَرَجَ عَلَیہِم یعنی رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب صحابۂ کرام عَلَیہِمُ

الرِّضوَان کے پاس تشریف لے جانا چاہتے تو پانی میں دیکھ کر اپنے عمامے اور بالوں کو درست فرماتے ۔ حضرت سَیِّدَہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھا نے عرض کی ، کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں ؟ فرمایا ، ہاں ، بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے کہ بندہ اپنے اسلامی بھائیوں کے پاس جانے کے لیے زینت اختیار کرے ۔

دوسری حدیثِ صحیح میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الجَمَال یعنی بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ حسین ہے ، حُسن و جمال کو پسند فرماتا ہے ۔ ایک اور روایت میں ہے : اِنَّ اللّٰہَ نَظِیفٌ یُحِبُّ النَّظَافَۃَ یعنی یقیناً اللّٰہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی پاک ہے اور طہارت کو پسند فرماتا ہے ۔ دوسری حدیثِ پاک میں ہے کہ حضرت سیّدنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے کپڑے میلے تھے تو فرمایا : کیا اس کے پاس پانی نہیں جس سے اپنے کپڑے دھولے ۔ ایک اور حدیثِ پاک میں ہے : اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی اَثَرَ نِعمَتِہٖ عَلٰی عَبدِہٖ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کے آثار اپنے بندے پر دیکھے ۔

(المقالة العذبة فی العمامة و العذبة، ص ۸)

لوگوں کو غیبت سے بچانے کے لیے عمدہ عمامہ باندھنا

جلیلُ القدر تابعی حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بِن مُحَیرِیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی

عَلَیْہ کے متعلق حضرت سیِّدنا خالد بن دُرَیک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سیِّدنا عبداللّٰہ بن مُحَیرِیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: لوگوں کی زبانوں کو مجھ سے روکو (یعنی وہ میرے حلیے کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کررہے ہیں) تو میں نے ان کے لئے عمدہ مصری کپڑے کا عمامہ، چادر اور قمیص خریدی اور انکی بارگاہ میں پیش کردی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شام کے وقت مذکورہ کپڑوں میں ملبوس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: اب لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کی، حضور وہ آپ کی تعریف کررہے ہیں، یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خوش ہوگئے حالانکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس سے پہلے گندمی رنگ کا اونی لباس پہنا کرتے تھے۔

(حلية الاولياء، عبد الله بن محيريز، ۱۵۹/۵، رقم: ۶۶۷۵)

سرکار اکثر باعمامہ رہتے

اُستَاذُ الْمُحَدِّثِین حضرت علامہ مفتی وصی احمد مُحدِّث سُورَتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''سَروَرِ عالم حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیشہ باعمامہ نماز پڑھائی اور کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں کہ آپ نے بغیر عمامہ امامت فرمائی بلکہ عادت شریف اور خصلتِ مُنِیف یہ تھی کہ ہر حالت میں سَفر و حَضَر، گھر کے اندر اور گھر کے باہر، نماز و غیرِ نماز میں نری (صرف) ٹوپی سر پر نہ دیتے اور سرِ

انور سے عمامے کو رشکِ ماہ و مہر فرماتے رہتے، حتی کہ (بسا اوقات) وضو فرماتے وقت بھی عمامہ کو نہ توڑتے اسے سرِ مُنوَّر سے اتار کر رکھتے، اس وجہ سے علماء نے عمامہ کو مطلقاً خاص کر نماز میں سنّت قرار دیا۔''

(کشف الغمامه عن سنية العمامه، ص ١٤)

سرکار کا مسح فرمانے کا ایک انداز

حضرت سیّدنا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وُضو فرمایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمامہ شریف باندھ رکھا تھا، پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا عمامہ شریف اوپر اُٹھایا اور سرِ اَقدس کے اگلے حصے کا مسح فرمایا۔

(طبقات ابن سعد ،ذکر لباس رسول الله الخ، ٣٥٢/١)

سرکار کا مسح فرمانے کا دوسرا طریقہ

حضرت سیّدنا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وُضو فرمایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے عمامہ مبارک کو کھول کر سرِ انور سے اُتارا اور سرِ اَقدس کے اگلے حصے کا مسح فرمایا۔ (معرفة السنن والآثار، كتاب الطهارة، باب فريضة الوضوء فی غسل الوجه ١٦٠/١،حديث:٥٩ مختصراً)

عمامہ وغیرہ کو بدبو سے بچانے کا طریقہ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ اپنی مشہورِ زمانہ تالیف **''فیضانِ سنّت''** جلد اوّل کے صفحہ 1223 پر عمامے شریف کے متعلق چند آداب اور احتیاطیں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: **بعض** اسلامی بھائی کافی بڑے سائز کا عمامہ شریف باندھنے کا جذبہ تو رکھتے ہیں مگر صفائی رکھنے میں کوتاہی کر جاتے ہیں اور یوں بسا اوقات لاشعوری میں مسجِد کے اندر ''بدبُو'' پھیلانے کے جُرم میں پھنس جاتے ہیں۔ لہٰذا مدَنی اِلتجا ہے کہ عمامہ، سر بند شریف اور چادر استِعمال کرنے والے اسلامی بھائی موسِم کے اعتِبار سے یا ضَرورتاً مزید جلدی جلدی انہیں دھونے کی ترکیب بناتے رہیں، ورنہ مَیل کُچیل، پسینہ اور تَیل وغیرہ کے سبب ان چیزوں میں **بدبو** ہو جاتی ہے، اگرچہ خود کو محسوس نہیں ہوتی مگر دوسروں کو بدبُو کے سبب کافی گھِن آتی ہے، خود کو اس لئے پتا نہیں چلتا کہ جس کے پاس زیادہ دیر تک کوئی مخصوص خوشبو یا **بدبو** ہو اِس سے اُس کی ناک اَٹ جاتی ہے۔

عمامہ کیسا ہونا چاہئے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ مزید فرماتے ہیں: سَخت ٹوپی پر بندھے بندھائے عمامے کا استِعمال اس کے اندر بدبُو پیدا کر سکتا ہے۔ اگر

ہو سکے تو باریک مَلمَل کے ہلکے پُھلکے کپڑے کا عمامہ شریف استعمال کیجئے اور اس کیلئے کپڑے کی ایسی ٹوپی پہنئے جو سر سے چِپڑی ہوئی ہو۔ کہ ایسی ٹوپی پہننا بھی سُنّت ہے۔ بندھا بندھایا عمامہ شریف سر پر رکھ لینے اور اُتار کر رکھ دینے کے بجائے باندھتے وقت سنّت کے مطابِق ایک ایک پیچ کر کے باندھئے اور اِسی طرح کھولنے کی ترکیب کیجئے اِس طرح کرنے سے بحکمِ احادیث ہر بار باندھتے ہوئے ہر پیچ پر ایک نیکی اور ایک نور ملے گا اور ہر بار اُتارنے میں (جبکہ دوبارہ باندھنے کی بھی نیّت ہو تو) ایک ایک گناہ اُترے گا (ماخوذ از کنزالعمال، الجزء ۱۵، ۸/ ۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۳۸، ۴۱۱۲۶) اور بار بار ہوا لگنے کی وجہ سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بدبُو بھی دُور ہوگی۔ عمامہ و سربند شریف، چادر اور لباس وغیرہ کو اُتار کر دھوپ میں ڈالنے سے بھی پسینے وغیرہ کی بدبُو دُور ہو سکتی ہے۔ نیز ان پر اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ عُمدہ عِطر لگاتے رہنا بھی بدبُو کو دُور کر سکتا ہے۔ (فیضانِ سنّت، ۱/ ۱۲۲۳)

لباس سُنّتوں سے ہو آراستہ اور
عِمامہ ہو سر پر سجا یاالٰہی
سبھی مُشت داڑھی و گیسو سجائیں
بنیں عاشقِ مصطفٰے یاالٰہی (وسائلِ بخشش، ص۸۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

علماء کا عمامہ کیسا ہونا چاہیے؟

فُقہائے کرام نے علماء ومُفتِیانِ عُظّام کے لئے مخصوص لباس پہننے کو مستحب قرار دیا ہے تاکہ لوگ اس لباس کے ذریعے انہیں بآسانی پہچان سکیں اور مسائل پوچھیں چنانچہ دُرِّمُختَار میں ہے: "یَحسُنُ لِلفُقَهَاءِ لَفُّ عِمَامَةٍ طَوِیلَةٍ وَلُبسُ ثِیَابٍ وَاسِعَةٍ" یعنی فقہاء کے لیے اچھا عمل یہ ہے کہ وہ بڑا عمامہ باندھیں اور کھلا لباس پہنیں۔ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی اس عبارت کے تحت فرماتے ہیں: علمائے کرام بڑے عمامے باندھیں تاکہ اس سے ان کی پہچان ہو اور اگر کسی شہر میں چھوٹا عمامہ باندھنا ہی علماء کا عُرف ہو تو وہاں چھوٹا عمامہ باندھیں تاکہ ان کا عالم ہونا ظاہر ہو اور لوگ پہچان کر ان سے اُمُورِ دین کے بارے میں مسائل پوچھیں۔

(درمختارو رد المحتار، کتاب الحظر و الاباحة، فصل فی اللبس، ۵۸۶/۹)

کروڑوں حَنَفیوں کے عظیم پیشوا، اِمامُ الائمہ حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا: عَظِّمُوا عَمَائِمَکُم یعنی اپنے عماموں کو بڑا کرو اور وَسِّعُوا اَکمَامَکُم یعنی اپنی آستینوں کو وسیع کرو۔

علامہ بُرہانُ الدِّین زَرنُوجی عَلَیہِ رَحمَةُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: "سیِّدنا امامِ اعظم عَلَیہ رَحمَةُ اللّٰہِ الاَکرَم نے یہ اس لیے ارشاد فرمایا کہ لوگ علم اور اہلِ علم کو حقیر نہ جانیں۔"

(تعلیم المتعلم ، فصل فی النیة فی حال التعلم، ص ۳۲)

شملے کی شرعی حیثیت و مقدار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عَذَبَہ یعنی شملہ عمامے کا ہی ایک حصہ ہے جس کی مقدار اور شرعی حیثیت کے متعلق مُحدِّثینِ کرام نے مُفصَّل کلام فرمایا ہے بلکہ خود صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان سے بھی بعض لوگوں نے اس کی کیفیت اور مقدار کے متعلق سوالات کیے ہیں جیسا کہ حدیثِ مبارک میں ہے چنانچہ

حضرت سیِّدنا عثمان بن عطاء خُراسانی علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیِّدنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے پاس مسجدِ منیٰ میں آیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے عمامے کا شملہ لٹکانے کے متعلق سوال کیا تو حضرت سیِّدنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نے فرمایا: بے شک رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر مقرر فرمایا اور انہیں جھنڈا بھی عطا فرمایا، پھر حضرت سیِّدنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نے حدیث بیان فرمائی کہ حضرت سیِّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک سیاہ رنگا ہوا سُوتی عمامہ باندھ رکھا تھا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں بلایا، ان کا عمامہ کھولا پھر اپنے مبارک ہاتھوں سے اس طرح عمامہ باندھا

کہ اُس کا شملہ چار انگل یا اِس سے کچھ زائد لٹکایا، پھر ارشاد فرمایا: اس طرح عمامہ باندھو بے شک یہ سب سے خوبصورت اور حسین انداز ہے۔ (شعب الایمان، الاربعون من شعب الایمان وھو باب فی الملابس الخ ، فصل فی العمائم ، ۱۷۴/۵، حدیث: ٦٢٥٤)

شملے کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ امام شیخ کمال الدین محمد بن ابو شریف قُدسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی، ۹۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''عمامے کا شملہ لٹکانا مستحب ہے۔''

(صوب الغمامة فی ارسال طرف العمامة ، ص ٤ مخطوط مصور)

حضرت امام محمد بن یوسف شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نقل فرماتے ہیں: ''عمامہ شریف یوں باندھنا کہ اُس میں نہ تو شملہ لٹکایا ہو اور نہ ہی تَحْنِيك کی گئی ہو اِس کو علماء مکروہ جانتے ہیں۔'' (سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب سیرته صلی اللّٰه علیه وسلم فی لباسه الخ ، الباب الثانی فی العمامة والعذبة الخ ، ۲۸۱/۷)

خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: شملہ لٹکانا مستحب اور سُنَنِ زوائد (یعنی سنّتِ غیر مؤکدہ) میں سے ہے۔ اسے ترک کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگرچہ شملہ لٹکانے میں ثواب و فضیلت زیادہ ہے اور ''اَلرَّوضَة'' میں ہے: عمامے کا شملہ دونوں کندھوں کے

درمیان پشت پر لٹکانا مستحب ہے، سنّتِ مؤکدہ نہیں۔ ''فَتَــاوٰی حُـجَّة'' اور ''جَـامِـع'' میں لکھا ہے کہ شملے کے ساتھ دو رکعت (نماز پڑھنا) بغیر شملے کے ستر رکعات (نماز پڑھنے) سے افضل ہے۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس ، ذکر شمله ، ص ۳۹ ملخصًا)

امامِ اہلِ سنّت ، سیِّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: عمامہ کا شملہ رکھنا سنّتِ عمامہ کی فرع اور سنّتِ غیر مؤکدہ ہے۔ یہاں تک کہ مرقاۃ میں فرمایا: قَدْ ثَبَتَ فِي السِّيَر بِرِوایاتٍ صَحِيحَةٍ اَنَّ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْه وَسَلَّم كَان يَرخي عَلَامَته اَحيَاناً بَينَ كَتِفَيهِ وَ اَحيَاناً يَلبَسُ العِمَامَةَ مِن غَيرِ عَلَامَةٍ فَعُلِم اَنَّ الاِتيَانَ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِّن تِلكَ الاُمُورِ سُنَّةٌ (یعنی) کُتُبِ سِیَر میں روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبیِّ اکرم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کبھی عمامہ کا شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑتے کبھی بغیر شملہ کے باندھتے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان اُمُور میں سے ہر ایک کو بجالانا سنّت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ، کتاب اللباس ، الفصل الثانی ۱۴۶/۸ ، تحت الحدیث: ۴۳۳۹) اس (شملے) کے ساتھ اِستہزا (مذاق) کو کفر ٹھہرایا کَمَا نَصَّ عَلَيهِ الفُقَهَاءُ الكِرَام وَاَمَرُوا بِتَركِه حَيثُ يَستَهزِءُ بِه العَوامُ كَيلَا يَقَعُوا فِي الهَلَاكِ بِسُوءِ الكَلَام۔ (فتاوىٰ رضويہ، ۲۰۸/۶)

حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی شَمائِلِ تِرمِذی کی شرح میں فرماتے ہیں: **افضل** یہ ہے کہ عمامے کا شملہ کندھوں کے درمیان ہو کیونکہ یہ خود نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے **فعلِ مبارک** سے ثابت ہے، نیز (دو شملے لٹکانے میں) اس بات کا بھی احتمال ہے کہ دونوں طرف (آگے اور پیچھے) شملہ لٹکانا اس کے لئے سنّت ہو کہ جو دو شملے لٹکانا چاہے اور جو ایک ہی شملہ لٹکانا چاہے تو اس کے لئے **افضل** یہ ہے کہ دونوں کندھوں کے مابین پشت پر لٹکائے۔(اشرف الوسائل الی فهم الشمائل ، باب ماجاء فی عمامة رسول الله ، ص ۱۷۲، تحت الحديث:۱۱۲)

حکمِ شملہ کے متعلق ایک ضروری وضاحت

شارِحِ صحیح مُسلِم امام ابوزکریا محی الدین نَوَوِی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اپنی کتاب ''اَلْمَجْمُوع شَرحُ الْمُهَذَّب'' میں عمامے کے شملے کے متعلق لکھتے ہیں کہ عمامہ شریف کا شملہ لٹکانا اور نہ لٹکانا دونوں برابر ہیں اور ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی اختیار کرنا مکروہ نہیں ہے (یعنی نہ عمامہ کا شملہ لٹکانے میں کوئی کراہت ہے اور نہ ہی ترک کرنے میں کوئی کراہت ہے) (المجموع شرح المهذب، ٤/٤٥٧) **امام کمال الدین محمد بن ابوشریف القُدسی** عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی (مُتَوَفّٰی ۹۰۵ھ) امام نَوَوِی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے اس کلام کے جواب میں فرماتے ہیں: عمامے کا شملہ لٹکانا

مستحب ہے اور شملہ لٹکانے کو نہ لٹکانے پر ترجیح حاصل ہے جیسا کہ حدیثِ مبارک سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر عمامہ شریف باندھا اور اس کا شملہ چھوڑ کر فرمایا: ''عمامہ ایسے باندھا کرو کہ یہ اَعرَب واَحسن ہے۔'' اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ عمامے کا شملہ چھوڑنا مستحب اور اولیٰ ہے جبکہ اس کا ترک یعنی شملہ نہ چھوڑنا خلافِ اولیٰ اور مستحب کا ترک کرنا ہے۔ امام شیخ کمال الدین محمد بن ابوشریف رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ امام نَوَوِی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے اس قول (کہ شملہ نہ لٹکانے میں کوئی کراہت نہیں) کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں امام نَوَوِی کی مراد ایسی کراہت ہے کہ جس کے متعلق حدیثِ مبارک میں نہی وارد ہوئی ہو۔ تو شملہ نہ لٹکانا اس معنی میں مکروہ نہیں ہے کیونکہ اگر شملہ نہ لٹکانے کی حدیث میں ممانعت ہوتی تو شملہ لٹکانے کو (صرف) مستحب اور اولیٰ قرار نہ دیا جاتا اور اگر (امام نَوَوِی کی عبارت میں) مکروہ سے مراد وہ ہے جو خلافِ اولیٰ کو شامل ہوتا ہے جیسا کہ مُتَقَدِّمین اُصُولِیِّین کی اِصطلاح ہے تو پھر (شملہ نہ لٹکانے) کا مکروہ بھی نہ ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس معنی میں تو یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ خلافِ اولیٰ اور مستحب کا ترک کرنا ہے۔

(صوب الغمامۃ فی ارسال طرف العمامۃ، ص٤ مخطوط مصور)

عمامے کا شملہ کہاں تک رکھنا مسنون ہے؟

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن ایک سوال (کہ دستار کا شملہ کہاں تک رکھنا مسنون ہے؟ اور کہاں تک رکھنا مباح اور کہاں تک رکھنا ممنوع ہے) کے جواب میں لکھتے ہیں: شملے کی اَقَل مقدار چار اُنگشت (یعنی انگلیاں) ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نَشَسْت گاہ (یعنی بیٹھنے کی جگہ) تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے مَوضَعِ جُلُوس (یعنی بیٹھنے کی جگہ) تک پہنچے اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نصف پُشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے۔ حد سے زیادہ داخلِ اِسراف ہے۔

(فتاوٰی رضویہ،۲۲/۱۸۲)

شملے کی اقسام

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن دَستُورُ اللِّبَاس کے حوالے سے مزید نقل فرماتے ہیں: فَتَاوٰی حُجَّۃ اور جَامِع میں نقل کیا گیا ہے کہ شملہ کی چھ اقسام ہیں: (۱) قاضی کے لئے 35 اُنگشت کے بمقدار (۲) خطیب کے لئے بمقدار 21 اُنگُشت (۳) عالم کے لئے بمقدار 27 اُنگُشت (۴) مُتَعَلِّم کے لئے بمقدار 17 اُنگُشت (۵) صوفی کیلئے بمقدار 7 اُنگشت (۶) عام آدمی کے لئے بمقدار 4 اُنگُشت۔ (فتاوٰی رضویہ،۲۲/۱۸۲)

رسول اللہ کے عمامہ شریف کا شملہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف کا شملہ مختلف اوقات میں مختلف ہوا کرتا تھا کبھی مبارک کندھوں کے درمیان، کبھی ایک دائیں شانے مبارک کی جانب تو دوسرا پشتِ انور پر ہوتا، کبھی تحت الحنک فرماتے تھے چنانچہ

رسول اللہ کے عمامہ کا ایک شملہ

میٹھے میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بسا اوقات ایک شملہ لٹکاتے جو کہ مبارک کندھوں کے درمیان ہوتا جیسا کہ

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنہُما روایت فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب عمامہ باندھتے تو شملہ کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔ حضرت سیّدنا نافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما بھی شملہ کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ حضرت سیّدنا عبیداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا قاسم اور حضرت سیّدنا سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما کو بھی ایسے ہی کرتے دیکھا۔ حضرت سیّدنا امام ترمذی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (ترمذی، کتاب

اللباس، باب فی سدل العمامة بین الکتفین، ۲۸۶/۳، حدیث:۱۷۴۲)

حضرت علامہ مُلّا علی قاری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ البَارِی نے اسی صورت کو افضل قرار دیا ہے۔(جمع الوسائل ، باب ما جاء فی عمامة رسول اللّٰہ، ۲۰۶/۱)

مُفَسِّر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی عمامہ شریف کا کنارہ مبارکہ جسے فارسی میں شَمْلَہ اور عربی میں عَذَبَہ کہتے ہیں نصف پیٹھ تک ہوتا تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رہتا تھا خواہ پیٹھ پر یا سینہ پر، مگر سینہ پر ہونا افضل ہے یعنی سامنے۔ (مراۃ المناجیح،۱۰۵/۶)

سیّدُ الملائکہ کا ایک شملے والا عمامہ

حضرت سیِّدنا تَمیم بن سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک روز میں سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ ایک شخص جس نے عمامہ شریف باندھ رکھا تھا اور اس کا شملہ اپنے پیچھے لٹکایا ہوا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ میں نے اس شخص کے بارے میں اِستِفسار کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ جبریلِ امین (عَلَیْہِ السَّلَام) تھے۔(اسدالغابه،حرف التاء، تمیم بن سلمة، ۳۲۳/۱، رقم:۵۲۵)

دو شملوں والا عمامہ

(۱) کبھی عمامہ مبارک کے دو شملے ہوتے جو پشتِ اطہر پر نور برساتے تھے جیسا کہ

حضرت سیِّدنا جَعْفَر بِن عَمْرو بِن حُرَيْث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں گویا اب بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر پر سیاہ عمامہ شریف سجائے اس طرح تشریف فرما ہیں کہ اس کے دونوں شملے پشت مبارک پر لٹک رہے ہیں۔

(مسلم، كتاب الحج ، باب جواز دخول مكة بغير احرام، ۱/۴۴۰)

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا

(۲) کبھی کبھار عمامے کے دو شملوں میں سے ایک سامنے کی جانب جبکہ دوسرا پشتِ مُنوَّر پر ہوا کرتا تھا چنانچہ

حضرت سیِّدنا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب عمامہ شریف باندھتے تو اپنے آگے اور پیچھے شملہ لٹکاتے۔ (معجم الاوسط، باب الالف، من اسمه احمد، ۱/۱۱۰، حديث:۳۴۲، مجمع الزوائد، كتاب اللباس، باب ما جاء فی العمائم، ۵/۲۰۹، حديث:۸۴۹۹)

جبریل امین کے عمامے کے دو شملے

حضرت سیِّدنا ابو موسیٰ اَشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ

سیّدنا جبریلِ امین عَلَیہِ السَّلام رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ والہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سیاہ عمامہ باندھے حاضر ہوئے، آپ کے عمامے کے دو شملے تھے جنہیں آپ نے پشت مبارک پر لٹکا رکھا تھا۔ (مسند الرویانی، ۳۷۲/۱، حدیث:۵٦۹)

اعلیٰ حضرت کا دو شملوں والا عمامہ

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدد دِین وملت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن عمامے کے دو شملے چھوڑنے کے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: (عمامے کے دو شملے چھوڑنا) حدیث سے میرے خیال میں ہے کہ خود حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَسَلَّم نے دو شملے چھوڑے ہیں۔ (مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام، ۴۴۰/۱) خیال ہے کہ (حضرت سیّدنا) معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر دستِ اقدس سے عمامہ باندھا اور دو شملے چھوڑے اور (حضرت سیّدنا) عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر اپنے دستِ انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے۔ (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ۷۷/۴، حدیث:۴۰۷۹) تو یہ (دو شملے چھوڑنا) سنّت ہوا نہ کہ معاذ اللّٰہ بدعتِ سیّئہ (بُری بدعت)۔ فقیر اسی سنّت کے اِتّباع سے بارہا دو شملے رکھتا ہے۔ مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱۹۹/۲۲)

شملے کی ایک صورت تحنیک

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کبھی **تحنیک** فرمایا کرتے تھے۔اس کی صورت یہ ہے شملے کو بائیں جانب سے ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر دائیں جانب عمامے میں اَٹکا لینا۔(مدارج النبوت ،باب یازدھم درعادات شریف، نوع دوم در لباس آنحضرت ، وصل عمامه شريف ، ۴۷۱/۱)

بعض تابعینِ عُظّام اور علماء و محدثینِ کرام رَحِمھُمُ اللّٰہُ السَّلام نے اس سنّت کو اپنا معمول بنالیا تھا جیسا کہ حضرت سیِّدنا **امام مالک** رَحمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں ایسے ستر افراد دیکھے کہ جنھوں نے عمامے کو یوں باندھ رکھا تھا کہ شملہ ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر دائیں جانب عمامے میں اَٹکا رکھا تھا وہ ایسے امانت دار تھے کہ ان میں سے کسی کو بھی بیتُ المال پر مامور کیا جا سکتا تھا۔دوسری روایت میں یوں ہے کہ اگر ان کے وسیلے سے بارش کی دعا کی جاتی تو لوگ ضرور سیراب کیے جاتے۔

(سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب سیرته صلى الله عليه وسلم فى لباسه الخ، الباب الثانی فی سیرته صلی الله علیه وسلم فی العمامة والعذبة الخ، ۲۸۰/۷)

امام محمد بن یوسف شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی حافظ عبدالحق اِشبیلی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ تحنیک اولیٰ ہے اس لیے کہ یہ

طریقہ گردن کو سردی اور گرمی سے محفوظ رکھتا ہے۔ نیز گھوڑے، اونٹ پر سواری اور دشمن پر حملہ کرتے ہوئے عمامے میں تحنیک اَثبَت ہے۔(سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب سیرته صلی الله علیه وسلم فی لباسه الخ، الباب الثانی فی سیرته صلی الله علیه وسلم فی العمامة والعذبة الخ، ۷/۲۸۱)

صحابۂ کرام کے عماموں کے شملے

﴿1﴾ حضرت سیّدنا سَائِب بن یزید عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ المَجِید فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا آپ نے اپنے عمامے کا شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا۔(کنز العمال، کتاب المعیشة والعادات، آداب التعمم، الجزء۱۵، ۸/۲۰۵، حدیث: ۴۱۹۰۱)

﴿2﴾ حضرت سیّدنا حسن بن صالح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''مجھے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عمامہ دیکھنے والے نے بتایا کہ آپ نے شملہ آگے اور پیچھے لٹکا رکھا تھا''(سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب سیرته صلی الله علیه وسلم فی لباسه الخ، الباب الثانی فی سیرته صلی الله علیه وسلم فی العمامة والعذبة الخ، ۷/۲۷۸)

﴿3﴾ حضرت سیّدنا ابواَسد بن کُریب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیّدنا عبداللّٰہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہ

تَعَالٰی عَنہُما کو عمامہ باندھتے دیکھا تو آپ نے اپنے عمامے کا ایک بالشت شملہ کندھوں کے درمیان اور ایک بالشت اپنے سامنے لٹکایا۔ (ایضاً)

حضرت علامہ محمد بن عثمان ذہبی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے اسی روایت میں عمامے کے رنگ کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ وہ سیاہ عمامہ شریف تھا۔

(سیــر اعــلام النبلاء ، من صغار الصحابة، عبد الله بن عباس البحر، ٤/٤٥٤)

﴿4﴾ **حضرت** سیّدنا محمد بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما کی یوں زیارت کی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما نے عمامہ شریف باندھا ہوا تھا جس کا ایک شملہ آگے اور ایک پیچھے لٹکایا ہوا تھا۔ حضرت سیّدنا محمد بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا ان میں سے کون سا شملہ لمبا تھا۔ (سبـل الهـدى والرشاد، جماع ابواب سيرته صلى الله عليه وسلم فى لباسه الخ، الباب الثانى فى سيرته صلى الله عليه وسلم فى العمامة والعذبة الخ، ٧/٢٧٨)

﴿5﴾ **حضرت** سیّدنا عاصم بن محمد رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ کے والد فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا ابن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما کو سیاہ عمامہ شریف باندھے دیکھا آپ نے ایک ہاتھ کے قریب عمامے کا شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا۔ (مصـنف ابن ابی شيبه ،كتاب اللباس، باب فى العمائم السود ، ١٢/٥٣٨، حديث:٢٥٤٥٦)

﴿6﴾ حضرت سیّدنا ہشام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”میں نے حضرت سیّدنا ابنِ زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما کو عمامہ باندھے دیکھا آپ نے اپنے عمامے کے دونوں شملے اپنے سامنے لٹکا رکھے تھے۔“ (مصنف ابن ابی شیبه، کتاب اللباس، باب فی ارخاء العمامة بین الکتفین، ۵٤۲/۱۲، حدیث:۲٥٤۷۸)

﴿7﴾ اُمُّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا فرماتی ہیں: نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو میرے گھر کے صحن میں عمامہ شریف باندھا اور عمامے سے درخت کے پتّوں کے برابر حصہ چھوڑا۔ پھر فرمایا: میں نے اکثر فرشتوں کو عمامے باندھے دیکھا۔ (تاریخ ابن عساکر، ۸۱/۲۲)

سنّتِ سلام و سنّتِ عمامہ

حضرت سیّدنا غیاث بن ابوشَبِیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بچپن میں جب ہم قَیروان[1] میں تھے تو صحابیِ رسول حضرت سیّدنا سفیان بن وَہَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کبھی ہمارے پاس سے گزرتے تو ہمیں سلام کرتے اور یوں عمامہ شریف سجائے ہوتے کہ اس کا شملہ آپ کی پشتِ انور پر لٹک رہا ہوتا تھا۔

(اسدالغابه، باب السین والفاء، سفیان بن وهب، ٤۸۰/۲، رقم:۲۱۲۹)

---

1 ...... یہ افریقہ میں مراکش کا ایک شہر ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بلا شبہ سلام کرنا ہمارے پیارے آقا مکّی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہت ہی عظیم سنّت ہے۔ جس میں بڑوں کے علاوہ چھوٹوں کو بھی سلام کیا جاتا ہے جیسا کہ صحابیِ رسول رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عملِ مبارک سے ظاہر ہوا۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے بزرگوں کی طرح چھوٹے بچوں کو سلام کرنے کی عادت بھی بنانی چاہیے تاکہ انہیں بھی اس سنّتِ عظیمہ کی سوجھ بوجھ پیدا ہو اور وہ بھی اس سنّت کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَت بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدَنی انعامات میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ ''کیا آج آپ نے گھر، دفتر، بس، ٹرین وغیرہ میں آتے جاتے اور گلیوں سے گزرتے ہوئے راہ میں کھڑے یا بیٹھے ہوئے مسلمانوں کو سلام کیا۔''

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علٰی محمَّد

تابعین کے عماموں کے شملے

﴿1﴾ **حضرت سیّدنا امام مالک** عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الخَالِق **فرماتے ہیں:** میں نے اپنے زمانے میں کسی کو بھی دونوں کندھوں کے مابین شملہ لٹکاتے نہیں دیکھا بلکہ سبھی نے عمامے کا شملہ اپنے سامنے لٹکایا ہوتا تھا۔ یہ قول نقل کرنے کے بعد **امام محمد بن یوسف شامی** قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی فرماتے ہیں کہ امام مالک کا یہ قول

دلالت کرتا ہے کہ تابعینِ عُظّام عماموں کے شملے سامنے لٹکایا کرتے تھے۔(سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب سیرته صلی الله علیه وسلم فی لباسه الخ، الباب الثانی فی سیرته صلی الله علیه وسلم فی العمامة والعذبة الخ، ۷ /۲۷۸)**علامہ بدرالدین عینی حنفی** عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے اتنا اضافہ فرمایا ہے کہ امام مالک عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الخَالِق نے فرمایا: میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر رَضِی اللّٰہ تَعَالٰی عَنھُم کے سوا کسی کو پیٹھ پر شملہ لٹکائے نہیں دیکھا۔ مزید فرمایا یہ حرام نہیں ہے، لیکن سامنے کی جانب شملہ لٹکانا زیادہ اچھا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب العمائم، ۲۲/۱۵)

﴿2﴾ **حضرت علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد مالکی المعروف ابن الحاج** عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَہَّاب حضرت سیّدنا امامِ مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''تعجب ہے ان لوگوں پر کہ جو آئمہ مُتَقَدِّمین اور سلفِ صالحین کی ایسی واضح نصوص کے باوجود بھی عمامہ کا شملہ سامنے لٹکانے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔'' (المدخل ، فصل فی اللباس، الجزء الاول، ۱۰٤/۱)

﴿3﴾ **حضرت سیّدنا اسماعیل** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیّدنا قاضی شُرَیح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو عمامہ شریف باندھے دیکھا آپ نے اس کا شملہ پیچھے لٹکا رکھا تھا۔'' (مصنف ابن ابی شیبه ،کتاب اللباس،

باب فی ارخاء العمامة بین الکتفین ، ۱۲/۵٤٤، حدیث:۲٥٤٨٤)

﴿4﴾ **حضرت** سیّدنا سُلیمان بن مُغِیرَہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا ابونَضرہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو سیاہ عمامہ سجائے دیکھا جس کا شملہ آپ نے گردن سے نیچے لٹکا رکھا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبه ،کتاب اللباس، باب فی ارخاء العمامة بین الکتفین ، ۱۲/۵٤٤، حدیث:۲٥٤٨٦)

عمامے کا شملہ دائیں جانب رکھنا

نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم جب بھی کسی صحابی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کو کسی علاقے کا والی (حاکم) بناتے تو اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں عمامہ شریف اس طرح باندھتے کہ اس کا شملہ دائیں جانب ہوتا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم جب بھی کسی کو والی بنا کر بھیجتے تو انہیں عمامہ شریف باندھتے اور اس کا شملہ داہنی طرف کان کی جانب لٹکاتے۔

(معجم کبیر، باب الصاد ، صدی بن العجلان ابو امامة الباهلی، ۸/۱٤٤، حدیث:۷٦٤۱)

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَیْه رَحْمَةُ اللّٰهِ القَوِی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا اپنے ہاتھوں سے عمامہ شریف باندھنے اور عمامے کے شملے کو دائیں جانب رکھنے میں اس بات کی

طرف اشارہ ہے کہ جس شخص کو لوگوں کے اُمور کا حاکم بنایا جائے اسے چاہیے کہ اپنی ظاہری وضع قطع اور خوبصورتی کا خاص خیال رکھے تاکہ لوگوں کی نظروں میں بھَلا لگے اور لوگ اس سے مُتَنَفِّر نہ ہوں بلکہ اپنی حاجات میں اس کی طرف رجوع کریں اور اس حدیثِ مبارک سے شملے کا مستحب ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت علاّمہ جلال الدّین سیوطی شافعی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے عمامے کا شملہ چھوڑنے کو اس امت کا خاصہ فرمایا ہے۔

(فیض القدیر، باب کان، ٥/٢٤٤، تحت الحدیث:٦٩٢٦)

عمامے کا شملہ بائیں جانب رکھنا

حضرت علامہ سیّد محمد بن جعفر کَتّانی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: روایات میں عمامہ کا شملہ لٹکانے کے محل (یعنی جگہ) میں اختلاف ہے بعض میں ہے کہ دونوں کندھوں کے درمیان ہو، بعض میں ہے کہ بائیں کندھے پر ہو اور بعض میں ہے کہ دائیں کندھے پر ہو اور بعض میں ہے کہ دو شملے ہوں ایک آگے کی جانب اور ایک پیچھے کی جانب۔ بعض نے کہا کہ ان سب صورتوں میں اختلاف سنّت پر عمل کے حصول کی وجہ سے ہے۔ لیکن ان سب صورتوں میں اولیٰ اور افضل شملے کا دونوں کندھوں کے درمیان رکھنا ہے کیونکہ ایسا کرنا خود نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ثابت ہے جیسا کہ مسلم وغیرہ کی حدیثِ مبارکہ

میں ہے اور حضرت سیّدنا ثوبان رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُ کی حدیث ''کہ حضور صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب عمامہ شریف باندھتے تھے تو اس کا شملہ آگے اور پیچھے چھوڑا کرتے تھے'' اس کے مُعارِض (مخالف) نہیں کیونکہ دونوں کندھوں کے درمیان شملہ چھوڑنے والی حدیث زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے کہ یہ مسلم کی روایت ہے۔ تو خاص طور پر اسی حدیث کو لیا جائے گا اور حدیثِ ثوبان کو اس پر مَحمُول کریں گے کہ سرکار صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایسا کبھی کبھار کیا ہے اور یہ بیانِ جواز کے لیے ہے۔ (الدعامه فی احکام سنة العمامة، ص٥٤)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بائیں طرف شملہ لٹکانا اکثر سادات صوفیاء کا طریقہ ہے، جیسا کہ حضرت علامہ ابراہیم بَیْجُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: صوفیائے کرام بائیں جانب شملہ لٹکانے کو مستحسن قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ دل کی جانب ہے اور (بائیں جانب شملہ رکھنا) اس بات کی یاد دلاتا رہتا ہے کہ دل کو مَا سِوَی اللہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد کے سوا ہر چیز) سے خالی رکھنا ہے۔ (المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية، باب ما جاء فی صفة عمامة رسول الله، ص ١٠١ واللفظ له، سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب سيرته صلى الله عليه وسلم فى لباسه الخ، الباب الثانى فى سيرته صلى الله عليه وسلم فى العمامة والعذبة الخ، ٢٧٩/٧)

علماء و مُحدِّثینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام نے بائیں جانب شملہ لٹکانے پر

مندرجہ ذیل حدیثِ پاک سے استدلال کیا ہے چنانچہ حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن بُسر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جب حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو خیبر روانہ فرمایا تو آپ کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا اور اس کا شملہ پیچھے یا فرمایا کہ بائیں کندھے پر لٹکایا۔(مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب ما جاء فی القسی والرماح والسیوف ، ٤٨٨/٥، حدیث:٩٣٨١)

حضرت علامہ محمد بن یوسف شامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:

بائیں جانب شملہ لٹکانا جیسا کہ کثیر سادات صوفیائے کرام کا طریقہ ہے اس کی دلیل طبرانی وغیرہ میں موجود حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن بُسر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے۔**شارحِ بخاری** حضرت علامہ حافظ ابنِ حجر رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے صوفیائے کرام کے بائیں جانب شملہ لٹکانے کی دلیل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: کہ صوفیائے کرام پر اس بات کی دلیل بیان کرنا لازم نہیں کیونکہ یہ (بائیں جانب شملہ لٹکانا) مُباح اُمُور میں سے ہے اور اگر کوئی مُباح اُمُور میں سے کسی کو اپنالے تو اسے منع نہیں کیا جائے گا بالخصوص جبکہ وہ (اس مباح کام) کو اپنا شِعار بنالے۔(سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب سیرتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی لباسہ الخ، الباب الثانی فی سیرتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی العمامۃ والعذبۃ الخ، ٢٧٩/٧، الدعامہ فی احکام سنۃ العمامۃ ، ص٥٦)

خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین، حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بعض (علماء) بائیں جانب (شملہ) لٹکانا مناسب جانتے ہیں، مگر اس کی سند قوی و معتبر نہیں ہے اگرچہ بعض علماء نے اس باب میں اس کی دلیلیں لکھی ہیں۔ (کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ۳۹)

شارحِ بخاری حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی لکھتے ہیں: حافظ زین الدّین عراقی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ البَاقِی) فرماتے ہیں: بائیں جانب شملہ لٹکانا مَشروع (یعنی شریعت میں جائز) ہے۔

(ارشاد الساری، کتاب اللباس، باب العمائم، ۶۱۲/۱۲، تحت الحدیث:۵۸۰۶)

شملہ اور مسئلۂ اِسبال

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عبرت نشان ہے: اِسبال تہبند، قمیص اور عمامہ میں بھی ہوتا ہے۔ جو تکبُّر کی وجہ سے ان میں سے کوئی چیز گھسیٹے گا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، ۸۳/۴، حدیث:۴۰۹۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ حدیث مبارک میں تین چیزوں (تہبند، قمیص اور عمامہ) میں اِسبال کا ذکر ہے۔ اِسبال کا لغوی معنی ہے: ''چھوڑنا اور

لٹکانا''۔ اِسبال کی شرعی تعریف کرتے ہوئے صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اِسبال کپڑا حَدِ مُعتَاد سے بِاِفراط دراز رکھنا منع ہے۔ (بہارِ شریعت، ۶۳۲/۱) یعنی عام طور پر عادۃً جتنا کپڑا لٹکایا جاتا ہے اس سے زیادہ لٹکانا اِسبال ہے۔ تینوں چیزوں میں اِسبال کی تفصیل درج ذیل ہے چنانچہ

قمیص وغیرہ میں اسبال کی صورت

مُفَسِّرِ شَہِیر، حَکِیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: صرف نیچا تہبند ہی مکروہ وممنوع نہیں بلکہ عمامہ کا شملہ، کُرتے کا دامن بھی اگر ضرورت سے زیادہ نیچا ہو تو وہ بھی مَمْنُوع ہے اور اس پر بھی یہی وَعید ہے مزید فرماتے ہیں کہ عمامہ کا شملہ نصف پیٹھ تک چاہیے بعض نِشَست گاہ تک رکھتے ہیں یہ ممنوع ہے اور قمیض کا دامن بعضے عرب ٹخنوں کے نیچے رکھتے ہیں (یہ بھی) ممنوع ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۱۰۲/۶)

شلوار و تہبند میں اسبال کی صورت

صَدرُ الشَّرِیعَہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: پائنچوں میں اِسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں۔ (بہارِ شریعت، ۶۳۲/۱)

سیِّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ

الرَّحْمٰن فرماتے ہیں کہ اِزار (یعنی تہبند) کا ٹخنوں سے نیچے رکھنا اگر برائے تکبُّر ہو تو حرام ہے اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ورنہ صرف مکروہ تنزیہی اور نماز میں بھی اس کی غایت (انتہا) خلافِ اولیٰ (ہے)۔ صحیح بخاری شریف میں ہے: ''صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں۔ فرمایا: لَستَ مِمَّن یَّصنَعَہ خُیَلَاء (تم ان میں نہیں ہو جو براہِ تکبّر ایسا کریں)

(بخاری، کتاب اللباس، باب فی جرازاره من غیرخیلاء، ٤/٤٥، حدیث:٥٧٨٤)

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے: اِسبَالُ الرَّجُلِ اِزَارَہٗ اَسفَلَ مِنَ الکَعبَینِ اِنْ لَّم یَکُن لِلخُیَلَاءِ فَفِیہِ کَرَاھَۃُ تَنزِیہٍ کَذَا فِی الغَرَائِب یعنی کسی آدمی کا ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکا کر چلنا اگر تکبر کی بنا پر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ غرائب میں یونہی ہے۔ (فتاوٰی ھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس الخ، ٥/٣٣٣)

(فتاویٰ رضویہ، ۷/۳۸۸)

نوٹ: پائنچے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لیے فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲ ص ۱۶۴ تا ۱۶۹ کا مطالعہ کیجئے۔

عمامہ میں اسبال کی صورت

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن تحریر فرماتے

ہیں: شملے کی اَقَل (کم ازکم) مقدار چار اُنگُشت (یعنی انگلیاں) ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نِشَست گاہ (یعنی بیٹھنے کی جگہ) تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے مَوضَعِ جُلُوس (یعنی بیٹھنے کی جگہ) تک پہنچے، اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نصف پشت (یعنی پیٹھ) سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے۔ حد سے زیادہ داخلِ اِسراف ہے۔ اور بہ نیتِ تکبر ہو تو حرام، یونہی نِشَست گاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانوں تک یہ سخت شَنیع ومَمنُوع (یعنی بُرا و منع)، اور بعض انسانِ بدوضع آوارہ رِندوں (یعنی آوارہ گردوں) کی وضع (یعنی انداز) ہے۔ ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو اسے حرام کہنا نہ چاہئے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ بعض علماء نے مَوضَعِ جُلُوس تک بھی اجازت دی مگر حرام کہنے والے کو گنہگار بھی نہ کہیں گے جبکہ اس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو جو مکروہ تحریمی کو شامل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۱۸۲)

صَدرُ الشَّرِیعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "دامنوں اور پائنچوں میں اِسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔" (بہارِ شریعت، ۱/۶۳۲)

ایک ولی اللہ سے ترک ملاقات

حضرت سَنَدُ الْمُحَقِّقِین، قُدوۃُ الاَنام، زُبدۂ ساداتِ کرام، سیّدُ السّادات

میر سیّد عبدالواحد قادری چشتی بَلگرامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفّٰی ۱۰۱۷ھ) کے ایک دوست سیّد سلطان (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) جو باکرامت ولیُّ اللّٰہ تھے اور جن کی کرامتوں میں مُردہ زندہ ہوجانے کے واقعات بھی شامل ہیں جو مُتعَدَّد غیر مسلموں کے ایمان لانے کا سبب بھی بنے۔ ایک بار حضرتِ سیّدنا میر سیّد عبدالواحد بَلگرامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے ملاقات کا شرف پانے ان کے وطن بَلگرام حاضر ہوئے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تشریف آوری تک وہ فرض نماز میں مشغول ہوگئے۔ دورانِ نماز آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تشریف لے آئے اور انہیں بغیر عمامہ صرف ٹوپی میں نماز پڑھتے دیکھا، اس کے علاوہ انہوں نے اپنا رومال اپنے کندھوں پر بطریقِ سَدَل[1] ڈالا ہوا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ان کی یہ بے احتیاطی ملاحظہ فرما کر ملاقات کیے بغیر واپس تشریف لے گئے۔ جب انہیں معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوئے، چنانچہ انہوں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بارگاہ میں ایک مکتوب روانہ کیا جس میں اپنی کوتاہی پر نادِم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ملاقات کی التجائیں بھی کیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے انہیں جواباً تحریر فرمایا کہ آپ مُقتَدا (یعنی جن کی پیروی کی جائے) اور رہنما ہیں۔ یہ بات

---

1 ...... یعنی کندھوں پر کپڑے کو اس طرح ڈالنا کہ اس کے دونوں کنارے لٹک رہے ہوں یہ نماز میں مکروہ ہے۔

آپ کے منصب کے مناسب نہیں کہ بغیر کسی رخصت واجازتِ شرعی کے ذرّہ برابر بھی کوئی کام کریں۔اس لیے کہ عوام کی ہدایت ورہنمائی آپ سے متعلق ہے۔آپ کو اپنے ہر معاملے میں اِحتیاط برتنا اور شریعت کی پابندی کرنا لازمی ہے۔

(ملفوظات مشائخ مارہرہ،ص۱۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِيْن کیسی مدَنی سوچ رکھتے تھے، یہاں تک کہ مُستحَبّات (کہ جن کے نہ کرنے پر کوئی سزا نہیں) کے ترک کو بھی ناپسند فرماتے تھے،تبھی آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ نے جب انہیں عمامہ (جو کہ آدابِ نماز سے ہے) کے بغیر نیز سَدَل بھی کیے دیکھا جو کہ نماز کی کراہیّتِ تحریمیہ کا سبب ہے تو فوراً بطورِ تادیب آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ نہ صرف وہاں سے تشریف لے گئے بلکہ ان کے مقام ومرتبہ کو خاطر میں لائے بغیر بذریعہ مکتوب ان کی اصلاح کا سامان بھی فرمایا۔کیونکہ اصل نجاتِ اُخروی کا دارو مدار تو شریعتِ اسلام کی اِتّباع میں ہے۔کاش کہ ہم بھی اپنے اَسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے فرائض وواجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ سُنَن ومُستحَبّات پر عمل کا مدَنی ذہن بنالیں۔

عمامے میں اِعتجار کا مسئلہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض لوگ بغیر ٹوپی کے اس طرح عمامہ

باندھتے ہیں کہ سرننگا رہتا ہے۔ یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ اہلِ کتاب اور فاسق و فاجر لوگوں کا طریقہ ہے، اسے اِعتجار کہا جاتا ہے۔

اعتجار کی تعریف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''اِعتِجَار''عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی: ''سر پر عمامہ لپیٹنا یا خواتین کا سر پر دوپٹہ لینا ہے۔''حضرت علامہ حسن بن عمار بن علی شُرُنبُلالی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالی **اِعتجار کی تعریف** کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ''سر پر رومال اس طرح باندھنا کہ درمیان کا حصہ ننگا رہے یہ اِعتجار ہے''۔(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ ، باب الامامۃ ، فصل فی مکروھات الصلاۃ ، ص ۱۷۹)

فُقَہائے کرام اور **محدثینِ عُظّام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام نے **اعتجار** کے مسئلے پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، اس کی مختلف صورتوں کو بھی بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں اس کی تمام صورتیں بالترتیب بیان کی گئی ہیں چنانچہ

اِعتجار کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے **مَلِکُ العُلَمَاء** علّامہ عَلاءُ الدّین کاسانی عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّبَّانِی لکھتے ہیں: وَیُکرَہُ اَنْ یُصَلِّیَ مُعْتَجِرًا لِمَا رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَنَّہُ نَھٰی عَنِ الْاِعْتِجَارِ وَاخْتُلِفَ فِی تَفْسِیرِ الْاِعْتِجَارِ وَ قِیلَ: ھُوَ اَنْ یَشُدَّ حَوَالَیْ رَاْسِہٖ بِالْمِنْدِیلِ وَیَتْرُکَھَا مِنْہُ وَھُوَ تَشَبُّہٌ بِاَھْلِ الْکِتَابِ، وَقِیلَ: ھُوَ اَنْ یَلُفَّ شَعْرَہُ عَلٰی رَاْسِہٖ بِمِنْدِیلٍ فَیَصِیرُ کَالْعَاقِصِ شَعْرَہُ وَالْعَقْصُ مَکْرُوْہٌ

لِمَا ذَکَرْنَا وَعَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّہٗ قَالَ: لَا یَکُوْنُ الِاعْتِجَارُ اِلَّا مَعَ تَنَقُّبٍ وَھُوَ اَنْ یَلُفَّ بَعْضَ الْعِمَامَۃِ عَلٰی رَأْسِہٖ وَیَجْعَلَ طَرَفًا مِنْھَا عَلٰی وَجْھِہٖ کَمُعْتَجِرِ النِّسَاءِ اِمَّا لِاَجْلِ الْحَرِّ وَالْبَرْدِ اَوْ لِلتَّکَبُّرِ یعنی اِعتجار کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِعتجار سے منع فرمایا ہے۔ اِعتجار کے بارے میں (علماء کا) اختلاف ہے۔ **پہلا قول:** اِعتجار یہ ہے کہ سر کے گرد رومال اس طرح باندھا جائے کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا چھوڑ دیا جائے اس صورت میں اہلِ کتاب کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ **دوسرا قول:** (اعتجار یہ ہے) کہ بالوں کو رومال کے ذریعے سر پر لپیٹ لیا جائے پس یہ ایسے ہو جائے گا کہ جیسے کسی نے اپنے بالوں کا جُوڑا بنالیا ہو، اور بالوں کا جوڑا بنانا (مردوں کو) مکروہ ہے۔ **تیسرا قول:** امام محمد رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ کا ہے کہ اِعتجار میں نقاب کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ عمامہ کا کچھ حصہ تو سر پر لپیٹ لیا جائے اور اس کا ایک سرا چہرے پر عورتوں کے دوپٹے کی طرح ڈال لیا جائے، (عمامے کے سرے کا نقاب کی طرح ڈالنا) چاہے گرمی و سردی سے بچاؤ کے لیے ہو یا تکبر کیلئے۔

(بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل واما بیان ما یستحب فیھا وما یکرہ، ١/٥٠٧)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فُقَہائے کرام نے اعتجار کی جو صورتیں بیان فرمائی ہیں ان کی تفصیل اور احکام بالترتیب یہ ہیں چنانچہ

اعتجار کی پہلی صورت

بغیر ٹوپی پہنے سر کے ارد گرد رومال یا عمامہ لپیٹ لے اور اس کا اوپر والا حصہ کھلا رہنے دے یہ اعتجار ہے چنانچہ فَقِیہُ النَّفْس علّامہ قاضی حسن بن منصور اَوزجَندی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی ''فتاویٰ قاضی خان'' میں فرماتے ہیں: یُکرَہُ الاِعتِجَارُ وَ ھُوَ اَن یَّشُدَّ رَاسَہٗ بِالمِندِیلِ وَ یَترُکُ وَسطَ رَاْسِہٖ یعنی اعتجار مکروہ ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر رومال اس طرح باندھا جائے کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا چھوڑ دے۔ (فتاوی قاضی خان، کتاب الصلوۃ، باب الحدث فی الصلوۃ الخ، فصل فی ما یکرہ فی الصلوۃ الخ، ۱/۵۸)

خَاتَمُ المُحَقِّقِین حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''(قولُہ وَالِاعتِجَار) لِنَھْیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہُ، وَھُوَ شَدُّ الرَّاْسِ، اَوْ تَکْوِیرُ عِمَامَتِہٖ عَلَی رَاْسِہٖ وَتَرْکُ وَسْطِہٖ مَکْشُوفًا یعنی نماز میں اِعتجار اس لئے مکروہ ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اِعتجار یہ ہے کہ سر کو باندھا جائے یا سر پر عمامہ اس طرح باندھنا کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے۔'' (ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب: الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ۲/۵۱۱)

مَلِکُ العُلَمَاء امام کاسانی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے اِعتجار کو اہلِ کتاب

سے مُشابہت کی وجہ سے مکروہ قرار دیا ہے۔ دیگر فقہائے کرام نے بھی اسے فُسّاق (یعنی بدکردار) اورشریرلوگوں سے مُشابہت کی عِلّت کے باعث مکروہ قرار دیا ہے جیسا کہ صَاحبِ فَتحُ القَدِیر حضرت علامہ ابن ہمام عَلَیہِ رَحمَۃُ رَبِّ الاَنَام لکھتے ہیں: وَیُکرَہُ اِلاعتِجَارُ اَنْ یَلُفَّ الْعِمَامَۃَ حَوْلَ رَاْسِہٖ وَیَدَعَ وَسطَھَا کَمَا تَفعَلُہُ الدَّعرَۃُ وَمُتَوَشِّحًا لَا یُکرَہُ یعنی: اعتجار مکروہ ہے اوروہ یہ ہے کہ سر کے گرد عمامہ باندھ لیا جائے اوراس کے درمیان کو کھلا چھوڑ دیا جائے جیسا کہ شرارتی اور فُسّاق لوگ کرتے ہیں اور پورا سر ڈھکا ہونے کی صورت میں کراہت نہیں ہے۔(فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا ، فصل ویکرہ للمصلی ان یعبث بثوبہ الخ، ۳۵۹/۱)

اعلیٰ حضرت اور مسئلۂ اعتجار

امامِ اہلسنّت، مجدِدِ دین وملت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''عمامہ میں سنّت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ، اوراس کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے، عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنّت نہیں اسے اِعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سر کھلا رہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ۱۸۶/۲۲)

صدر الشریعہ اور مسئلۂ اعتجار

صَدرُ الشَّرِیعہ، بَدرُ الطَّرِیقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

فرماتے ہیں: ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اِعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اِعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔'' (فتاویٰ امجدیہ، ۳۹۹/۱)

فقیہِ ملت اور مسئلۂ اعتجار

فَقِیہِ مِلَّت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْقَوِی اِعتجار کے متعلق پوچھے گئے ایک سوال (عمامہ سر پر اس طور پر باندھا کہ بیچ میں ٹوپی زیادہ کھلی رہی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی؟) کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت صَدرُ الشَّرِیعَہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اِعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اِعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔'' (فتاویٰ امجدیہ، ۳۹۹/۱) اس کے حاشیہ میں فَقِیہِ اعظم ہند حضرت علاّمہ مفتی شریف الحق امجدی قُدِّسَ سِرُّہُ العَزِیز تحریر فرماتے ہیں ''اختار ما فی الظهيرية واما العمامة لا مكشوف اصلاً لانه فعل مالا يفعله ففيه نظر لان كثيراً من جفات الاعراب يلفون المنديل و العمامة حول الراس مكشوف الهامة بغير قلنسوة'' اس سے ظاہر ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی نہ کہ تحریمی تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالمگیری وشامی وغیرہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وَسطِ رَأس (یعنی سر کا درمیانی حصہ) بالکل مَکشُوف (یعنی

کھلا) ہو ٹوپی وغیرہ کوئی چیز بیچ میں نہ ہو۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم (فتاویٰ فقیہ ملت، ۱۸۴/۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا اگر کسی نے ٹوپی پر عمامہ یوں باندھا کہ صرف ٹوپی کا اوپر والا حصہ کھلا ہو اور ٹوپی دکھائی دے رہی ہو تو یہ اِعتجار نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں نہ تو اہلِ کتاب اور مشرکین سے کوئی مُشابہت ہے اور نہ ہی فُسّاق اور اوباش لوگوں کے عمل سے کوئی مُشابہت ہے۔

2 اعتجار کی دوسری صورت

بالوں کو رومال سے سر پر لپیٹ لے اور یہ صورت عَاقِصِ شَعَر (یعنی بالوں کا جُوڑا بنانے) کی طرح ہوگی اور عَقصِ شَعَر مکروہ ہے جیسا کہ حدیث مبارک ہے حضرت سیّدنا ابورافع رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَسَلَّم اَنْ یُّصَلِّی الرَّجُلُ وَ رَاْسُہ مَعقُوصٌ ، یعنی: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بالوں کو سر پر (جُوڑے کی طرح) باندھ کر نماز پڑھنے سے مردوں کو منع فرمایا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ، کتاب الصلاۃ ، باب کف الشعر والثوب، ۱۲۰/۲، حدیث: ۲۹۹۵)

3 اعتجار کی تیسری صورت

نماز میں کسی کپڑے یا عمامہ سے اس طرح نقاب کرنا جس سے ناک چھپ جائے جیسے عورتیں نقاب کرتی ہیں۔ حضرت سیّدنا امام محمد بن حسن شیبانی

قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی سے منقول قول میں اسی صورت کو اعتجار قرار دیا ہے اور دیگر فُقَہَائے کرام نے بھی اسے اعتجار کی ایک صورت بتایا ہے۔ اس کے مکروہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے خَاتَمُ الْمُحَقِّقِین حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز میں ناک اور منہ کا چھپا لینا مَجُوسِیُوں سے مُشَابَہَت کی وجہ سے مکروہ ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب :الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ۵۱۱/۲)

حضرت علامہ اِبنِ نُجَیم مِصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی لکھتے ہیں: (اعتجار کی یہ صورت اس لئے مکروہ ہے کہ) حضرت سیِّدُنا عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: لَا یُغَطِّی الرَّجُلُ اَنْفَہٗ وَ ھُوَ یُصَلِّی یعنی کوئی بھی شخص اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کی ناک چھپی ہوئی ہو۔

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، ۲۵/۲)

ایک ضروری وضاحت

فقیہ مِلّت حضرت علّامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے ''دَارُالاِفتَاء فیض الرسول براؤں شریف سے جاری شدہ 1012 فتاویٰ کا مُستَنَد ذخیرہ بنام ''فتاویٰ فیض الرَّسول'' کے حصہ اول صفحہ 369 پر اور یہی فتویٰ ''فتاویٰ فیض الرَّسول'' حصہ سوم صفحہ 110 تا 111 پر موجود ہے جس سے معلوم

ہوتا ہے کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں بھی اعتجار ہوتا ہے۔لیکن یہ فتویٰ آپ نے ۱۳۹۱ھ میں تحریر فرمایا تھا اور اس وقت تک آپ کی یہی تحقیق تھی جب کہ بعد میں آپ کی یہ تحقیق بدل گئی تھی اور آپ نے بھی حضرت صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقَہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے مؤقف کی طرف رجوع فرمالیا تھا لہٰذا بعد میں جو فتویٰ لکھوایا بمع اِستفتاء درج ذیل ہے۔

مسئلہ: عمامہ سر پر اس طور پر باندھا کہ بیچ میں ٹوپی زیادہ کھلی رہی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔

الجواب: حضرت صَدرُ الشَّرِیعَہ، عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ تحریر فرماتے ہیں: ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو'' (فتاویٰ امجدیہ،۱/۳۹۹)

اس کے حاشیہ میں حضرت مفتی شریف الحق امجدی قُدِّسَ سِرُّہُ العَزِیز تحریر فرماتے ہیں۔''اختار ما فی الظهیریة واما ما قال العلامة السيد الطحطاوی فی حاشية المراقی المراد انه مكشوف عن العمامة لا مكشوف اصلا لانه فعل مالا يفعل

"ففيه نظر": ''لان كثيرا من جفات الاعراب يلفون المنديل و العمامة حول الراس مكشوف الهامة بغير قلنسوة''

اس سے ظاہر ہوا کہ صُورتِ مَسئُولَہ میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی نہ کہ تحریمی تو

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالمگیری وشامی وغیرہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وَسطِ رَاس بالکل مَکشُوف ہو ٹوپی وغیرہ کوئی چیز بیچ میں نہ ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب صحیح :جلال الدین احمد الامجدی کتبہ: محمد عماد الدین قادری

(فتاوٰی فقیہ ملت، ۱/۱۸۴)

طرہ رکھنے کا حکم

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملَّت شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''یہ جو بعض لوگ طُرَّہ کے طور پر چند انگل اونچا (شملہ) سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں، نہ کہیں مُمانعَت، تو اِباحتِ اَصلیہ پر ہے۔ (یعنی جائز ہے)۔ مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ وفُسّاق لوگوں کی وضع (یعنی طریقہ) ہو تو اس عارِض کے سبب اس سے اِحتراز (بچنا) ہوگا۔ واللہ تعَالٰی اعلم

(فتاوٰی رضویہ، ۲۲/۲۰۰)

کب عمامے کا شملہ نہ چھوڑنا چاہئے؟

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجد دِ دین وملت شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن تحریر فرماتے ہیں: عمامہ کا شملہ چھوڑنا یقیناً سنّت مگر جہاں جُہّال (یعنی اَن پڑھ لوگ) اس پر ہنستے ہوں وہاں علمائے مُتَاخِرین نے غیرِ حالتِ

نماز میں اس سے بچنا اختیار فرمایا جس کا مَنشاء وہی حفظِ دینِ عوام (یعنی لوگوں کے دین کی حفاظت) ہے۔ (فتاوٰی رضویہ،۱۲/۳۱۴)

صحابۂ کرام کے عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سچے مُحِب اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَقوال و اَفعال کی اِتّباع کرنے والے تھے۔ اسی لئے آقائے دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جب بھی کوئی عمل کرتا پاتے اس کی اتباع و پیروی اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں جہاں نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامۂ پُرنور کا بیانِ پُرسرور ہے وہیں بے شمار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے عمائمِ مبارکہ کا دِل کَش تذکرہ بھی موجود ہے چنانچہ

(۱) صحابۂ کرام باعمامہ رہتے

حضرت عُبَیْدُ اللّٰہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں ہمارے اساتذۂ کرام نے بتایا کہ ہم صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی زیارت کیا کرتے تھے وہ نُفُوسِ قُدسِیہ اپنے سروں پر عمامے شریف کے تاج سجاتے تھے جن کے شملے ان کے دوش ہائے مبارک (یعنی کندھوں) کے درمیان لٹکے ہوتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس، باب فی ارخاء العمامۃ بین الکتفین، ۱۲/۵۴۲، حدیث:۲۵۴۷۷)

سیدنا فاروق اعظم کا عمامہ

حضرت سیّدنا سائب بن یزید عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ المَجِید فرماتے ہیں: میں نے عید کے دن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی زیارت کی آپ نے عمامہ یوں باندھ رکھا تھا کہ اس کا شملہ آپ کی پشت پر لٹک رہا تھا۔

(شعب الایمان، باب فی الملابس الخ، فصل فی العمائم، ۱۷٤/٥، حدیث:٦٢٥٥)

حضرت سیّدنا طارق بن شہاب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الوَھَّاب سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ملک شام تشریف لائے تو راستے میں ایک اسلامی لشکر کی آپ سے ملاقات ہوئی، اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سر پر عمامہ شریف سجائے، موزے اور ازار (تہبند) پہنے ہوئے تھے اور اپنی سواری کی لگام تھامے ہوئے پانی میں اتر گئے (آپ کی اس حالت کو دیکھ کر) لشکر والوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہاں کئی لشکر اور ملکِ شام کے جرنیل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات کریں گے اور آپ اس حالت میں ہیں تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بیشک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت عطا فرمائی ہے لہٰذا کوئی بھی اسلام کے علاوہ میں ہرگز عزّت تلاش نہ کرے۔'' (المنھاج فی شعب الایمان، الحادی و السبعون من شعب الایمان، باب فی الزھد الخ، ۳۸۷/۳)

﴿3﴾ سیّدنا علی المرتضٰی کا عمامہ

حضرت سیّدنا ابو لَبِید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا آپ اپنے خچر پر سوار ہو کر ایک کھیت کے پاس آئے۔ اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تہبند اور ایک چادر زیبِ تن کیے ہوئے تھے اور سر پر عمامہ شریف سجایا ہوا تھا اور موزے پہن رکھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پیشاب کیا پھر وضو فرمایا اور سر سے عمامہ شریف اتارا۔ میں نے دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر مبارک میری ہتھیلی کی طرح ہے اور بال مبارک انگلیوں کی لکیروں کی طرح ہیں۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے سر اور موزوں پر مسح فرمایا۔ (مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الطهارة، باب من کان لایری المسح علیهاویمسح علی راسه، ۱/۳۱۵، حدیث:۲۳۳)

﴿4﴾ سیّدنا امام حسین کا عمامہ

حضرت امام سُدِّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں میں نے حضرت سیّدنا امام حسین بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما کی زیارت کی تو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ریشم ملا اونی عمامہ شریف باندھا ہوا تھا اور عمامے کے نیچے سے آپ کے کچھ مبارک بال نکلے ہوئے تھے۔ (مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب استعمال الحریر لعلة، ۵/۲۵٦، حدیث:۸٦۷۱)

﴿5﴾ سیِّدُنا بلال حبشی کا عمامہ

حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقِدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: مُؤَذِّنِ رسول حضرت سیِّدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے معرکۂ فلسطین کے موقع پر اُونی عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔ (فتوح الشام، المعارك فی فلسطين، ۱۷/۲)

﴿6﴾ سیِّدُنا ابو درداء کا عمامہ

حضرتِ سیِّدنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ٹوپی پر عمامہ شریف باندھا کرتے تھے، جس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان ہوتا۔

(اسدالغابه، باب العين والواو، عويمر بن عامر، ۳۴۱/۴، رقم:۴۱۳۶)

﴿7﴾ باعمامہ انصار صحابۂ کرام

حضرت سیِّدنا رِیاح بن حارِث نَخْعِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ایک روز ہم امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی صحبتِ بابَرَکت میں حاضر تھے کہ اِسی دوران انصار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا ایک گروہ سروں پر عمامے شریف کے تاج سجائے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام عرض کیا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَوْلَانَا'' اے ہمارے آقا و مولا آپ پر سلام ہو۔ یہ سن کر حضرت سیِّدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تعجب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں تمہارا مَولیٰ ہوں اور تم لوگ عربی

قوم سے ہو؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں ہم لوگ عربی ہیں اور ہم نے نبیِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ کی بابت یہ ارشاد سنا ہے: ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ'' یعنی جس کا میں مَولیٰ ہوں تو علی بھی اس کے مَولیٰ ہیں۔ الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی فرما۔ (پھر اس کے بعد انہوں نے کہا) اور یہ ہمارے درمیان میزبانِ رسول حضرتِ سیِّدنا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود ہیں۔ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے چِہرۂ مبارک سے عمامے شریف کا نقاب ہٹاتے ہوئے فرمایا: میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ'' (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔)

(معجم کبیر، ریاح بن الحارث عن ابی ایوب، ۱۷۳/۴، حدیث:۴۰۵۳)

چار باعمامہ صحابۂ کرام

حضرتِ سیِّدنا مسلم بن زِیاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں: میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چار اصحاب حضرتِ سیِّدنا اَنَس بن مالک، حضرتِ سیِّدنا فَضَالہ بن عُبَید، حضرتِ سیِّدنا اَبُو الْمُنِیب اور حضرتِ سیِّدنا فَرُّوخ بن سَیَّار یا سَیَّار بن فَرُّوخ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِمْ اَجْمَعِین کو دیکھا ہے وہ حضرات اپنے

عمامے شریف کے شملے پیچھے کی جانب لٹکاتے تھے۔(شعب الایمان ،باب فی الملابس والاوانی، فصل فی العمائم، ۵/۱۷۶، حدیث:٦٢٦٤ مختصراً)

9 ... چار ہزار با عمامہ اصحاب

حضرت سیِّدنا اَصبغ بِن نُباتہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عید کے دن عمامہ شریف سجائے ایک مقام سے نکلتے دیکھا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہمراہ چار ہزار ایسے لوگ بھی تھے جن سب نے عمامے شریف سجا رکھے تھے۔(السنن الکبری للبیہقی، کتاب صلوۃ العیدین ، باب الزینۃ للعید، ۳/۳۹۸،حدیث:٦١٤٢)

تابعین عظام کے عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تابعینِ عُظّام نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سچے عاشق اور ان کی اِتّباع کرنے والے تھے۔اسی لئے بے شمار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے عمائمِ مبارکہ کے ساتھ ساتھ تابِعِینِ عُظّام کے عماموں کا ذکر بھی ملتا ہے چنانچہ

منصور بن زاذان کا عمامہ

حضرت سیِّدنا ہشام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں میں نے واسط (عراق) کی جامع مسجد میں (کثرت سے تلاوت کرنے والے تابعی بزرگ) حضرت

سیّدنا منصور بن زاذان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قریب کھڑے ہو کر جمعہ کے دن نماز ادا کی تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نماز میں دو مرتبہ مکمل قران پاک اور تین مرتبہ طَوٰاسِین (ایسی سورتیں جن کی ابتداء طٰسٓ یا طٰسٓمّٓ سے ہوتی ہے ایسی سورتوں کے مجموعے کو طَوٰاسِین کہا جاتا ہے۔) کی تلاوت فرمائی، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بارہ ہاتھ لمبا عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔ جب وہ عمامہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے سبب بہنے والے آنسوؤں سے بھیگ گیا تو آپ نے اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔ (حلیۃ الاولیاء، منصور بن زاذان، ۳/۶۷، رقم:۳۱۹۱)

سیّدنا عمر بن عبد العزیز کا عید کے دن عمامہ

حضرت سیدنا زید رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عید کے دن سواری پر تشریف لائے پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے مُصاحِبوں کے ہمراہ سواری سے اترے اور اس شان سے چلنے لگے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سفید اونی جُبّہ، یمنی پاجامہ کے ساتھ زیبِ تن فرما رکھا تھا، سر پر موٹے شامی کپڑے کا عمامہ شریف سجایا ہوا تھا اور بغیر نقش ونِگار والے (یعنی سادے) موزے پہن رکھے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، ۵/۳۳۰، رقم:۷۲۸۹)

سیّد القوم خادمھم کا عملی نمونہ

حضرتِ سیّدنا عَمر و بن میمون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں

سلیمان بن عبد الملک (بنو امیّہ کی حکومت کے ایک خلیفہ) کے پاس ریشم کا ایک ٹکڑا لایا۔ تو ان کے پاس امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی موجود تھے۔ جو اس وقت بڑے صحت مند اور بھاری بھر کم تھے۔ پھر میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلافت ملنے کے ایک سال بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیں نمازِ ظہر پڑھانے اپنے کاشانۂ اَقدَس سے باہر تشریف لائے، تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مبارک بدن پر (شاہی لباس کے بجائے) کم وبیش ایک دینار کا معمولی کُرتا اور ایک رومال ہے اور سرِ انور پر عمامہ شریف ہے جسکا شملہ آپ نے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا ہے اور بارِ خلافت کے سبب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کمزور اور لاغر ہو چکے تھے۔

(طبقات ابن سعد، عمر بن عبدالعزیز، ۳۱٤/۵)

آئمہ ومحدثین کرام کے عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنّت ہے اور آئمہ ومحدثینِ کرام ان کے سچے پیروکار تھے اس لئے یہ حضراتِ ذی وقار بھی عمامہ مبارک کی سنّت کو حرزِ جاں بنائے رکھتے (بہت عزیز رکھتے) تھے، ان ہی آئمہ ومحدثین میں سے چند کے مبارک عماموں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے چنانچہ

سیدنا امام اعظم کا قیمتی عمامہ ولباس

مُفَسِّرِ قرآن، حضرت علامہ اسماعیل **حَقِّی حَنَفِی** عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رات کی نماز کے لیے ایک قیمتی لباس سلوار رکھا تھا جس میں قمیص، عمامہ، چادر اور شلوار تھی اس کی قیمت پندرہ سو درہم تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اسے روزانہ رات کے وقت زیبِ تن فرماتے اور ارشاد فرماتے: **اَلتَّزَیُّنُ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَوْلٰی مِنَ التَّزَیُّنِ لِلنَّاسِ** یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے زینت اختیار کرنا لوگوں کے لیے زینت اختیار کرنے سے بہتر ہے۔

(تفسیر روح البیان، پ ٨، الاعراف، تحت الآیۃ: ٣١، ٣/١٥٤)

امام مالک اور باعمامہ محدثین

حضرت سیّدنا ابنِ وہب عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّب فرماتے ہیں مجھے حضرت سیّدنا امام مالک عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الخَالِق نے بتایا کہ میں حضرت سیّدنا یحیٰ بن سعید، سیّدنا ربیعہ اور ابن ہُرمُز رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِم اَجمَعِین جیسے جتنے بھی اہلِ علم وفضل سے ملا وہ سبھی عمامے باندھا کرتے تھے۔ ایک بار میں حضرت سیّدنا ربیعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مجلس میں موجود تھا جس میں اکتیس مرد تھے ان سب نے عمامے باندھ رکھے تھے اور میں بھی انہی (عمامہ باندھنے والوں) میں سے تھا۔ حضرت سیّدنا امام

مالک عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الخَالِق فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدنا ربیع رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ ثُرَیَّا ستاروں کے طلوع ہونے تک عمامہ باندھے رکھتے تھے اور فرماتے: ''عمامہ باندھنے سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔''

(شرح البخاری لابن بطال، کتاب اللباس، باب العمائم، ۸۹/۹ ملخصاً)

امام مالک عمامہ باندھ کر حدیث بیان فرماتے

حضرت سیِّدنا امام مالک عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الخَالِق اَحادیثِ مُبارکہ کا بے حد ادب واحترام فرماتے، حدیث پاک بیان فرمانے سے پہلے غسل وخوشبو کا اِلتزام فرماتے، عمامہ شریف سجاتے پھر لوگوں کے قُلُوب واَذہان کو فرامینِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنا کر گرماتے چنانچہ

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملت شاہ احمد رضا خان عَلَیۡہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن نقل فرماتے ہیں: (حضرت سیِّدنا) مُطَرِّف نے کہا جب لوگ (حضرت سیِّدنا) مالک بن اَنَس (رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ) کے پاس علم حاصل کرنے آتے، ایک کنیز آ کر پوچھتی: شیخ تم سے فرماتے ہیں حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ و مسائل؟ اگر انہوں نے جواب دیا فقہ ومسائل، جب تو آپ تشریف لاتے اور اگر کہا کہ حدیث، تو پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے، طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے چادر سر مبارک پر رکھتے ان کے لئے ایک تخت مثلِ

تختِ عُروس بچھایا جاتا اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خُشُوع سے اس پر جُلُوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے تھے اگر بتی سُلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث بیان کرنا ہوتی۔ حضرت سے اس کا سبب پوچھا، فرمایا: میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیثِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم کروں اور میں حدیث بیان نہیں کرتا جب تک وضو کر کے خوب سکون و وقار کے ساتھ نہ بیٹھوں۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی ، القسم الثانی ، الباب الثالث، ۴۵/۲ ،فتاویٰ رضویہ،۵۴۷/۲۶)

اِفتاء کی عظمت امام ابو یوسف کی نظر میں

صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: (حضرت سیّدنا) امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے فتویٰ پوچھا گیا وہ سیدھے بیٹھ گئے اور چادر اوڑھ کر عمامہ باندھ کر فتویٰ دیا یعنی اِفتاء کی عظمت کا لحاظ کیا جائے گا (فتاوی ھندیة، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب الخ، ۳۱۰/۳) اس زمانہ میں کہ علمِ دین کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بہت کم باقی ہے اہلِ علم کو اس قسم کی باتوں کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے جن سے علم کی عظمت پیدا ہو اس طرح ہرگز تواضع نہ کی جائے کہ علم و اہلِ علم کی وَقعت میں کمی پیدا ہو۔ سب سے بڑھ کر جو چیز تجربہ سے ثابت ہوئی وہ اِحتیاج

(محتاجی) ہے جب اہلِ دنیا کو یہ پتہ چلا کہ ان کو ہماری طرف اِحتیاج ہے وہیں وَقعت کا خاتمہ ہے۔ (بہارِ شریعت،۲/۹۱۲)

سیدنا امام شافعی کا بڑا عمامہ

حضرتِ سیِّدنا محمد بن حسن زعفرانی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدنا امام شافعی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی بڑا عمامہ شریف باندھا کرتے تھے، جس سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عرب شریف کے اَعرابی معلوم ہوتے۔

(الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الآئمۃ الفقہاء، باب فی فصاحتہ واتساعہ الخ،ص۱۴۸)

سیدنا امام بخاری کا عمامہ

اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث حضرت سیِّدنا امام ابوعبداللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہ البَارِی نے وصالِ مبارک سے قبل جب سَمَرقَند جانے کا ارادہ فرمایا تو عمامہ شریف باندھا اور موزے پہنے۔ (ھدی الساری مقدمہ فتح الباری، الفصل العاشر، ذکر رجوعہ الی بخاری الخ، ۱/۴۶۵)

سیدنا امام مسلم کا عمامہ

حضرت سیِّدنا امام مسلم بن حَجّاج قُشَیری علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی عمامہ شریف باندھتے اور اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا کرتے تھے۔

(تہذیب التہذیب، حرف المیم، من اسمہ مسلم، ۸/۱۵۱)

بارگاہ الٰہی کی رعایت

عالِمِ جلیل، فاضِلِ نبیل، حضرتِ علامہ مولانا یوسف بن حسین کرماسنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی جو اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے، کئی سالوں کی تدریس کا تجربہ رکھتے تھے، مُملکتِ رُوم اور قُسطُنطِنیہ میں **قاضی** (چیف جسٹس/جج) کے منصب پر فائز رہ چکے تھے، جن کے فیصلوں کو ان کی خوبیوں کے سبب بڑا پسند کیا جاتا تھا اور وہ حق کی تلواروں میں سے ایک تلوار تھے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے (یعنی ہر حال میں حق بات کیا کرتے تھے) ایسی اَرْفع و اَعلیٰ شان رکھنے والے بزرگ ایک روز چھوٹا سا عمامہ شریف باندھ کر مسجد تشریف لے گئے۔ جب نماز سے فراغت کے بعد باہر تشریف لائے تو اس وقت کے وزیر ابراہیم پاشا نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کسی کام کے لیے طلب کیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مسجد کے مقابلے میں وزیر کو ترجیح (یعنی زیادہ عزت) دینے کے خوف سے عمامہ شریف تبدیل کیے بغیر اسی حالت میں تشریف لے گئے۔ جب وزیر نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اس حالت میں دیکھا تو اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کا ایمان افروز جواب کچھ یوں ارشاد فرمایا: میں یہ بات ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ وزیر کے پاس جانے کے لئے اس حالت کو ترک کروں جس کو میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ کے لئے اِختیار کیا۔ یہ بات سن کر

وزیر حیران رہ گیا اور متأثر ہو کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بات کی تَحسین وتَعرِیف کرتے ہوئے مقامِ عِزَّت بخشا۔(الشقائق النعمانية،۱/۱۲۷)

عمامہ شریف کے رنگ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ اَحادیثِ مبارکہ میں عمامہ شریف کے مختلف رنگوں کا ذکر ہے اس لیے کسی بھی رنگ کا عمامہ باندھنے سے سنّتِ عمامہ ادا ہو جائے گی۔ ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان اور تابعینِ عُظّام نیز اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے مختلف رنگوں کے عمامے باندھنا ثابت ہے، ان تمام ہستیوں میں سے کوئی سیاہ، کوئی سفید و سبز تو کوئی زعفرانی رنگ کا عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔ عمامہ شریف کے فضائل میں وارِد اَحادِیث مُطلَق ہیں یعنی ان میں کسی فضیلت کو کسی خاص رنگ کے ساتھ مُقَیَّد نہیں کیا کہ فلاں رنگ کا عمامہ باندھو گے تو ہی یہ فضیلت حاصل ہو گی۔ نیز علماء وفقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے بھی سنتِ عمامہ کی ادائیگی کو کسی خاص رنگ میں مُنْحَصِر نہیں کیا۔ لہٰذا کسی بھی رنگ کا عمامہ باندھنے سے سنّتِ عمامہ ادا ہو جائے گی اور عمامہ باندھنے والا احادیث میں ذکر کردہ فضائل کا مستحق قرار پائے گا۔ اس باب میں کہیں آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامۂ نور بار کے رنگوں کا ذکرِ خوشبودار ہے تو کہیں صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان

اور تابعینِ عُظّام نیز اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام کے عمائم خوشبودار کے رنگوں کا تذکرۂ پُر انوار ہے۔ سب سے پہلے نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیه وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف کے رنگ کا مبارک بیان ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کے رنگ

سرکارِ اَبدِقَرار، شافعِ روزِ شُمار صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیه وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مختلف اوقات میں مختلف رنگوں کے عمامے زیبِ سر فرمایا کرتے تھے۔ جن میں سے کچھ کا ذکر کُتُبِ اَحادِیث وسِیَر میں موجود ہے چنانچہ

شَیخُ الْحَدِیث، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا عبد المصطفٰی اعظمی عَلَیْه رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیه وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا عمامہ سفید، سبز، زعفرانی، سیاہ رنگ کا تھا۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص ۵۸۱)

خطیبِ پاکستان، واعِظِ شیریں بیان، عاشقِ سلطانِ دوجہان، مُحِبِّ اہلبیت وصَحابۂ ذیشان، جان نثارِ اولیاءُ الرَّحمٰن حضرت علامہ مولانا الحافظ شاہ محمد شفیع اوکاڑوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: (حضور پُرنُور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے) عمامہ شریف اکثر سفید، کبھی سیاہ اور کبھی سبز بھی استعمال فرمایا ہے۔ (ذکرِ جمیل، ص ۴۰۷)

خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی عَلَیہ

رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:"دستار مبارک آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر اوقات سفید بود گاہے دستار سیاہ و احیاناً سبز"**یعنی: سرکارِ نامدار** صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کا مبارک عمامہ اکثر سفید، کبھی سیاہ اور کبھی کبھار سبز ہوتا۔**

(خلاصۃ الفتاویٰ، ج ۲ رسالہ ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص ۱۵۳)

الفت ہے مجھے گیسوئے خمدارِ نبی سے ابرو و پلک آنکھ سے رُخسارِ نبی سے

پَیراہَن و چادر سے عصا سے ہے محَبَّت نَعلَینِ شَرِیفَین سے دَستارِ نبی سے

سیاہ عمامہ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سیاہ عمامہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا، مکے مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف مواقع پر سیاہ رنگ کا عمامہ شریف نہ صرف خود سجایا بلکہ بعض صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کے سروں پر بھی باندھا۔ نیز سیاہ رنگ کا عمامہ مبارک ہی حضرت سیِّدنا جبریلِ امین عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سرِ انور پر باندھا چنانچہ

تمام مُحَدِّثِین، مُصَنِّفِین، اَصحابِ کُتُبِ سِتَّہ و مَسَانِید ومَعَاجِیم وغیرہ کے بواسطہ و بلا واسطہ استاد، **سِرَاجُ الْاُمَّہ، اِمَامُ الْاَئِمَّہ** حضرت

سیّدنا اِمامِ اعظم اَبُوحَنِیفَہ نعمان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اپنے بعض اصحاب سے روایت فرماتے ہیں: اَنَّ جِبرِیلَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَعَمَّمَہ بِعِمَامَۃٍ سَوداءَ، وَاَسدَلَ لَھَا مِن خَلفِہ یعنی جبریلِ امین عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کو سیاہ رنگ کا عمامہ شریف باندھا اور اس کا ایک سرا (شملہ) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی پشتِ اطہر پر لٹکا دیا۔

(الآثار، باب الصید، ص ۱۲۸، حدیث:۵۸۸)

اِمَامُ الْمُحَدِّثِین حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابوحَنِیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ حضرت سیّدنا عبداللّٰہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم فتحِ مکہ کے دن اپنی خاکستری مائل بسیاہی رنگ اونٹنی ''قصوا'' پر سوار تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم نے اونٹ کے بالوں (سے تیار شدہ کپڑے) کا عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔

(مسند ابی حنیفة مع شرحه، عمامة سوداء، ص ۲۳۲)

رسول اللّٰہ کا آخری خطبہ بھی باعمامہ

حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما فرماتے ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے، (اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر شریف پر رونق افروز نہ ہوئے) یہ وہ آخری

مجلس مبارک تھی جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلوہ فرما ہوئے تھے۔ آپ نے اس وقت ایک بڑی چادر اپنے مبارک کندھوں پر ڈال رکھی تھی اور سرِ اَقدس پر چکنی پٹی یا سیاہ رنگ کا عمامہ شریف سجا رکھا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: ''بے شک لوگوں کی تعداد دن بدن بڑھتی رہے گی اور انصار کم ہوتے رہیں گے حتی کہ کھانے میں نمک کے برابر رہ جائیں گے۔ پس تم میں سے جس کو ایسی حکومت ملے کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ انصار کے اچھے لوگوں کی قدر کرے اور ان کے دوسروں کی کوتاہیوں سے درگزر کرے۔''

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۲/۵۰۸، حدیث:۳۵۲۸)

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فتحِ مکہ کے روز سیاہ عمامہ باندھے (مکہ شریف میں) داخل ہوئے۔

(مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام، ص ۷۰۸، حدیث:۱۳۵۸، الشمائل المحمدیہ، باب ماجاء فی عمامۃ رسول اللّٰہ، ص۸۲، حدیث: ۱۰۷)

فتحِ مکہ کے دن سیاہ عمامہ کی حکمت

شارِحِ بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیث کے تحت نقل فرماتے ہیں: (فتحِ مکہ کے دن) سیاہ عمامہ شریف سجانے میں راز یہ تھا کہ

اس (سیاہ عمامے) میں اشارہ ہے کہ یہ دین تبدیل ہونے والا نہیں ہے جیسا کہ سیاہ رنگ تبدیل نہیں ہوتا جبکہ دوسرے رنگ (کہ وہ جلدی) بدل جاتے ہیں۔ (حاشیة القسطلانی علی الشمائل ، باب ما جاء فی عمامة رسول اللّٰه، ص ٢٢١، مخطوط مصور)

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں: غزوۂ خندق کے روز نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمامہ مبارک سیاہ رنگ کا تھا۔

(شعب الایمان ، باب فی الملابس الخ ، فصل فی العمائم، ١٧٣/٥، حدیث:٦٢٤٧)

حضرت سیّدنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں: نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک سیاہ عمامہ شریف تھا یَلْبَسُهَا فِي الْعِيدَيْنِ وَيُرْخِيهَا خَلْفَه یعنی: جسے آپ عیدین پر پہنا کرتے اور شملہ پیچھے لٹکایا کرتے تھے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال ، من اسمه محمد ، محمد بن عبیداللّٰه الخ، ٢٤٩/٧)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس کے سیاہ عمامے

حضرت سیّدنا ابراہیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: فتحِ مکہ کے دن نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تحنیک (یعنی ٹھوڑی کے نیچے شملہ گھمائے) بغیر اپنے سر پر سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ اس وقت بیت اللّٰہ شریف کے اِردگرد بت تھے، جب نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان بتوں کو توڑنا شروع کیا تو (حضرت سیّدنا

عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے) فرماتے: "اے ابا جان! جلدی کیجئے" اور حضرت سیّدنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے) کہتے: "اے میرے پیارے بیٹے! جلدی کیجئے۔" نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے مجھے اور میرے چچا کو دیکھا تحقیق اس نے حضرت سیّدنا ابراہیم و اسماعیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بَیْتُ اللّٰہ کی بنیادیں اٹھاتے دیکھا۔

(الشریعة للآجری، کتاب فضائل العباس بن عبدالمطلب الخ ، باب ذکر تعظیم قدر العباس الخ ، ۲۲۵۱/۵، رقم:۱۷۳۲)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ عمامہ شریف

حضرت سیّدنا جابر بن عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَة وَعَلَیْہِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ عَلَاھَا الْغُبَارُ یعنی حدیبیہ کے دن رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف یوں لائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیاہ عمامہ شریف پہنے ہوئے تھے جس پر کچھ غبار (برکتیں لوٹ رہا) تھا۔

(اخبار اصبهان، باب الزاء، ۴۳۱/۱)

حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ اَقدس میں ایک مرتبہ لوگ قحط

سالی میں مبتلا ہوئے فَخَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ مُعْتَمًّا بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْاٰخَرُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ سے بقیعِ غرقد (جَنَّتُ البَقِیع) کی طرف تشریف لے گئے، اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے جس کا ایک شملہ اپنے سامنے اور دوسرا اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔(کنزالعمال، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فی صلاۃ النفل، صلاۃ الاستسقاء، الجزء٨، ٤/٢٠٣، حدیث:٢٣٥٤١)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سیاہ عمامہ شریف باندھے دیکھا جس کا شملہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سامنے (یعنی سینۂ اَقدس) پر لٹکا رکھا تھا۔(سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب سیرتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی لباسہ الخ، الباب الثانی فی العمامۃ والعذبۃ الخ، ٧/٢٧١)

صحابۂ کرام کے سیاہ عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مختلف رنگوں کے عمامے سجایا کرتے تھے اور ان ہی میں سے بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سیاہ عمامے شریف بھی سجایا کرتے تھے جن میں سے چند ایک کے مبارک عماموں کا

ذیل میں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ

مہاجرین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمامے

حضرت سیِّدنا سلیمان بن ابو عبداللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ مُہاجرین اَوَّلین صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم اَجْمَعِین سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کے سُوتی عمامے باندھا کرتے تھے، ان میں سے کوئی یوں عمامہ شریف باندھتا کہ عمامے (کے شملے) کو سر پر رکھ کر اس کے اوپر ٹوپی پہنتا پھر عمامہ کو اس کے پیچ پر گول گھماتا اور تحنیک نہ فرماتا یعنی: عمامے کے شملے کو ٹھوڑی کے نیچے سے نہ نکالتا۔ (مصنف ابن ابی شیبه، كتاب اللباس والزينة، باب من كان يعتم بكور واحد، ۵۴۵/۱۲، حديث:۲۵۴۸۹)

سیِّدنا علی المرتضیٰ کا سیاہ عمامہ

(۱) **حضرت** سیِّدنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جس شخص نے حضرت سیِّدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زیارت کی تھی اس نے بتایا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا اور اس کا شملہ اپنے آگے اور پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبه، كتاب اللباس، باب فی العمائم السود، ۵۳۹/۱۲، حديث:۲۵۴۶۰)

حضرت علی کو سرکار نے سیاہ عمامہ باندھا

(۲) حضرت سیّدنا حکیم اَبُوالاَحوَص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور ان کے سر پر سیاہ عمامہ شریف باندھا، اور ان (حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے کندھوں کے درمیان شملہ لٹکا کر فرمایا: هٰكَذَا فَاعْتَمُّوْا یعنی یوں عمامہ باندھا کرو۔ (میزان الاعتدال، حرف العین، من اسمہ عبد اللّٰہ، عبداللّٰہ بن بسر، ۲/۳۰۵)

یوم شہادت عثمان حضرت علی کا سیاہ عمامہ

(۳) حضرت سیّدنا ابوجعفر محمد بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: (جب حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر کا باغیوں نے مُحاصرہ کر رکھا تھا اس وقت) حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے پاس بلانے کے لئے (کسی کو) بھیجا، حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو لوگ آپ (حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے لپٹ گئے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو روک دیا، تو حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے سر سے سیاہ عمامہ شریف اتارا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: اَللّٰھُمَّ لَا اَرْضٰی قَتْلَہٗ وَلَا آمِرٌ بِہٖ یعنی اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قتل سے نہ تو راضی ہوں

اورنہ ہی اس کا حکم دیتا ہوں ۔(تاریخ الاسلام ، ۴۴۹/۳)

حضرت سیّدنا ابو جعفر انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہادتِ عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے روز سیاہ عمامہ باندھے دیکھا۔(مصنف ابن ابی شیبه ،کتاب اللباس، باب فی العمائم السود، ۵۳۷/۱۲، حدیث:۲۵۴۵۱)

(۴) **حضرت** سیّدنا ھُرمُز رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلِیًّا مُتَعَصِّبًا بِعِصَابَۃٍ سَوْدَاءَ یعنی میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سیاہ عمامہ شریف باندھے ہوئے دیکھا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے دو شملے چھوڑے ہوئے تھے (راوی کہتے ہیں): مَا اَدْرِی اَیَّ طَرَفَیْھَا اَطْوَلَ الَّذِی قُدَّامَہٗ اَوِ الَّذِی خَلْفَہٗ یعنی میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کون سا شملہ زیادہ لمبا تھا، جسے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے سامنے لٹکایا ہوا تھا یا وہ جسے اپنے پیچھے لٹکا رکھا تھا۔(طبقات ابن سعد ، طبقات البدریین من المهاجرین ، علی بن ابی طالب ، ذکر لباس علی ، ۲۱/۳)

(۷) سیّدنا ابو موسیٰ اشعری کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا یونس بن عبد اللہ جَرمی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ

تَعَالٰی عَنْہ کے پاس مقامِ نَخِیلَہ میں تشریف لائے تو حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اَشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت سیاہ رنگ کا جبّہ زیبِ تن فرمائے اور سیاہ عمامہ شریف سجائے ہوئے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیاہ رنگ کا ہی عصا مبارک تھام رکھا تھا۔(طبقات ابن سعد، الطبقة الثانية من المهاجرين والانصار ممن لم يشهد بدرا،ابو موسىٰ اشعرى ،۸٤/٤)

(۳) سیّدنا امام حسن کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا ابورَزِین رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے ہمیں (نواسۂ رسول) حضرتِ سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سیاہ عمامہ شریف سجائے ہوئے تھے۔(مصنف ابن ابی شيبه ، كتاب اللباس ، باب فی العمائم السود، ٥٤١/١٢، حديث: ٢٥٤٧٠)

(۴) سیّدنا انس بن مالک کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا سَلَمَہ بِن وَرْدَان رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا آپ نے بغیر ٹوپی کے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا اور اس کا شملہ پیچھے کی جانب لٹکایا ہوا تھا۔(مصنف ابن ابی شيبه، كتاب اللباس، باب فی العمائم السود، ٥٣٨/١٢، حديث: ٢٥٤٥٥)

سیدنا خالد بن ولید کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اپنے سر پر سیاہ عمامہ شریف سجایا ہے جیسا کہ امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن عُمر واقدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بیان فرمایا کہ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگِ یَرمُوک میں حجازی موزے پہنے اور سیاہ عمامہ شریف باندھا۔

(فتوح الشام، جبلة بن الايهم، ۱۷٤/۱)

سیدنا عمار بن یاسر کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا مِلْحَان بِن ثَوْبَان رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عَمَّار بِن یَاسِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے پاس کوفہ میں ایک سال تک رہے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر جمعے سیاہ عمامہ شریف باندھ کر خطبہ دیا کرتے۔ (سنن الکبری للبیهقی، کتاب الجمعة، باب ما یستحب للامام من حسن الهیئة الخ، ۳۵۰/۳، حدیث:۵۷۷٤)

سیدنا عبد اللہ ابن عمر کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا اَبُو لُؤْلُؤَہ رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا عبد اللّٰہ ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو سیاہ عمامہ شریف باندھے دیکھا۔ (سنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الجمعة، باب ما یستحب للامام من حسن الهیئة الخ، ۲٤۷/۳، حدیث:۵۷۷٦)

حضرت سیّدنا رِشیدِین بن کُرَیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلٰی اِبْنِ عُمَرَ عِمَامَۃً سَوْدَاءَ یعنی میں نے حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کوسیاہ عمامہ شریف سجائے دیکھا۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، من اسمه رشدین، ٤/٦٤)

سیّدنا ابوہریرہ کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا خَبَّاب بن عُرْوَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ یعنی میں نے حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کوسیاہ عمامہ شریف باندھے دیکھا۔ (سیر اعلام النبلاء، ٤/٢٠٤، رقم:٢٢٢)

تابعین وتبع تابعین عظام کے سیاہ عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ تابعین وتبع تابعینِ عُظّام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام بھی مختلف رنگوں کے عمامے سجایا کرتے تھے اور ان ہی میں سے بعض تابعین وتبع تابعینِ عُظّام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سیاہ عمامے شریف بھی سجایا کرتے تھے جن میں سے چند ایک کے مبارک عماموں کا ذیل میں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ

سیّدنا علی بن عبداللہ کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا رِشیدِین بن کُرَیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ عِمَامَۃً سَوْدَاءَ یعنی میں نے حضرت سیّدنا علی بن عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کوسیاہ عمامہ شریف سجائے

دیکھا۔(الکامل فی ضعفاء الرجال ، من اسمه رشدین،٤/٦٤)

سیّدنا سعید بن مسیّب کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا عُبید بن نِسطاس رَحمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ سَعِیدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ ثُمَّ یُرْسِلُهَا خَلْفَهُ یعنی میں نے حضرت سیّدنا سعید بن مسیّب رحمَۃُ اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہ کو سیاہ عمامہ شریف باندھے دیکھا جس کا شملہ آپ نے اپنے پیچھے لٹکایا ہوا تھا۔(طبقات ابن سعد ، الطبقة الاولی من اهل المدینة من التابعین، سعید بن المسیب ، ٥/١٠٥)

سیّدنا عطاء بن یزید لیثی کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا ابوعُبید رحمَۃُ اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا عطاء بن یزید لَیثی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو نماز پڑھتے دیکھا آپ نے سیاہ عمامہ شریف یوں باندھ رکھا تھا کہ اس کا ایک شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا اور داڑھی مبارک میں زرد خضاب بھی لگا رکھا تھا۔(مسند احمد ، مسند ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنه ، ٤/١٦٤، حدیث:١١٧٨٠)

سیّدنا محمد بن حنفیہ کا سیاہ عمامہ

حضرت سیّدنا رِشْدِیْن بِن کُرَیْب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ ابْنَ الْحَنَفِیَّةِ یَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ وَیُرْخِیهَا شِبْراً اَوْ دُوْنَهُ یعنی میں نے

حضرت سیّدنا محمد بن حَنَفِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سیاہ عمامہ شریف باندھے دیکھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا بالشت بھریا اس سے کچھ زائد شملہ لٹکا رکھا تھا۔

(سیر اعلام النبلاء، ابن الحنفیة الخ، ۵/۱۴۹، رقم:۴۰۳)

سیدنا امام ابو یوسف کا سیاہ عمامہ

سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہونہار شاگرد، **قاضی القُضاۃ** حضرت سیّدنا امام ابو یوسف رَحمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سیاہ عمامہ شریف سجانے کا ذکر بھی کُتُب میں موجود ہے چنانچہ **ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت** میں ہے کہ "کُتُبِ فقہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ (سیّدنا امام ابو یوسف) "یَومُ الشَّك" میں یعنی جس روز شُبہ ہو کہ وہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی تیس۔ آپ بعدِ ضَحوۂ کُبریٰ کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا: "روزہ کھول دو"۔ اُس وقت کی وَضع منقول ہے کہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھے، سیاہ لباس پہنے تھے، **سیاہ عمامہ باندھے تھے،** غرض کہ سوائے رِیش (یعنی داڑھی) مبارک کے کوئی چیز سفید نہ تھی۔ اس سے یہ مسئلہ اِستِنباط (یعنی ثابت) کیا گیا کہ "سواد (سیاہ رنگ) کا پہننا جائز ہے۔ ایک صاحب نے سوال کیا: آپ کا روزہ ہے یا نہیں؟ چپکے سے کان میں فرمایا: "اَنَا صَائِمٌ میں روزہ سے ہوں۔" اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ "مفتی خود "یَومُ الشَّك" میں روزہ رکھے اور عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۲۸۳)

بارگاہ مصطفیٰ سے عطا کردہ عمامہ

خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: **شیخ احمد کھتو** گنج بخش مغربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینۂ منورہ سے واپسی کے وقت اپنے تین دوستوں کے ہمراہ روضۂ اقدس پر آخری سلام کے لیے حاضر ہوا، روضۂ مبارک کے خادم دس گز کے فاصلے پر سیاہ دستانے پہنے کھڑے تھے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا: ''یہ عمامہ شریف لو اور اسے سر پر باندھ لو۔'' میں نے ان سے عرض کی: میرے مرشد چونکہ ٹوپی ہی پہنا کرتے تھے اس لیے میں یہ عمامہ نہیں باندھوں گا۔ انھوں نے کہا: رات خواب میں رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے فرمایا تھا: یہ دس گز کا **سیاہ عمامہ** فلاں شخص کو دینا اور ساتھ ہی میرا پیغام بھی دینا کہ میں اِسے باندھنے کا حکم دیتا ہوں، اس کو سر پر باندھ لو اور اسلام کی دعوت و تبلیغ میں لگ جاؤ۔ چنانچہ میں نے وہ عطیہ قبول کیا، چوما اور سر پر باندھ لیا۔ (اخبار الاخیار، ص۱۵۸)

حرقانی عمامہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سَیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مختلف رنگ کے عماموں میں ایک حرقانی رنگ کا عمامہ شریف بھی تھا۔ یہ خالص سیاہ رنگ کا نہیں تھا بلکہ جیسے کسی چیز کو آگ سے جلا

دیا جائے تو اس کا رنگ قدرے سیاہی مائل ہوجاتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ عمامہ مبارک بھی ایسا ہی سیاہ تھا جیسے آگ سے جلی ہوئی شے کا رنگ ہوتا ہے۔

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حرقانی عمامہ

(۱) حضرت سیِّدنا عَمرو بن حُرَیث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِمَامَۃً حَرْقَانِیَّۃً یعنی: میں نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حرقانی عمامہ شریف سجائے دیکھا۔

(نسائی، کتاب الزینة، لبس العمائم الحرقانیة، ۸٤٦/۱، حدیث: ۵۳۵۳)

(۲) حضرت علّامہ جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: وَکَثِیْرًا مَّا کَانَ یَعْتَمُّ بِالْعَمَائِمِ الْحَرْقَانِیَّۃِ السُّوْدِ فِیْ اَسْفَارِہٖ یعنی: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر دورانِ سفر سیاہ حرقانی رنگ کا عمامہ شریف پہنتے تھے۔ (الحاوی للفتاوی، کتاب الصلوة، باب اللباس، ۸۳/۱)

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے حرقانی عمامے

سرکارِ نامدار، بے کسوں کے تاجدار، صاحبِ پسینۂ خوشبودار و عمامۂ نُور بار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کے آئینہ دار صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی علیھم بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس سنّت پر عمل کرتے ہوئے اپنے

سروں پر حرقانی رنگ کے عمامے سجایا کرتے تھے جیسا کہ کئی احادیثِ مبارکہ میں اس کا ذکر موجود ہے چنانچہ

(1) سیدنا ابن عباس کا حرقانی عمامہ

حضرت سیّدنا کُرَیب بن ابی مسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلٰی اِبْنِ عَبَّاسٍ عِمَامَۃً سَوْدَاءَ حَرْقَانِیَّۃً قَدْ اَرْسَلَھَا مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ شِبْرًا وَمِنْ خَلْفِہٖ ذِرَاعًا یعنی میں نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سر پر سیاہ حرقانی عمامہ شریف سجائے دیکھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عمامے کے دو شملے چھوڑے ہوئے تھے ایک اپنے سامنے جو کہ بالشت برابر تھا اور دوسرا اپنی پیٹھ مبارک پر لٹکایا ہوا تھا جو کہ ایک ذراع (ایک ہاتھ) تھا۔

(مشایخ الدقاق، ص۱۱۳، رقم:۱۱۱)

(2) سیدنا عبداللہ بن عمرو کا حرقانی عمامہ

حضرت سیّدنا رشدین بن کُرَیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو یَعْتَمُّ بِعِمَامَۃٍ حَرْقَانِیَّۃٍ وَیُرْخِیھَا شِبْرًا اَوْاَقَلَّ مِنْ شِبْرٍ یعنی میں نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حرقانی رنگ کا عمامہ شریف باندھتے دیکھا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس کا ایک بالشت یا اس سے کم شملہ لٹکاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، الطبقۃ الثانیۃ من

المهاجرين والانصار ممن لم يشهد بدرا، عبد الله بن عمرو بن العاص، ٤/٢٠٠)

سیّدنا عبد اللہ بن حارث کا حرقانی عمامہ

حضرت سیّدنا عبید اللہ بن ابوجعفر رَحمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلَی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ عِمَامَةً حَرْقَانِيَّةً یعنی میں نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زُبیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو حرقانی رنگ کا عمامہ شریف سجائے دیکھا۔ (طبقات ابن سعد، تسمية من نزل مصر من اصحاب رسول الله، عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدى، ٣٤٥/٧)

تابعین عُظّام رحمہم اللہ کے حرقانی عمامے

تابعینِ عُظّام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام میں سے حضرت سیّدنا محمد بن حَنَفِیَّہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور حضرت سیّدنا حسن بصری عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے حرقانی عمامے باندھنے کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ:

(۱) حضرت سیّدنا رِشدِین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَنَفِيَّةِ يَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ حَرْقَانِيَّةٍ وَيُرْخِيهَا شِبْرًا اَوْ اَقَلَّ مِنْ شِبْرٍ یعنی میں نے حضرت سیّدنا محمد بن حَنَفِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سیاہ حرقانی عمامہ شریف پہنے دیکھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا بالشت بھر یا بالشت سے کچھ کم شملہ لٹکا رکھا تھا۔ (طبقات ابن سعد، الطبقة الاولى من اهل المدينة من التابعين،

محمد ابن الحنفية، ٥/٨٥)

(۲) حضرت سیّدنا محمد بن زبیر رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیّدنا حسن (بصری) عَلَیْہ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی کے جسم، آپ کے کھانے پینے اور آپ کے لباس سے متعلق پوچھا، حضرت سیّدنا محمد بن زبیر رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: پھر حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: مجھے پتا چلا ہے کہ حضرت سیّدنا حسن بصری عَلَیْہ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی حرقانی عمامہ پہنتے ہیں؟ میں نے عرض کی، جی ہاں۔ (طبقات ابن سعد، الطبقة الثانية ممن روى عن عثمان و على الخ، الحسن بن ابى الحسن، ۱۲۶/۷)

دعوت کے کھانے کا ایک مسئلہ

حضرت سیِّدُنا اَبو بَخْتَرِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص کو کھانے کی دعوت دی (کھانے کے دوران وہاں) ایک مسکین آ گیا تو مہمان نے کھانے سے ایک نوالہ اٹھایا تا کہ اسے دے لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مہمان سے فرمایا: ''یہ نوالہ جہاں سے اُٹھایا ہے وہیں رکھ دو کیونکہ میں نے تمہاری دعوت کی ہے تا کہ تم خود یہ کھانا کھاؤ، مجھے یہ پسند نہیں کہ تمہارے مسکین کو نوالہ دینے کی وجہ سے مجھے اجر ملے اور تمہارے سر گناہ ہو اور تمہارے سر گناہ ہو۔

(مسندابن الجعد، باب عمرو بن ابی البختری، الحدیث: ۱۲۳، ص ۳۵)

زرد عمامہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **نبیِّ رحمت**، شَفیعِ اُمت، مالکِ کوثر وجنّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عمامہ شریف کے جو رنگ منقول ہیں ان میں سے ایک رنگ زرد بھی ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا زرد عمامہ شریف باندھنا کئی احادیث سے ثابت ہے، نیز حضرت سیِّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، ملائکہ عظام، صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِین کا زرد عمامے پہننا بھی منقول ہے چنانچہ

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا زرد عمامہ

(۱) **حضرت** سیِّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ اَصْفَرُ وَرِدَاءٌ اَصْفَرُ وَعِمَامَۃٌ صَفْرَاءُ یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زرد قمیص وچادر زیبِ تن کیے اور زرد عمامہ شریف سجائے ہوئے تھے۔

(تاریخ ابن عساکر، حرف العین، عبد الرحمن بن سعد الخیر، ۳۸۵/۳۴)

(۲) **اُستاذُالمُحَدِّثین** حضرت علامہ مفتی وصی احمد مُحدِّث سُورَتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی عمامہ شریف کے متعلق اپنی تصنیفِ لطیف ''کشفُ الغَمَامَہ عَن سُنِّیَّۃِ العِمَامَہ'' صفحہ 20 پر حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ: (حضرت سیِّدنا) فضل

بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی مَرَضِہِ الَّذِی تُوُفِّیَ فِیہِ وَ عَلٰی رَأْسِہٖ عِصَابَۃٌ صَفْرَاءُ یعنی حضور سراپا نور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مرضِ رِحلت میں مَیں حاضرِ خدمت شریف ہوا حالانکہ آپ کے سر مبارک پر عمامہ زرد تھا۔(الشمائل المحمدیة، باب ما جاء فی إتکاء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، ص۹۳، حدیث:۱۲۹)

(۳) حضرت سیّدنا عباد بن حمزہ بن عبد اللّٰہ بن زبیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ بدر کے دن فرشتے اس حال میں (زمین پر) اترے کہ وہ سفید پرندوں کی مانند تھے اور انھوں نے زرد عمامے باندھ رکھے تھے۔اس دن حضرت سیّدنا زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی زرد عمامہ باندھا ہوا تھا، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: نَزَلَتِ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی سِیمَا اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ وَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ صَفْرَاءُ یعنی فرشتے ابو عبد اللّٰہ (یہ حضرت سیّدنا زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کُنیت ہے) کی علامت پر اُترے ہیں۔اور (پھر) نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی زرد عمامہ شریف زیبِ سر کیے تشریف لائے۔(تاریخ ابن عساکر، ذکر من اسمه زبیر، ۳۵٤/۱۸)

(۴) حضرت سیّدنا زید بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عبد اللّٰہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما اپنی داڑھی مبارک کو زرد رنگ

سے رنگتے تھے یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کپڑوں میں بھی زرد رنگ لگ جایا کرتا تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا ہے اور آپ کو اس سے زیادہ اور کوئی رنگ محبوب نہ تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پورے لباس کو اس میں رنگتے حتی کہ عمامہ شریف کو بھی اسی رنگ میں رنگا کرتے تھے۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی المصبوغ بالصفرة، ٤/٧٣، حدیث:٤٠٦٤)

سیدنا جبریل امین کا زرد عمامہ

حضرت سیّدنا حکیم بن حزام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب میدانِ بدر میں جنگ شروع ہونے لگی تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جو وعدہ فرمایا تھا اس کا سوال کیا، اور عرض کی: الٰہی! اگر آج مسلمانوں پر مشرکین غالب آ گئے تو شرک عام ہو جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہ پائے گا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کر رہے تھے: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا اور ضرور آپ کے چہرے کو روشن فرمائے گا۔ پس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے دشمنوں کے کناروں پر قطار باندھے ہوئے ایک ہزار فرشتے اتارے،

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے ابوبکر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) تمہیں مبارک ہو، یہ جبریلِ امین (عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام) ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان زرد عمامہ شریف باندھے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے آ رہے ہیں۔ (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، القسم الثانی، الباب الاول، الفصل التاسع فی خصائصه، ذکر شدۃ باسه و ثبوته یوم بدر، ۱/۱٤۰)

صحابۂ کرام کے زرد عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مختلف رنگوں کے عمامے سجایا کرتے تھے اور ان ہی میں سے بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان زرد عمامے شریف بھی سجایا کرتے تھے جن میں سے چند ایک کے مبارک عماموں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ

سیِّدنا عبد اللہ بن عمر کا زرد عمامہ

حضرت سیِّدنا زید بن اسلم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکرَم حضرت سیِّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے متعلق فرماتے ہیں: اَنَّہٗ کَانَ یَسْتَحِبُّ الصُّفْرَۃَ حَتّٰی فِی الْعِمَامَۃِ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْتَحِبُّ الصُّفْرَۃَ یعنی حضرت سیِّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما زرد رنگ پسند فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ عمامہ شریف میں بھی، اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے

نزدیک زرد رنگ بھی نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پسندیدہ تھا۔

(مسند عبد بن حمید ، احادیث ابن عمر ، ۱/۲٦٥، حدیث: ۸٤٠)

2 سیدنا خالد بن ولید کا زرد عمامہ

حضرت امام ابوعبد اللہ محمد بن عُمر واقِدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میدانِ جنگ میں سرخ لباس زیبِ تن فرما کر زرد عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔ (فتوح الشام، ص٤٧ مخطوط مصور)

3 سیدنا عبد اللہ بن بسر کا زرد عمامہ

حضرت سیّدنا عمران بن بِشر حَضْرَمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا عبد اللہ بن بُسْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زیارت کی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زرد عمامہ شریف سجا کر زرد چادر زیبِ تن کر رکھی تھی۔ (اتحاف الخیرة المھرة ، کتاب اللباس، باب ما جاء فی لبس المصبوغ بالصفرة ، ٦/٧٧، حدیث:٥٥٠٣)

4 سیدنا عمرو بن عاص کا زرد عمامہ

حضرت امام ابوعبد اللہ محمد بن عُمر واقِدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: معرکۂ فلسطین کے موقع پر حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کی جانب اس شان سے تشریف لائے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

زرہ پہن کر اس پر اونی جُبّہ مبارک پہن رکھا تھا جبکہ سر مبارک پر یمن کا بنا ہوا زرد عمامہ شریف باندھ رکھا تھا اور اس کا شملہ بھی لٹکایا ہوا تھا۔

(فتوح الشام، المعارك فی فلسطین، ۱۷/۲)

زعفرانی عمامہ

رسول اللہ کا زعفرانی عمامہ

(۱) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَوْبَیْنِ مَصْبُوْغَیْنِ بِزَعْفَرَانَ وَ رِدَاءٌ وَ عِمَامَۃٌ یعنی میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے ''چادر اور عمامہ'' پہنے ہوئے دیکھا۔(مستدرک حاکم، ذکر عبداللہ بن جعفر الخ، سخاوة عبداللہ بن جعفر، ۷۳۹/۴، حدیث:۶۴۷۴)

(۲) حضرت سیّدنا یحییٰ بن عبد اللہ بن مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَصْبَغُ ثِیَابَہٗ بِالزَّعْفَرَانِ حَتَّی الْعِمَامَۃَ یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے کپڑوں کے ساتھ عمامے کو بھی زعفران سے رنگا کرتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس، باب فی الثیاب الصفر للرجال، ۴۷۶/۱۲، حدیث:۲۵۲۴۳)

(۳) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن جَعْفَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے

ہیں: میں نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی تو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر اور عمامہ شریف دونوں زعفران سے رنگے ہوئے تھے۔

(مسند ابی یعلٰی، مسند عبد اللّٰہ بن جعفر الھاشمی، ٣٤/٦، حدیث:٦٧٥٦)

صحابیِ رسول کا زعفرانی عمامہ

صحابیٔ رسول، حضرتِ سیِّدنا زِبْرِقان بن بدر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ زعفران سے رنگا ہوا زرد عمامہ شریف سجایا کرتے تھے۔

(اسدالغابہ، باب الزاء، الزبرقان بن بدر، ٢٩١/٢، رقم:١٧٢٨)

زعفران سے رنگے کپڑوں کا مسئلہ

صَدرُالشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: کُسُم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں، ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔(درمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس، ٥٩٠/٩)

اور یہ مُمانَعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تَشَبُّہ ہوتا ہے اس وجہ سے مُمانَعت ہے، لہٰذا اگر یہ عِلّت نہ ہو تو مُمانَعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور کُرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زَنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔ (بہارِ شریعت،۳/۴۱۵)

سفید عمامہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سفید رنگ نہایت پاکیزہ اور ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پسندیدہ رنگوں میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں سفید کپڑوں کے جو فضائل آئے ہیں وہ دیگر رنگ کے کپڑوں سے متعلق نہیں ملتے چنانچہ

حضرت سیِّدنا سَمُرَہ بِن جُندُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: سفید کپڑوں کو اختیار کرو، پس تمہارے زندوں کو چاہیئے سفید کپڑے پہنیں اور تم اپنے مردوں کو ان میں کفن دو کیونکہ وہ بہترین کپڑوں میں سے ہیں۔ (نسائی، کتاب الزینۃ، باب الامر بلبس البیض من الثیاب، ص ۸۴۳، حدیث:۵۳۲۳)

حضرت سیِّدنا سَمُرَہ بِن جُندُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ ہی فرماتے ہیں:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیضَ فَاِنَّھَا اَطْیَبُ وَاَطْھَرُ وَکَفِّنُوا فِیھَا مَوْتَاکُمْ یعنی سفید لباس پہنو بے شک یہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

(معجم الاوسط، باب العین، من اسمہ علی، ۷۹/۳، حدیث:۳۹۱۹)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: خَیْرُ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضُ فَالْبَسُوْھَا وَکَفِّنُوا فِیھَا مَوْتَاکُمْ یعنی تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر سفید ہیں، پس انہیں پہنو اور ان ہی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

(ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب البیاض من الثیاب، ۱۴۵/۴، حدیث:۳۵۶۶)

حضرت سیّدنا ابو قلابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اَحَبِّ ثِیَابِکُمْ اِلَی اللّٰہِ الْبَیَاضَ فَصَلُّوا فِیھَا وَکَفِّنُوا فِیھَا مَوْتَاکُمْ یعنی بے شک اللہ تعالٰی کے نزدیک تمہارے لباسوں میں پسندیدہ لباس سفید ہے، تم اس میں نماز ادا کرو اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

(طبقات ابن سعد، ذکر لباس رسول اللہ وما روی فی البیاض، ۳۴۸/۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سفید لباس کی فضیلت میں چند روایات آپ نے ملاحظہ فرمائیں ان کے علاوہ کئی اور روایات بھی ہیں جن میں سفید لباس پہننے کی

ترغیب دلائی گئی ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ سنّت کے مطابق سفید لباس پہننے کو اپنی عادت بنالیں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دین ودنیا کی ڈھیروں بھلائیاں نصیب ہوں گی۔ **شیخِ طریقت**، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّارقادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ بھی سفید لباس کی ترغیب دلاتے ہوئے اسلامی بھائیوں کے لئے عطا کردہ 72 مدنی انعامات کے رسالے میں فرماتے ہیں ''کیا آج آپ کا سارا دن (نوکری یادکان وغیرہ پر نیز گھر کے اندر بھی) عمامہ شریف (اور تیل لگانے کی صورت میں سربند بھی) زلفیں (اگر بڑھتی ہوں تو) ایک مُشت داڑھی، سنّت کے مطابق آدھی پنڈلی تک (سفید) کُرتا، سامنے جیب میں نمایاں مسواک اور ٹخنوں سے اونچے پائنچے رکھنے کا معمول رہا؟''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مندرجہ بالا روایات سے جہاں سفید لباس پہننے کا پتہ چلتا ہے وہیں ضمناً سفید عمامہ شریف کے محبوب ہونے کا بھی بیان ہے کیونکہ عمامہ بھی لباس کا ہی حصہ ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی سے جب سوال کیا گیا کہ: ذَکَرَ بَعْضُهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِسَ عِمَامَۃً صَفْرَاءَ فَھَلْ لِذَالِکَ اَصْلٌ؟ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زرد عمامہ پہنا ہے، تو کیا اس کی کوئی اصل ہے؟

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے جواب میں زرد عمامہ شریف والی روایات کے ضمن میں یہ حدیث بھی ذکر فرمائی کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُما سے مروی ہے: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم یُصَفِّرُ ثِیَابَہ یعنی نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم اپنے کپڑوں کو زرد رنگا کرتے تھے۔ (الحاوی للفتاوی، کتاب البعث، ذکر ما وقع لنا من روایۃ الحسن عن علی، ۲/۱۲۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمایئے حضرت سیّدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کا ''زرد عمامے'' سے متعلق سوال کے جواب میں ''زرد لباس'' والی حدیث پیش کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ لباس کے اِطلاق میں عمامہ بھی شامل ہے، ورنہ سوال و جواب میں مُطابَقت ہی نہ ہوگی جو کہ علامہ جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی جیسی شخصیت کے متعلق تصور بھی نہیں کی جاسکتی۔ خاص سفید عمامہ شریف کے متعلق بھی بعض روایات ہیں چنانچہ

رسول اللہ کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم درِ دولت سے باہر تشریف لائے جب کہ لوگ زیارت کے لیے جمع تھے اور آپ صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم (کی طبیعت

مبارک) کے متعلق پوچھ رہے تھے، پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کپڑا لپیٹے یوں تشریف لائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر مبارک کے دونوں کنارے آپ کے مبارک کندھوں سے لٹک رہے تھے اور **سرِ اقدس پر سفید عمامہ شریف سجا رکھا تھا**۔ پس آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے قریب جمع ہونے لگے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کلمۂ شہادت پڑھا اور ارشاد فرمایا اے لوگو: بے شک انصار میرا خیال رکھنے والے اور میرے اپنے ہیں، پس ان کے معاملے میں میرا لحاظ کرنا، ان کے اچھوں کو قبول کرنا اور ان کے بروں سے درگزر کرنا۔ (**طبقات ابن سعد، ذکر ما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم فی مرضہ الذی مات فیہ للانصار، ۱۹۳/۲**)

شان کیا پیارے عمامے کی بیاں ہو یا نبی　　تیری نعلِ پاک کا ہر ذرّہ رشکِ طور ہے

”ہوں غلامِ مصطفٰے“ عطّار کا دعویٰ ہے یہ　　کاش! آقا بھی یہ فرما دیں ہمیں منظور ہے

سیِّدُنا جبریلِ امین کا سفید عمامہ

حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: (ایک مرتبہ) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اچانک تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے میں نے جونہی نظر اٹھائی تو دیکھا کہ **مَعَہُ رَجُلٌ وَاقِفٌ عَلٰی بِرْذَوْنٍ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ بَیْضَاءُ قَدْ سَدَلَ طَرَفَھَا بَیْنَ کَتِفَیْہِ** یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

پاس ایک شخص تُرکی گھوڑے پر سوار کھڑا تھا، اس نے سر پر سفید عمامہ شریف سجا رکھا تھا جس کا شملہ اس نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔ جبکہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنا دستِ اقدس اس کے گھوڑے کی گردن پر رکھے ہوئے تھے، (سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کی، یارسول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں تو آپ کے اس طرح اچانک کھڑے ہونے سے ڈر ہی گئی تھی، یہ (گُھڑ سوار) کون تھا؟ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے عرض کی: جی ہاں، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وَمَنْ رَاَیْتِ؟ یعنی تم نے کس کو دیکھا؟ میں نے عرض کی: دِحیہ کلبی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ذَاكَ جِبْرَائِیْلُ یعنی وہ تو جبرائیل (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) تھے۔ (طبقات ابن سعد، الطبقة الثانية من المهاجرين والانصار ممن لم يشهد بدرا الخ، دحية بن خليفة، ١٨٩/٤)

سفید عماموں والے

حضرت سیِّدنا حسن بَصری عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدنا موسیٰ کَلِیمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے جب اپنے گھر والوں، اپنی اولاد اور اپنی والدہ کو چھوڑا (یعنی جب آپ کے وصالِ مبارک کا وقت قریب آیا) تو آپ عَلٰی

نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضرت سیِّدنا یُوشَع عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام کو پیغام بھیج کر انہیں خلیفہ مقرر فرمایا اور ملکُ الموت عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام کی جانب تشریف لائے۔ ملکُ الموت عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام نے عرض کی: اے موسیٰ (عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام)! موت کا آنا ایک ضروری امر ہے، حضرت سیِّدنا موسیٰ کَلِیمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے ان سے فرمایا: میرے بارے میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا جو بھی حکم ہے اسے پورا کیجئے، حضرت سیِّدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے فرمایا: پھر آپ دونوں بستی سے باہر تشریف لے گئے جہاں حضرت سیِّدنا جبریلِ امین، حضرت سیِّدنا میکائیل و حضرت سیِّدنا اسرافیل عَلَیْہِمُ الصلوٰۃُ وَالسَّلام آپ دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر سب آگے کی جانب تشریف لے گئے یہاں تک کہ ایک قبر کے قریب پہنچے جس کے پاس کچھ ایسے لوگ تھے، **جنہوں نے سفید عمامے شریف باندھ رکھے تھے**، جب اس قبر کے اور قریب پہنچے تو وہاں سے مشک کے حُلّے اُٹھ رہے تھے۔ حضرت سیِّدنا موسیٰ کَلِیمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: یہ قبر کس کے لیے کھود رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ایک ایسے بندے کے لیے جس سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ محبت فرماتا ہے اور وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے۔ حضرت سیِّدنا موسیٰ کَلِیمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: میں اس قبر میں اُتر کر دیکھوں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں، جب آپ عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام قبر میں اترے تو آپ کے لیے جنّت کی کھڑکی کھول دی

گئی، جہاں سے جنّت کی مُعَطَّر و مُعَنبَر ہوائیں اور بھینی بھینی خوشبوئیں آنے لگیں، پھر حضرت سیّدنا موسیٰ کَلِیمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اس قبر میں لیٹ گئے، پھر (اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں) عرض کی: اے اللّٰہ! مجھے ایسا بندہ بنا دے جس سے تو محبت فرماتا ہے اور وہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر ملک الموت عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام نے آپ عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام کی روح مبارک قبض فرمالی، حضرت سیّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام آگے بڑھے اور آپ عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور قبر کھودتے وقت نکلنے والی مٹی آپ عَلَیْہِ الصلوٰۃُ وَالسَّلام کی قبرِ مبارک پر ڈال دی۔

(تاریخ ابن عساکر، موسی بن عمران بن یصھر، ۱۷۵/٦۱)

صحابۂ کرام کے سفید عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضوان مختلف رنگوں کے عمامے سجایا کرتے تھے اور ان ہی میں سے بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضوان سفید عمامے شریف بھی سجایا کرتے تھے جن میں سے چند کے مبارک عماموں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ

(۱) سیّدنا علی المرتضیٰ کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا عبداللّٰہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ عورتیں امیر المؤمنین حضرت

سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مثل جننے سے بانجھ ہوگئی ہیں، خدا کی قسم میں نے ایسا سردار دیکھا نہ سنا جسے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہَمسَر کہا جاسکے، میں نے صِفّین کے دن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا: عَلٰی رَاسِہٖ عِمَامَۃٌ بَیْضَاءُ قَدْ اَرْخٰی طَرَفَیْھَا یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سر پر سفید عمامہ شریف باندھا ہوا تھا اور اس کے دو شملے چھوڑ رکھے تھے۔

(تاریخ ابن عساکر، حرف الطاء، فی آباء من اسمه علی، ۴۲/۴۶۰ ملتقطًا)

حضرت سیّدنا عبداللّٰہ ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جنگِ صِفّین کے دن دیکھا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سفید عمامہ شریف اس طرح باندھا ہوا تھا کہ اس کا ایک سرا لٹک رہا تھا۔ (کنزالعمال، کتاب الفتن والاهواء والاختلاف، وقعة صفين، الجز۱۱، ۶/۱۵۶، حديث:۳۱۷۰۲)

﴿2﴾ سیّدنا ابو عطیہ کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا مِسکین بن عبداللّٰہ اَزدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا ابوعَطِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا ان کی داڑھی اور سر کے بال سفید ہوچکے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سر پر سفید عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔ (اسد الغابه، کتاب الکنی، حرف الهمزة، ابو عطية البکری، ۶/۲۲۹ ملتقطاً)

﴿3﴾ سیِّدُنا ابوہریرہ کا سفید عمامہ

حضرت سیِّدُنا منصور بن عبدالحمید بن ارشد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم جو اہلِ مَرْ وْ کے ضَعِیْفُ العمر شخص تھے، فرماتے ہیں: میں نے صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مقامِ قَزْ وِین میں یوں دیکھا کہ عَلَیْہِ عِمَامَۃٌ بَیْضَاء قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَۃِ یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سفید عمامہ شریف باندھے اور زرد خضاب لگائے ہوئے تھے۔ (التدوین فی اخبار قزوین، ۸۵/۱)

﴿4﴾ سیِّدُنا جابر کا سفید عمامہ

حضرت سیِّدُنا ابوبکر المدنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تہبند ٹخنوں سے اوپر رکھا کرتے اور سر پر سفید عمامہ شریف باندھتے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عمامے کا شملہ اپنی پشت پر چھوڑ رکھا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء، جابر بن عبد اللّٰہ الخ، ۳۳۹/٤)

﴿5﴾ سیِّدُنا ابورافع مدنی کا سفید عمامہ

حضرت سیِّدُنا اَبُو غَاضِرَہ عَنَزِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بیان فرماتے ہیں: ایک روز میں مسجدِ حرام میں تھا کہ سفید عمامہ شریف سجائے، ایک عمر رسیدہ بزرگ عصا کے سہارے چلتے ہوئے میرے پاس سے گزرے۔ میرے خیال میں وہ عصا نیزے کی لکڑی کا تھا۔ مسجد میں موجود لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُنا

ابورافع مدنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔(طبقات ابن سعد، ابورافع الصائغ، ۸۸/۷)

تابعین عظام کے سفید عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ تابعینِ عُظّام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی مختلف رنگوں کے عمامے سجایا کرتے تھے اور ان ہی میں سے بعض تابعینِ عُظّام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سفید عمامے شریف بھی سجایا کرتے تھے جن میں سے کچھ کے مبارک عماموں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ

(1) سیدنا امام زین العابدین کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا محمد بن ہلال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیتُ عَلِیَّ بنَ الحُسَینِ یَعتَمُّ بِعِمَامَۃٍ بَیضَاءَ فَیُرخِی عِمَامَتَہٗ مِن وَّرَاءِ ظَھرِہ یعنی میں نے حضرت سیّدنا علی بن حسین (یعنی امام زین العابدین) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سفید عمامہ شریف باندھتے دیکھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عمامہ کا شملہ اپنی پیٹھ مبارک پر لٹکاتے تھے۔(تاریخ الاسلام، ۴۳۲/۶، تاریخ ابنِ عساکر، ۳۶۵/۴۱ واللفظ لہ)

(2) سیدنا سعید بن مسیب کا دھاری دار عمامہ

حضرت سیّدنا محمد بن ہلال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا سعید بن مُسَیَّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو باریک نرم ٹوپی پر ایسا سفید عمامہ شریف باندھے دیکھا جس میں سرخ دھاریاں تھیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

نے عمامے کا بالشت بھر شملہ اپنے پیچھے لٹکایا ہوا تھا۔(طبقات ابن سعد، الطبقة الاولى من اهل المدينة من التابعين، سعيد بن المسيب، ۱۰۵/۵)

(3) سیّدنا سعید بن جبیر کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا اِسماعیل بن عبدالملک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلٰی سَعِیْدِ بنِ جُبَیْرٍ عِمَامَۃً بَیْضَاء یعنی میں نے حضرت سیّدنا سعید بن جُبَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سفید عمامہ شریف باندھے دیکھا۔(مصنف ابن ابی شيبه، كتاب اللباس، فی لبس العمائم البيض، ۵۴۱/۱۲، حديث:۲۵۴۷۳)

(4) سیّدنا عکرمہ کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا عبدالحمید بن بَہرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عِکْرِمَۃَ اَبْیَضَ اللِّحْیَۃِ عَلَیْہِ عِمَامَۃٌ بَیْضَاءُ طَرَفُھَا بَیْنَ کَتِفَیْہِ قَدْ اَدَارَھَا تَحْتَ لِحْیَتِہٖ یعنی میں نے حضرت سیّدنا عکرِمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سفید داڑھی اور سفید عمامہ میں دیکھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عمامہ کو ٹھوڑی کے نیچے سے گھما کر باندھا ہوا تھا (یعنی تحنیک کی ہوئی تھی) اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔(سير اعلام النبلاء، الطبقة الاولى من التابعين، عكرمة، ۵۰۶/۵)

(5) سیّدنا نافع بن جبیر کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا اَبُو الغُصن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ: اَنَّہٗ رَاٰی

نَافِعَ بْنَ جُبَیْرٍ یَلْبَسُ قَلَنْسُوَۃً اَسْمَاطًا وَعِمَامَۃً بَیْضَاءَ یعنی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیّدنا نافع بن جُبَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کواونی ٹوپی اور سفید عمامہ شریف پہنے ہوئے دیکھا۔(طبقات ابن سعد ، الطبقة الثانية من اهل المدينة من التابعين ،نافع بن جبير ، ۱۵۸/۵)

﴿6﴾ سیّدنا سالم کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا خالد بن ابوبکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ عَلٰی سَالِمٍ قَلَنْسُوَۃً بَیْضَاءَ وَرَاَیْتُ عَلَیْہِ عِمَامَۃً بَیْضَاءَ یَسْدِلُ خَلْفَہٗ مِنْھَا اَکْثَرَ مِنْ شِبْرٍ یعنی میں نے حضرت سیّدنا سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سفید ٹوپی اور سفید عمامہ شریف پہنے دیکھا،آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کا ایک بالشت سے زائد شملہ اپنے پیچھے لٹکایا کرتے تھے۔(طبقات ابن سعد ،الطبقة الثانية من اهل المدينة من التابعين، سالم بن عبداللّٰه، ۱۵۱/۵)

﴿7﴾ سیّدنا قاسم بن محمد کا سفید عمامہ

اسی طرح کی ایک روایت ان ہی سے حضرت سیّدنا قاسم بن محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق بھی مروی ہے،فرماتے ہیں:رَاَیْتُ عَلَی الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عِمَامَۃً بَیْضَاءَ وَقَدْ سَدَلَ خَلْفَہٗ مِنْھَا اَکْثَرَ مِنْ شِبْرٍ یعنی میں نے حضرت سیّدنا قاسم بن محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سفید عمامہ شریف پہنے دیکھا،آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

عمامے شریف کا ایک بالشت سے زائد شملہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

(تاریخ الاسلام، ۲۲۲/۷)

(8) سیّدنا محمد بن سیرین کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا اَبُو خَلدَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِیرِینَ یَتَعَمَّمُ بِعِمَامَۃٍ بَیْضَاءَ لاطِیَّۃٍ قَدْ اَرْخٰی ذُوَابَتَھَا مِنْ خَلْفِہٖ یعنی میں نے حضرت سیّدنا محمد بن سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن کو سفید عمامہ شریف باندھتے دیکھا جو کہ سر سے چمٹا ہوا تھا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ (طبقات ابن سعد، الطبقة الثانية ممن روی عن عثمان و علی الخ، محمد بن سیرین، ۱۵۳/۷)

حضرت سیّدنا مَھْدِی بن مَیْمُوْن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا محمد بن سیرین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو طیلسان پہنے دیکھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سردیوں میں سفید چادر، سفید عمامہ شریف استعمال فرماتے اور اونٹ کے بالوں سے بنا کمبل اوڑھا کرتے تھے۔

(سیراعلام النبلاء، محمد بن سیرین، ۴۹۵/۵، رقم: ۶۱۳)

(9) سیّدنا امام شعبی کا سفید عمامہ

حضرت سیّدنا حسن بن صالح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت

کرتے ہیں: رَاَیْتُ عَلَی الشَّعْبِیِّ عِمَامَةً بَیْضَاءَ قَدْ اَرْخٰی طَرَفَهَا وَلَمْ یُرْسِلْهُ یعنی میں نے حضرت سیِّدنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو سفید عمامہ شریف باندھے دیکھا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کا شملہ تو چھوڑ رکھا تھا مگر اس میں اِرسال نہیں کیا ہوا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ،کتاب اللباس ، باب فی لبس العمائم البیض، ۵٤١/١٢، حدیث:۲٥٤٧٢)

﴿10﴾ سیِّدُنا خارجہ بن زید کا سفید عمامہ

حضرت سیِّدنا زید بن سائب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ خَارِجَةَ یَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ بَیْضَاءَ یعنی میں نے حضرت سیِّدنا خارِجہ (بن زید) رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو سفید عمامہ باندھتے دیکھا۔ (طبقات ابن سعد ، الطبقة الثانية من اهل المدينة من التابعين ،خارجة بن زيد ،۲۰۲/٥)

﴿11﴾ سیِّدُنا مکحول کا سفید عمامہ

حضرت سیِّدنا ابو فروہ حاتم بن شقی بن مَرثد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ مَکْحُوْلًا یَعْتَمُّ عَلٰی قَلَنْسُوَةٍ وَیُرْخِی مِنْ خَلْفِهٖ شِبْرًا اَوْ اَقَلَّ مِنَ الشِّبْرِ بِعِمَامَةٍ بَیْضَاءَ یعنی میں نے حضرت سیِّدنا مَکحُول رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ٹوپی پر سفید عمامہ باندھتے دیکھا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے پیچھے بالشت بھر یا بالشت سے کم شملہ لٹکایا کرتے تھے۔

(تاریخ ابن عساکر ، حرف الحاء المهملة ،حاتم بن شقی بن یزید ویقال مرثد، ۳٥٦/١١)

بعدِ وصال سفید عمامہ اور سفید لباس

حضرت سیِّدُ نا ابوعلی حسن بن احمد بن حسین بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوبکر خطیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا کہ خوبصورت سفید رنگ کا عمامہ شریف اور سفید لباس پہنے ہَشّاش بَشّاش مسکرا رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میرے ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' سوال کرنے پر یا پھر انھوں نے خود ہی مجھے بتایا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت فرمادی۔'' یا فرمایا: ''مجھ پر رحم فرمایا اور ہر اس شخص کی مغفرت یا ہر اس شخص پر رحم فرمایا جس نے توحید و رسالت کی گواہی دی۔ پس تم سب خوش ہوجاؤ۔'' (تاریخ ابن عساکر، احمد بن علی خطیب بغدادی، ۴۰/۵)

اولیاء و علمائے کرام کے سفید عمامے

(۱) سیّدنا علی بن شہاب اور محمد منیر کا عمامہ

عَارِف بِاللّٰہ، ولیِ کامل حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی فرماتے ہیں سیّدی محمد مُنیر اور سیّدنا علی بن شہاب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما کے عمامے سفید اُون کے تھے جبکہ سیّدی محمد منیر سرخ دھاری دار چادر بھی پہنتے تھے۔ (الطبقات الکبری، الجزء الثانی، ص۱۵۴، ۱۷۹)

﴿2﴾ حافظ جمال اللہ ملتانی کا سفید عمامہ

قُطبُ العارِفین، تاجُ الاصفیاء، جمالُ الاولیاء حضرت حافظ شاہ محمد جمالُ اللہ ملتانی چشتی[1] رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سفید دستار (یعنی عمامہ) شریف باندھتے تھے۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان،۱/۳۶۴)

﴿3﴾ پیر مہر علی شاہ صاحب کا سفید عمامہ

قائدِ تحریکِ ختمِ نبوت، تاجدارِ گولڑہ، قبلۂ عالم حضرت علّامہ پیر سیّد مہر علی شاہ چشتی قادری عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے عمامہ شریف کے **متعلق** ہے کہ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سفید مَلمَل کی ہلکی مایہ لگی ہوئی پگڑی (یعنی عمامہ شریف) پہنتے تھے۔ دستار مبارک بخاری قسم کی نوکدار کُلاہ پر بندھی ہوتی تھی۔ بعض اوقات دھوپ میں پگڑی (یعنی عمامہ) اور دوش مبارک پر لُنگی یا چادر ڈال لیتے تھے۔ (مہرِ منیر،ص۳۱۶)

﴿4﴾ امام حرم کا سفید عمامہ

مُقَرِّظِ حُسَامُ الحَرَمین[2]، شیخ الاسلام، مفتیِ شافعیّہ (زمانۂ اعلیٰ حضرت کے) امامِ حرم شیخ محمد سعید بابصیل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سادہ لباس زیبِ تن فرماتے اور سر پر ہمیشہ سفید عمامہ سجاتے۔ (امام احمد رضا محدّث بریلوی اور علماء مکّہ مکرّمہ،ص۲۷۳)

---

1 ...... خلیفۂ مجاز حضرت خواجہ نور محمد چشتی مہاروی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

2 ...... یعنی حُسَامُ الحرمین کی تائید اور اس کے مصنف اعلیٰ حضرت کی تعریف کرنے والے۔

(5) بُرہانِ ملت کا سفید عمامہ

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، بُرہانِ ملّت حضرت علاّمہ مولانا مفتی محمد بُرہانُ الحق قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ **بالعُمُوم** سفید عمامہ شریف سر پر سجایا کرتے تھے۔

(برھانِ ملت کی حیات وخدمات، ص ۸)

(6) حضرت پیر سواگ کا سفید عمامہ

خواجۂ خواجگان، حضرت خواجہ غلام حسن سواگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سفید عمامہ شریف باندھا کرتے اور کبھی کبھی سُرخ رنگ کی لُنگی بھی استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ (فیوضاتِ حسینیہ، ص۱۲۲)

(7) سیدی قطب مدینہ کا سفید عمامہ

مُرشِدِ امیرِ اہلسنّت، مرید وخلیفۂ اعلیٰ حضرت، میزبانِ مہمانانِ مدینہ، قطبِ مدینہ، حضرت علاّمہ مولانا ضیاءالدین احمد مَدَنی قادری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **سفید عمامہ** استعمال فرماتے (تھے اور) عمامہ کے نیچے مکاوی ٹوپی پہنتے (تھے)، سردیوں میں کبھی اونی ٹوپی استعمال فرماتے تو اس کے نیچے سوتی ٹوپی ہوتی۔

(سیدی ضیاءالدین القادری، ۱/۵۶۸)

غوث پاک نے سفید دستار عطا فرمائی

صاحبِ سَفِینَۃُ الاولیاء لکھتے ہیں: (اُستاذُ العُلَماء) اخوند نِعمتُ اللّٰہ

قادری عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْقَوِی فرماتے تھے ایک روز میرے دل میں خیال آیا: ''میں حضرت سیّدنا غوثُ الاعظم عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ الاَکرَم سے اِرادات وعقیدت رکھتا ہوں، یقیناً وہ بھی میری اس اِرادات مندی سے آگاہ ہوں گے جب کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں مغرب میں ہوں اور میرا مرید ننگے سر مشرق میں ہوتو میں اس کی سَتر پوشی کروں گا۔'' رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی کام کے لیے پریشان و عاجز ہوں، سر ننگا ہے، اسی وقت حضرت غوثُ الثَّقَلَین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ تشریف لائے اور ایک سفید پگڑی مجھے عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''یہ پگڑی (عمامہ) لے لو، ہم تمہارے اس حال سے خبردار تھے کہ تم ننگے سر کھڑے ہو۔ لہٰذا ہم نے چاہا کہ تمہارا سر ڈھانپ دیں۔'' صبح حضرت شاہ اَبُوالمَعَالی (سید خیر الدین قادری عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْغَنِی نے مجھے اپنے پاس بلایا اور سفید دستار عنایت کر کے فرمایا: ''یہ وہی دستار ہے جو رات کو حضرتِ غوثُ الاعظم عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ الاَکرَم نے تمہیں عطا فرمائی تھی۔'' (خزینۃ الاصفیاء، ۱/۲۳۰)

دھاری دار سرخ عمامہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پیارے پیارے آقا، مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیگر رنگ کے عماموں کے ساتھ ساتھ بسا اوقات سرخ دھاری دار عمامے کو بھی سرِ انور کی برکتیں لوٹنے کا شرف عطا فرمایا ہے چنانچہ

سرکار کا دھاری دار سرخ عمامہ

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس طرح وضو فرماتے دیکھا عَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَۃِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِہٖ وَلَمْ یَنْقُضِ الْعِمَامَۃَ یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قِطری عمامہ شریف باندھ رکھا تھا، پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ مبارک عمامہ شریف کے نیچے داخل کر کے سرِ اقدس کے اگلے حصے کا مسح فرمایا اور عمامے شریف کو سرِ اقدس سے نہیں اتارا۔(ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی العمامۃ، ۸۲/۱، حدیث: ۱۴۷)

شارحِ بخاری، علّامہ بدرُ الدِّین عینی حنفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی حدیث پاک کے اس حصے ''عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ'' کے تحت فرماتے ہیں: ھِیَ ثِیَابٌ حُمْرٌ لَھَا اَعْلَامٌ فِیْھَا بَعْضُ الْخُشُوْنَۃِ یعنی (قطری عمامے سے مراد) ایسا دھاری دار سرخ کپڑا ہے کہ جس میں کچھ کُھر دراپن ہوتا ہے۔ یہ عمان اور سیف البحر کے درمیانی علاقے ''قطر'' کی جانب منسوب ہے۔

(شرح ابی داؤد، باب المسح علی العمامۃ، ۳۴۷/۱، تحت الحدیث: ۱۳۶)

صحابۂ کرام کے سرخ عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان مختلف رنگوں

کے عمامے شریف سجایا کرتے تھے اور ان ہی میں سے بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سرخ عمامے شریف بھی سجایا کرتے تھے جن میں سے دو کے مبارک عماموں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ

(1) سیدنا ابو دجانہ کا سرخ عمامہ

خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین، حضرت علّامہ شیخ عبدُ الحقّ مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: غزوۂ اُحد کے موقع پر سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک میں ایک تلوار تھی جس پر یہ شعر کَنْدہ تھا کہ

فِی الْجُبْنِ عَارٌ وَفِی الْاِقْبَالِ مَکْرُمَۃٌ
وَالْمَرْءُ بِالْجُبْنِ لَا یَنْجُوْ مِنَ الْقَدْرِ

یعنی بزدلی میں شرم ہے اور آگے بڑھ کر لڑنے میں عزت ہے اور آدمی بزدلی کر کے تقدیر سے نہیں بچ سکتا۔ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے یہ سن کر بہت سے لوگ اس سعادت کے لئے لپکے مگر یہ فخر و شرف حضرت سیّدنا ابو دُجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نصیب میں تھا کہ تاجدارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی یہ تلوار اپنے ہاتھ سے حضرت سیّدنا ابو دُجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں دے دی۔ وہ یہ اِعزاز پا کر جوشِ مسرت میں مست و بے خود ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس تلوار کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ''تو اس سے

کافروں کو قتل کرے یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ حضرت سیّدنا ابودُجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ پھر وہ اپنے سر پر ایک سرخ رنگ کا عمامہ باندھ کر اکڑتے اور اتراتے ہوئے میدان جنگ میں نکل پڑے اور دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے اور تلوار چلاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ ایک دم ان کے سامنے ابوسفیان کی بیوی ''ہند'' آ گئی۔ حضرت سیّدنا ابودُجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارادہ کیا کہ اس پر تلوار چلا دیں مگر پھر اس خیال سے تلوار ہٹا لی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُقدّس تلوار کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی عورت کا سر کاٹے۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب سوم، ۲/۱۱۵)

حضرت سیّدنا خالد بن رَباح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بَنِی سَاعِدَہ کے کچھ بزرگوں سے راویت فرماتے ہیں: قَتَلَ اَبُو دُجَانَۃَ الْحَارِثَ اَبَا زَیْنَبَ وَکَانَ یَوْمَئِذٍ مُعَلَّمًا بِعِمَامَۃٍ حَمْرَاءَ یعنی حضرت سیّدنا ابودُجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس دن ابوزینب حارث کو قتل فرمایا اس دن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرخ عمامہ شریف باندھا ہوا تھا۔ (کتاب المغازی، غزوۃ خیبر، ۲/۶۵۴)

(2) سیّدنا خالد بن ولید کا سرخ عمامہ

حضرت علامہ امام ابو عبد اللہ محمد بن عُمر واقِدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرخ رنگ کا عمامہ

شریف باندھا اور یہ وہ عمامہ مبارک تھا کہ جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جنگ میں باندھا کرتے تھے۔(فتوح الشام، معركة حمص، ١٤٦/١

تابعی کا سرخ عمامہ

حضرت سیّدنا اَسوَد بن شَیبان رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ الشَّعْبِیَّ بِالْکُوفَۃِ عَلَیْہِ دُرَّاعَۃٌ حَمْرَاءُ لَیْسَ عَلَیْہِ رِدَاءٌ وَعِمَامَۃٌ حَمْرَاءُ یعنی میں نے حضرت سیّدنا شعبی عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْقَوِی کو کوفہ میں دیکھا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سرخ جبہ زیبِ تن کیے ہوئے تھے، آپ نے چادر تو نہیں اوڑھی تھی البتہ سرخ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔(طبقات ابن سعد ،طبقات الكوفيين، الطبقة الثانية ممن روى عن عبد الله بن عمر الخ، عامر بن شرحبيل ، ٢٦٤/٦)

سبز عمامہ

آقا ﷺ کا سبز عمامہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ سبز عمامہ شریف بھی سبز سبز گنبد کے مکین، رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہننا ثابت ہے۔[1] نیز مہاجر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے بھی سبز عمامے شریف پہننے کا

---

1 ......كشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص ٣٨

ثبوت ملتا ہے [1] اور غزوۂ حُنین کے موقعہ پر فرشتے بھی سر پر سبز عمامے کا تاج سجائے مسلمانوں کی مدد کیلئے تشریف لائے تھے۔ [2]

خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین حضرت علّامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں، ''دستار مبارك آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم در اکثر اوقات سفید بود و گاہے سیاہ و احیاناً سبز یعنی سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارک عمامہ اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور بعض اوقات سبز ہوتا۔ (کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص ۳۸)

مزید فرماتے ہیں: ''بہترین لباس سفید ست و بدستارِ سیاہ یا سبز'' یعنی بہترین لباس سفید ہے اور عمامہ میں سیاہ و سبز رنگ (باندھنا)۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص ۳۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مرکز الاولیاء لاہور کی بادشاہی مسجد میں رکھے ہوئے سبز گنبد والے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف مَنسُوب عمامہ مبارکہ کا رنگ بھی سبز ہے جس کا جی چاہے زیارت کرکے اپنی

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس، باب من کان یعتم بکور واحد، ۵۴۵/۱۲، حدیث:۲۵۴۸۹)

2 ......تفسیر خازن، پ ۹، الانفال، تحت الآیۃ ۹، ۱۸۲/۲

آنکھیں ٹھنڈی کرے۔

حضرت حاجی اِمدَادُاللّٰہ مہاجر مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواب میں زیارت کے حصول کا طریقہ یوں بیان کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینۂ مُنوَّرَہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خُدا (عَزَّوَجَلَّ) کی درگاہ میں جمالِ مبارک آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت حاصل ہونے کی دُعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی صورت کا **سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی (عمامے) اور منوّر چہرہ کے ساتھ تصور کرے** اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کی داہنے اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ کی بائیں اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاہُ اور سوتے وقت اکیس بار سورۂ نصر پڑھ کر آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) کے جمالِ مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف (کر کے) داہنی کروٹ

سے سوئے اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شبِ جمعہ یا دوشنبہ (پیر) کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی مقصد حاصل ہوگا۔

(کلیاتِ امدادیه ، رساله ضیاء القلوب ، ص ٦١)

حاجی اِمدادُ اللہ مہاجر مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے مذکورہ قول سے دو باتیں واضح ہوئیں:

(۱) حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سبز عمامہ باندھنا حق ہے، ورنہ ایک ایسا کام جو نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا ہی نہیں وہ آپ کی طرف منسوب کرنا لازم آئے گا اور ایسی ہستی سے اِس بات کا تصور کرنا درست نہیں۔

(۲) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کا ورد کرنا ناجائز یا حرام نہیں ہے بلکہ یہ تو وہ درود ہے کہ جس کے وِرد سے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

سیِّدُنا عیسٰی علیہ السلام کا سبز عمامہ

عَارِف بِاللّٰہ ،نَاصِحُ الْاُمَّہ حضرت علّامہ مولانا امام عَبْدُالْغَنِی بِن اِسمَاعِیل نابُلُسِی حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی اور حضرتِ علّامہ محمد عبدالرَّءُوف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ (قربِ قیامت) جب حضرت سیِّدنا عیسٰی عَلٰی

نَبِیِّنا و عَلیہِ الصَّلوٰۃ والسَّلام زمین پر تشریف لائیں گے تو آپ کے سرِ اقدس پر سبز سبز عمامہ شریف ہوگا۔ (الحديقة الندية، ١/ ٢٧٣،فيض القدير، حرف الدال ، فصل في المحلى بال من هذا الحرف، ٣/ ٧١٨، تحت الحديث: ٤٢٥٠ ،عقدالدرر في اخبار المنتظر، الفصل الثاني فيما جاء من الآثار الدالة على خروج الدجال الخ، ص٣٤٢)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

فرشتوں کے سبز عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غزوۂ حُنین میں مسلمانوں کی مدد کیلئے آنے والے فرشتوں کے سروں پر بھی سبز سبز عماموں کے تاج سجے تھے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عبد اللّٰہ ابن عباس رَضِی اللّٰہ تَعالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے: ''بَدر کے روز فرشتوں کی نشانی سفید عمامے اور بروزِ حُنین سبز سبز عمامے تھی''۔

(تفسير خازن، پ ٩، الانفال، تحت الآية٩، ٢/ ١٨٢)

حضرت علّامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں: (غزوۂ بدر میں جب آسمان سے) فرشتے اترنے لگے تو یکے بعد دیگرے تین آندھیاں چلیں پہلی دفعہ حضرت سیّدنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام ایک ہزار فرشتوں کے ہمراہ نازل ہوئے۔ دوسری مرتبہ حضرت سیّدنا میکائیل عَلَیْہِ السَّلام ایک ہزار اور

تیسری مرتبہ حضرت سیّدنا اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام ایک ہزار فرشتوں کی جماعت لے کر اُترے۔ (اس میدان میں) ملائکہ کی نشانی سبز، زرد اور سرخ رنگ کے نورانی عمامے تھی۔(الوفا باحوال المصطفی، ابواب غزواته ،الباب السادس فی غزاة بدر، الجزء الثانی، ص ۲۲۸)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سبز عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سبز عمامے کا ثبوت نہ صرف سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ملتا ہے بلکہ مصطفٰے کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانشین صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِم اَجمَعِین سے بھی سبز عمامہ شریف کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ جلیلُ القدر تابعی حضرت سیّدنا سلیمان بن ابو عبد اللّٰہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ مہاجرین اولین سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کے سُوتی عمامے باندھا کرتے تھے۔[1] (مصنف ابن ابی شیبه ، کتاب اللباس ، باب من كان يعتم بكور واحد ، ۵٤٥/۱۲، حديث: ۲۵٤۸۹ واللفظ له ،

[1] ......**سند کی توثیق:** میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ روایت سند کے اعتبار سے صحیح ہے، اس کی سند میں پانچ روای ہیں جو سب کے سب ''ثقہ'' ہیں چنانچہ ﴿1﴾ **حضرت سیّدنا امام ابو بکر بن ابی شَیبَہ** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ: اس روایت کے پہلے راوی امام ابو بکر عبد اللّٰہ بن محمد بن ابی شیبہ رَحمۃُ اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہ ہیں جو کہ ثقہ ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم رَحِمَهُمَا اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہ کے استاد

مسند اسحاق بن راهويه، ما يروى عن الاسود بن يزيد الخ، ۸۸۲/۳، رقم: ۱۵۵٦)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا مہاجرین اوّلین صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے سبز عمامے باندھنا ثابت ہے اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی عظمت وشان

ہیں جبکہ امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام احمد بن حنبل نے بھی ان سے روایات لی ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں تمیں اور صحیح مسلم شریف میں ان سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث روایت کی گئی ہیں۔ (تهذيب التهذيب ، حرف العين، ٤/٤٦٦ ملتقطًا)

حضرت سیّدنا امام ذہبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ان کے متعلق ”حافظ، عدیم النظیر“ کے الفاظ لکھے ہیں۔ (تذكرة الحفاظ ،الطبقة الثامنة، الجز الثانى ، ۱۶/۱) حضرت سیّدنا امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں ”ثقه حافظ“ لکھا ہے۔ (تقريب التهذيب ، ص ۰ ٥٤) علامہ ابن کثیر نے ان کے متعلق کہا کہ ”احد الاعلام و ائمة الاسلام تھے، ان کی ”الْمُصَنَّف“ جیسی کتاب نہ کسی نے پہلے لکھی اور نہ بعد میں لکھی گئی۔“

(البداية والنهاية، احداث سنة خمس و ثلاثين و مائتين،۳۲٦/۷)

﴿2﴾ **حضرت سیّدنا سلیمان بن حرب بصری** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ: دوسرے راوی حضرت سیّدنا سلیمان بن حرب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہیں جو کہ مکہ معظّمہ کے قاضی تھے، اہلِ بصرہ کے جلیل القدر اور اہلِ علم میں سے ہیں۔

حضرت سیّدنا امام ابوحاتم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کے بارے میں فرمایا: ”یہ آئمہ میں سے امام ہیں، ان سے تقریباً دس ہزار احادیث مروی ہیں۔“ (تهذيب التهذيب ، حرف السين، ۳/٤٦٥)

حضرت سیّدنا امام نسائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں ”ثقه، مامون“ قرار دیا ہے۔ امام ابن سعد نے انہیں ”ثقہ اور کثیر الحدیث“ فرمایا ہے۔ امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان سے ۱۲۷ روایات نقل کی

کو جاننے کے لیے سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں چنانچہ حضرت سیدنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ کی مثال ستاروں

ہیں۔(تهذيب التهذيب ، حرف السين، ٤٦٦/٣، ٤٦٧ ملتقطًا) حضرت سیّدنا امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں ''ثقه، امام، حافظ'' لکھا ہے۔(تقريب التهذيب ، ص٤٠٦) حضرت سیّدنا امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کی ثقاہت دیگر آئمہ محدثین سے بھی نقل کی ہے۔

(تهذيب التهذيب ، حرف السين، ٤٦٦/٣)

﴿3﴾ **حضرت سیّدنا جریر بن حازم** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ: اس روایت کے تیسرے راوی جریر بن حازم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بصرہ کے رہائشی بلند پایہ حافظ الحدیث اور عظیم المرتبت عالم ہیں۔

حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''جریر صاحبِ سنّت ہیں۔'' (تذكرة الحفاظ ، الطبقة الخامسة، الجزالاول، ١٤٨/١) حضرت سیّدنا امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا امام ابن معین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا۔ حضرت سیّدنا امام عجلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی ''ثقہ'' قرار دیا۔ حضرت سیّدنا امام نسائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا ''ان کی روایت میں کوئی حرج نہیں۔'' حضرت سیّدنا امام ابوحاتم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں ''صدوق، صالح'' کہا ہے۔ حضرت سیّدنا امام بزار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی ''ثقہ'' کہا ہے۔(تهذيب التهذيب ، حرف الجيم، ٣٩/٢، ٣٧ ملتقطًا)

﴿4﴾ **حضرت سیّدنا یعلٰی بن حکیم** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ: اس روایت کے چوتھے راوی حضرت سیّدنا یعلٰی بن حکیم ثقفی مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہیں۔

حضرت سیّدنا حافظ امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا

کی سی ہے، جن سے راہ تلاش کی جاتی ہے، تم ان میں سے جس کے قول پر عمل کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔'' (مسند عبد بن حمید ،احادیث ابن عمر، ۲۵۰/۱، حدیث :۷۸۳)

ہے۔(تقریب التہذیب ، ص ۱۰۹۰) حضرت سیّدنا امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: امام احمد، امام ابن معین، امام ابوزرعہ، امام نسائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم اَجْمَعِیْن نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ حضرت سیّدنا امام ابوحاتم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کے متعلق ''لا بأس به'' کہا ہے۔ حضرت سیّدنا امام یعقوب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا کہ یہ ''مُستَقِیمُ الحَدِیث'' ہیں۔ حضرت سیّدنا امام ابنِ حِبّان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں ''ثِقات'' میں شمار کیا۔

(تہذیب التہذیب ، حرف الیاء، ۴۱۹/۹)

﴿5﴾ **حضرت سیّدنا سلیمان بن ابو عبد اللہ** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ: اس روایت کے پانچویں راوی حضرت سیّدنا سلیمان ابن ابو عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ نے مہاجرین صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیھِم کا زمانہ پایا ہے، آپ حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ اور حضرت سیّدنا صُہیب رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیھِم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ، حرف السین، ۴۸۹/۳ ملتقطًا)

حضرت سیّدنا امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تَقرِیبُ التَّھذِیب میں انہیں ''مقبول'' لکھا ہے۔ (تقریب التہذیب ، ص ۴۰۹) حضرت سیّدنا امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا امام ابوحاتم رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ اگرچہ مشہور نہیں مگر ان کی احادیث معتبر ہیں۔ حضرت سیّدنا امام ابن حبان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں ثقات میں شمار فرمایا ہے۔ حضرت سیّدنا امام ابو داؤد رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے آپ سے اپنی ''سُنَن'' کے باب ''حَرَمُ المَدِینَہ'' میں روایت لی ہے۔ (تہذیب التہذیب ، حرف السین،

اسی طرح حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: ''**اس مسلمان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے** (یعنی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) **کو دیکھا۔**'' (ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل من رای النبیّ الخ، ۵/۴٦۱، حدیث: ۳۸۸٤)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا ''دعوتِ اسلامی'' کے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ لاکھوں عاشقانِ رسول اپنے سروں پر سبز سبز عمامے شریف پہن کر نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانثار صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِم کی سنّت پر عمل کر کے اس پر اجرِ عظیم کے حقدار بن رہے ہیں۔

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کا سبز عمامہ

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک جنہوں نے اپنے بعد حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا یہ ایسے خلیفہ تھے کہ جن کے بارے میں ان کی رعایا کہا کرتی تھی کہ سلیمان بن عبد الملک کے خلیفہ مقرر ہونے

۴۸۹/۳) **حضرت سیّدنا امام بخاری** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **اور حضرت سیّدنا ابو حاتم** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا ''اِنہوں نے مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِم کا زمانہ پایا ہے۔'' (تہذیب التہذیب، حرف السین، ۴۹۰/۳)

سے ہمیں حجاج بن یوسف (جیسے جابر حکمران) سے نجات ملی ہے، سلیمان بن عبدالملک تو ہمارے لئے خیر کی کنجی ثابت ہوا ہے۔ان کی نمازِ جنازہ بھی حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے ہی پڑھائی تھی علّامہ ابن اثیر رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کتاب ''اَلْکَامِل فِی التَّارِیخ'' میں ان کے سبز حُلّے اور سبز عمامے کا ذکر فرمایا ہے۔(الکامل فی التاریخ، ثم دخلت سنة تسع وتسعین، ذکر موت سلیمان بن عبد الملك، ۳۱۱/٤)

شیخ ابو العباس احمد الملثم کا سبز عمامہ

حضرت سیّدنا شیخ ابُوالعَباس اَحمَد مُلثِم رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مصر کے جَلیلُ القدر مشائخ اور مُحَقِّقِین میں سے تھے ہر سمت سے لوگ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایسے زبردست ولیِ کامل تھے کہ زبانِ مبارک سے جو فرماتے تھے ویسا ہی ہو جایا کرتا تھا۔آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کبھی سفید تو کبھی سبز اُونی عمامہ شریف زیبِ سَر فرماتے،کبھی جبہ پہنتے اور کبھی پیوند لگے کپڑے زیبِ تن فرماتے۔

(الطبقات الکبریٰ، الجزء الاول، ص۲۱۹)

غوث پاک نے سبز عمامہ سجا دیا

حضرت سیّد کبیر الدین شاہ دولہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رشتے میں غوثِ اعظم

عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کے چچازاد تھے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ۱۹ رجب ۵۲۱ھ بروز پنج شنبہ بعد نماز مغرب سیّدنا غوثِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم سے بیعت کا شرف پایا تھا۔ تقریباً ۲۸ سال بعد ۹ ذُوالقعدۃُ الحرام ۵۴۸ھ دوشنبہ (پیر) کے دن بعد نمازِ عصر سیّدنا غوثِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے ایک مجلس عام میں سامنے بٹھا کر بیعت امامت وارشاد سے مُشَرَّف کر کے اپنی کُلاہ جو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو آپ کے پیر و مُرشد سیّدنا ابو سعید مخزومی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور دیگر مشائخ سلسلہ کے واسطے سے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجہَہُ الْکَرِیم سے ملی تھی شاہ دولہ کے سر پر اُوڑھادی اور اپنے ہاتھ سے سبز عمامہ باندھا اور خرقہ عطا فرمایا۔

(تاریخ مشائخِ قادریہ،۲/ ۱۹۳ بتصرف)

حضرت شاہ محمد کاشف کاکوروی کا سبز عمامہ

حضرت سیّدنا شاہ محمد کاشف کاکوروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بارھویں صدی ہجری کے سلسلۂ قادریہ کے عظیم صوفی اور مُستَجَابُ الدَّعوات بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سبز عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔ (تاریخ مشائخِ قادریہ،۲/ ۱۲۱)

اعلیٰ حضرت کا سبز عمامہ

تذکرۂ محدثِ اعظم پاکستان میں حضرت علامہ مفتی محمد جلالُ الدین قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: حضرت سیّد قناعت علی قادری بریلوی

رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ **ایک مدت تک حضور اعلیٰ حضرت** قُدِّسَ سِرُّہٗ کے پیش کار رہے، ان کے پاس امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ **کا ایک استعمال شدہ عمامہ برنگ سبز موجود تھا۔** سید قناعت علی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک عرسِ قادری رضوی کے موقعہ پر لائل پور[1] وہ دستار لائے اور حضرت شیخ الحدیث (محدّث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد) قُدِّسَ سِرُّہٗ کے حضور پیش کی۔ جناب سید قناعت علی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس وقت ایک درخواست کی کہ حضور وعدہ کیجئے کہ کل بروزِ قیامت جب آپ جنت میں داخل ہوں گے، فقیر کو نہ بھولئے گا۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث قُدِّسَ سِرُّہٗ آبدیدہ ہوگئے۔ اور فرمایا کہ جنت میں داخلہ تو آپ کے نانا پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے طفیل ہی ملے گا اور پھر یہ کہ آپ حضور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زیارت اور خدمت سے مشرف ہیں۔ خود آپ کا تعلق جس گھرانے سے ہے اسی کے صدقہ سب کو جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ آپ اس قسم کی باتیں کرتے رہے اور جناب سید قناعت علی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی درخواست پر اصرار کرتے رہے۔ یہ منظر حاضرین کے لئے بڑی رِقّت کا باعث بنا۔ بعد ازاں آپ (محدّثِ اعظم پاکستان) نے عمامہ لے کر امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ کی طرز پر باندھا۔ (تذکرہ محدّثِ اعظم پاکستان، ۲/۳۷۵)

---

1 ......سردار آباد (فیصل آباد) کا پُرانا نام ہے۔

مفتی ریاض الحسن صاحب کا سبز عمامہ

خلیفۂ حُجَّۃُ الاِسلام، حضرت علّامہ مولانا ریاض الحسن جیلانی قُدِّسَ سِرُّہٗ صاحبِ علم و فضل تھے آپ (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اکثر اوقات سفید عمامہ کے علاوہ دیگر رنگوں اور سبز عمامہ بھی استعمال فرماتے تھے۔ (ریاض الفتاویٰ، ۲۵۱/۳)

پیر جماعت علی شاہ صاحب کا سبز عمامہ

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا، امیرِ مِلَّت، مُحَدِّثِ علی پوری، حضرت علّامہ سیِّد جماعت علی شاہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا لباس مبارک ہمیشہ سفید ہوتا تھا سردیوں میں البتہ سبز رنگ کے پَشمینہ کی پگڑی (عمامہ شریف) باندھتے تھے۔

(تذکرہ اولیائے پاکستان، ۴۳۵/۱)

خواجہ فقیر محمد چوراہی کا سبز عمامہ

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخِ طریقت، حضرت خواجہ فقیر محمد المعروف باباجی تیراہی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سر پر کُلاہ اور اس پر لُنگی خط دار یا سبز عمامہ پہنتے تھے۔

(تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ص۵۴۴)

باعمامہ روح

عَارِف باللّٰہ حضرت خواجہ توکّل شاہ اَنبالوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفّٰی ۱۳۱۵ھ) نے اپنے وصالِ پُرملال کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہماری

روح سبز عمامہ باندھے بدن سے رخصت ہونے کے لیے تیار بیٹھی ہے۔

(بزرگ، ص۴۰۳)

محدث اعظم حجاز کا سبز عمامہ

خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، محدثِ اعظم حجاز حضرت علامہ مولانا سیّد محمد بن علوی مالکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بھی سبز عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔

حضرت نیر اہلسنت کا سبز عمامہ

نیّرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا پیر ابوالرضا اللہ بخش نیّر[1] مجددی چشتی قادری رضوی[2] عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سبز عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔

حضرت زندہ پیر صاحب کا سبز عمامہ

شَمسُ المَشَائِخ حضرت شاہ المعروف خواجہ زندہ پیر[3] رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سبز عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔ (جہانِ امام ربانی، ۸۰۴/۶)

سبز عمامے والے بزرگ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مولانا

---

1 ......خلیفۂ مجاز خانقاہ رضویہ بریلی شریف وسجادہ نشین آستانہ عالیہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

2 ......آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو اپنی خلافت واجازت بھی عطا فرمائی ہے۔

3 ......آستانہ عالیہ نقشبندیہ گھمکول شریف، کوہاٹ، خیبر پختونخواہ

ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی دَامَت بَرَکاتُھُمُ العَالِیَہ نے ایک مرتبہ دورانِ مدنی مذاکرہ عمامہ شریف سے متعلق ایک سچا واقعہ بیان فرمایا جس کا خلاصہ ہے کہ ایک عرب کے مقیم اسلامی بھائی نے مجھے بتایا کہ ان کا کسی کام کے سلسلے میں یمن جانا ہوا جہاں انہیں ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں پتا چلا کہ وہ بڑے زبردست عاشقِ رسول اور خوفِ خدا رکھنے والے ہیں دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے ایک پہاڑ پر رہتے ہیں۔ ہر وقت سبز سبز حلہ شریف زیب تن کئے رکھتے اور سبز سبز عمامہ شریف سر پر سجائے رکھتے ہیں۔ عوام و خواص ان کی زیارت کے لیے جاتے اور برکتیں پاتے ہیں ان کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ بکثرت دیدارِ مصطفٰی سے مشرف ہوتے ہیں اور جس دن زیارت نہیں ہوتی اس دن ان پر غم کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ میں بھی زیارت کا شوق لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کا نورانی چہرہ دیکھ کر قلبی سکون کا احساس ہوا اور ان کے سر پر سبز سبز عمامے شریف کا تاج دیکھ کر دعوتِ اسلامی سے وابستہ عاشقانِ رسول کے سبز سبز عمامے یاد آ گئے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

عمامہ کے رنگ کے متعلق اہم وضاحت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایات و عبارات سے واضح ہو گیا

کہ سبز عمامہ شریف صرف جائز ہی نہیں بلکہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا پہننا ثابت نیز فرشتوں اور صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کی سنّت بھی ہے اور اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا بھی سبز عمامے سجانے کا معمول رہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قران وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ لاکھوں عاشقانِ رسول سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرشتوں اور صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اپنے سروں پر سبز سبز عمامہ شریف سجاتے ہیں۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ اپنے مدنی مذاکروں میں عمامہ شریف کے حوالے سے وقتاً فوقتاً جن ملفوظات سے نوازتے ہیں ان میں سے کچھ کا خلاصہ یوں ہے کہ ''وہ رنگ جس سے شریعت نے منع نہیں کیا اس کا عمامہ باندھنا جائز ہے البتہ شوخ رنگ جو عورتوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں استعمال نہ کئے جائیں۔ باقی سفید، کتھئی، پیلا، سبز اور سیاہ میں سے کسی بھی رنگ کا عمامہ باندھئے ان رنگوں کے عمامے بھی جائز ہیں۔ البتہ سیاہ عمامہ شریف محرم الحرام کے دنوں میں نہ پہنیں تاکہ بدمذہبوں سے مشابہت نہ ہو۔ البتہ جو دعوتِ اسلامی والا ہے وہ سبز ہی باندھتا ہے۔ یاد رکھیں اگر کوئی صحیح العقیدہ سنّی سبز عمامہ شریف نہیں باندھتا تو یہ نہیں کہیں گے کہ وہ دعوتِ

اسلامی والا نہیں ہے یا معاذ اللہ سُنّی ہی نہیں ہے۔ ہم سفید یا کسی اور رنگ کا عمامہ باندھنے والے کو دعوتِ اسلامی سے نکال نہیں دیتے بلکہ ہم تو رنگین کپڑے پہننے والے کو بھی دعوتِ اسلامی سے نہیں نکالتے۔ خوب یاد رکھئے! ہم سبز عمامہ شریف کو نہ تو فرض قرار دیتے ہیں اور نہ ہی واجب جانتے ہیں البتہ دعوتِ اسلامی والوں کو صرف سبز عمامہ شریف ہی پہننا چاہئے کیونکہ سبز عمامہ شریف پاک و ہند میں سُنّیت کی علامت اور پہچان بن چکا ہے۔''

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه **مزید فرماتے ہیں:** سبز رنگ بھی ایسا کھلتا ہوا ہو کہ دور سے دیکھنے والے کو غلط فہمی نہ ہو کہ یہ سبز ہی ہے یا سیاہ رنگ کا عمامہ باندھ رکھا ہے۔ جیسا کہ بہت زیادہ گہرا سبز جسے ڈارک گرین کہا جاتا ہے وہ بھی نہ پہنیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ سبز عمامہ شریف دعوتِ اسلامی کا شعار اور سنّیت کی علامت و پہچان بن چکا ہے اس لیے سبز عمامہ باندھنا چاہئے، لیکن کوئی سُنّی سفید، سیاہ یا کھتئی یا کسی اور رنگ کا عمامہ باندھتا ہے تو اسے معاذ اللہ اجنبیت کی نظر سے نہ دیکھیں وہ بھی اپنا بھائی ہے۔ یاد رکھئے جو بھی سنی صحیح العقیدہ ہے وہ اپنے سر کا تاج ہے''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سبز رنگ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو کتنا محبوب ہے اس کا اندازہ اس بات سے

لگایا جاسکتا ہے کہ

اہلِ جنت کا لباس سبز ہوگا

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ جنّت کا لباس، بچھونا وغیرہ سبز رنگ کا بنایا ہے چنانچہ ارشادِ باری ہے:

وَّیَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّ اِسۡتَبۡرَقٍ ترجمۂ کنزالایمان: اور سبز کپڑے کریب (ریشم کے باریک) اور قنادیز (موٹے) کے پہنیں گے۔(پ ۱۵، الکھف: ۳۱)

اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین رنگ

حضرت علّامہ اسماعیل حقّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ سبز کپڑوں کو اس لیے خاص فرمایا ہے کہ یہی تمام رنگوں میں حسین ترین اور پُر رونق اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین رنگ ہے۔

(روح البیان، پ ۱۵، سورۃ الکھف، تحت الآیۃ: ۳۱، ۲۴۳/۵)

حضرت سیّدنا امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: سبز رنگ کو اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ یہ بصارت (نظر) کے لئے موزوں ہے۔ سبز رنگ پر نظر قائم رہتی ہے، مُنتَشِر نہیں ہوتی اور یہ (آنکھوں سے نکلنے والی) شعاعوں کو جمع کرتا ہے۔ (التذکرۃ باحوال الموتی و امور

الآخرۃ، باب نبذ من اقوال العلماء الخ، ص ٤٨٠ ملخصًا)

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مُتَّكِـِٔيۡنَ عَلٰى رَفۡرَفٍ خُضۡرٍ وَّ عَبۡقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقّش خوبصورت چاندنیوں پر (پ ٢٧، الرحمٰن: ٧٦)

سرکار کا پسندیدہ رنگ

مدینے کے تاجدار، صاحبِ عمامۂ خوشبودار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رنگوں میں سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا جیسا کہ حضرت علّامہ ابنِ عبدُ البَر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ مِنْ الْاَلْوَانِ الْخُضْرَۃَ یعنی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رنگوں میں سبز رنگ محبوب تھا۔

(الآداب الشرعیۃ، فصل فی انواع اللباس الخ، ٣/٤٩٩)

امیرالمؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے نزدیک بھی سبز رنگ سب رنگوں میں پسندیدہ رنگ تھا جیسا کہ اس روایت میں ہے: حضرت سیّدُنا مالک اَشتر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے پوچھا: اَیُّ الْاَلْوَانِ اَحْسَنُ ؟ یعنی کون سا رنگ سب سے بہتر

ہے؟ تو آپ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَلْخُضْرَۃُ لِاَنَّھَا لَوْنُ ثِیَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یعنی سبز رنگ (اور وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا) کیونکہ یہ اہلِ جنت کے لباس کا رنگ ہے۔

(الآداب الشرعیة ، فصل فی انواع اللباس الخ، ۴۹۹/۳)

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھی مروی ہے کہ کَانَ اَحَبُّ الْاَلْوَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم الْخُضْرَۃ یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رنگوں میں سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔

(معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ محمد، ۴ /۲۰۶، حدیث: ۵۷۳۱ ، واللفظ لہ، کنزالعمال، کتاب الشمائل ، اللباس، الجز۷، ۴۵/۴، حدیث:۱۸۲۵۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے سبز رنگ ہمارے پیارے پیارے آقا مکینِ گنبدِ خضریٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پسندیدہ رنگ ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ صرف اسے پسند فرمایا بلکہ مختلف اوقات میں سبز رنگ کے کپڑے بھی زیبِ تن فرمائے جیسا کہ

سرکار کا سبز لباس

حضرت سیّدنا اَبُو رِمثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس حال میں زیارت کی کہ عَلَیْہِ بُرْدَانِ اَخْضَرَان یعنی

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو سبز چادریں زیبِ تن فرما رکھی تھیں۔

(ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الثوب الاخضر، ۳۷۱/٤، حدیث:۲۸۲۱)

سبز لباس میں خطبہ ارشاد فرمایا

حضرت سیّدنا امام احمد بن شعیب نَسائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسی روایت کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: حضرت سیّدنا ابو رِمثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ وَعَلَیْہِ بُرْدَانِ اَخْضَرَان یعنی میں نے نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یوں زیارت کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو سبز چادریں زیب تن فرما رکھی تھی اور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ (نسائی، کتاب صلوٰۃ العیدین، باب الزینۃ للخطبۃ للعیدین، ص۲۷۳، حدیث:۱۵٦۹)

ایک اور روایت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سبز کپڑے استعمال فرمانے کا ذکر یوں ہے کہ حضرت سیّدنا ابو رِمثہ تَمیمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: کُنْتُ مَعَ اَبِی فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَوَجَدْنَاہُ جَالِسًا فِی ظِلِّ الْکَعْبَۃِ وَعَلَیْہِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ یعنی میں اپنے والد کے ہمراہ نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ہم نے نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خانۂ کعبہ کے سائے میں یوں تشریف فرما دیکھا کہ آپ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو سبز چادریں زیبِ تن فرمائی ہوئی تھیں۔

(مسند احمد ، مسند الشامیین ، حدیث ابی رمثه التمیمی ، ۶/۱۵۹، حدیث:۱۷۵۰۱)

جبریل امین کا سبز لباس

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدنا جبرئیلِ امین عَلَیْہِ الصلوۃُ والسَّلام کے سبز لباس پہننے کا بھی حدیث میں ذکر موجود ہے چنانچہ

حضرت علامہ عبدالوہاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی **نقل** فرماتے ہیں: **سرکارِ دو عالم**، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام میرے پاس سبز لباس میں حاضر ہوئے جس میں موتی لٹک رہے تھے۔ (کشف الغمه ، کتاب الصلوة ، باب مایحل و یحرم من اللباس ، الجزء الاول، ص۱۸۴)

اذان سکھانے والے فرشتے کا لباس

صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان کو خواب میں اذان سکھانے والے فرشتے نے بھی سبز رنگ کا لباس پہن رکھا تھا چنانچہ **حضرت** سیّدنا محمد بن عبداللہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: رَاَیْتُ رَجُلاً عَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ یعنی جو فرشتہ اذان سیکھانے کیلئے آیا تھا اس نے دو سبز کپڑے پہن رکھے تھے۔

(ابن ماجه، کتاب الاذان والسنة فیها ،باب بدء الاذان، ۱/۳۸۹، حدیث:۷۰۶)

وُفود سے ملاقات کے وقت سرکار کا لباس

مُحَدِّثِ کَبِیر حضرت علاّ مہ عبدالرحمٰن ابنِ جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ایک سبز رنگ کی چادر تھی جس کی لمبائی چار گز اور چوڑائی ڈھائی گز تھی جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وُفُود سے ملاقات کے وقت زیبِ تن فرماتے تھے۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ، الباب الثامن فی ذکر ردائه، الجزء الثانی، ص ۱۴۱)

مقامِ محمود پر سرکار کا سبز لباس

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سبز رنگ سے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو حُلّہ شریف عطا فرمائے گا اس کا رنگ بھی سبز ہوگا چنانچہ

حضرت سیّدنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بروزِ قیامت جب لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے میں اپنی امت کو ایک ٹیلے پر لے جاؤں گا، وہاں مجھے میرا رب (عَزَّوَجَلَّ) سبز حُلّہ (جنّتی لباس) پہنائے گا۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ، الباب

الثامن فی ذکر المقام المحمود ، الجزء الثانی، ص ۳۳۱)

صحابیہ کی سبز اوڑھنی

صحابیِ رسول حضرت سیِّدنا عبدالرحمٰن بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کی زوجہ ایک بار سر پر سبز رنگ کا دوپٹہ اوڑھے **اُمُّ المؤمنین** حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔

(بخاری، کتاب اللباس، باب ثیاب الخضر، ۵۷/۴، حدیث:۵۸۲۵ مختصرًا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ حدیثِ مبارک میں ایک صحابیہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہا کے سبز رنگ کا دوپٹہ اوڑھنے کا ذکر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے تحت چلنے والے مدنی مُنّیوں کے مَدارِسُ المَدِینہ، دَارُالمَدِینہ اور اسلامی بہنوں کے جامعات المدینہ کی طالبات اور پڑھانے والی اسلامی بہنیں بھی اپنے سروں پر سبز سبز رنگ کے ''اِسکارف'' اوڑھتی ہیں۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ

یونیفارم کی تفصیل

مَدَنی بُرقَع (دو حصوں پر مشتمل مکمل ترکیب جو مدنی مرکز کے طریقہ کار میں ہے) ڈِھیلی ڈھالی سفید شلوار قمیص جس کی آستینیں کلائی تک ہوتی ہیں۔ کالے دَستانے اور گرین اِسکارف (سبز رنگ کی بڑی اوڑھنی)۔ ان اسلامی بہنوں کو ترغیب دلائی

جاتی ہے کہ جس جگہ صرف اسلامی بہنیں ہی ہوں وہاں بھی مدنی برقعے کا اُوپری حصہ نہ اُتاریں بلکہ اس پر ہی گرین اِسکارف پہن لیا کریں۔

سبز گھڑ سوار

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابوعمران واسطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں مکّۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے سُوئے مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزارِ فائضُ الْاَنوار کے دِیدار کی نیَّت سے چلا، راستے میں مجھے اِتنی سخت پیاس لگی کہ موت سر پر منڈلانے لگی، نِڈھال ہو کر ایک کیکر کے دَرَخْت کے نیچے بیٹھ گیا۔ یکا یک سبز لباس میں ملبوس ایک سبز گھڑ سوار نُمُودار ہوئے، اُن کے گھوڑے کی لگام اور زِین بھی سبز تھی نیز اُن کے ہاتھ میں سبز شربت سے لَبالَب سبز پِیالہ تھا، وہ اُنہوں نے مجھے دیا اور فرمایا: پیو! میں نے تین سانس میں پیا مگر اُس پیالے میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا: مدینۂ منوَّرہ (زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا) تا کہ سرورِکونَین، رَحمتِ دارَین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور شَیخَینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بارگاہوں میں سلام عرض کروں۔ فرمایا: جب تم وہاں پہنچو اور اپنا سلام عرض کرلو تو اُن تینوں بُلند و بالا

ہستیوں سے عرض کرنا کہ **رضوان** (فرشتہ، خازنِ جنّت) بھی آپ حضرات کی خدمات میں سلام عرض کرتا ہے۔(روض الریاحین، ص ۳۲۹)

سبز رنگ سنّت ہے

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت فرماتے ہیں: **کَانَ اَعجَبُ اللِّبَاسِ اِلَی الرَّسُولِ الثِّیَابَ الخَضْر** یعنی نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سبز لباس سب سے زیادہ پسند تھا۔

(ناسخ الحدیث و منسوخہ، کتاب جامع، باب فی لبس البیاض، ص ۵۶۰، حدیث:۵۸۹)

حضرت علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی سبز رنگ کو سنّت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "**لُبْسُ الاَخْضَرِ سُنَّۃٌ** یعنی **سبز رنگ پہننا سنّت ہے۔**"

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الحضر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ۹/۵۸۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ حضرت علّامہ شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے فیصلہ ہی فرما دیا کہ سبز رنگ پہننا سنّت ہے چونکہ عمامہ لباس ہی کا حصہ ہے اس لیے حضرت علّامہ شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ کی اس عبارت سے سبز عمامے کا پہننا بھی سنّت ثابت ہوا۔ اس عبارت سے سبز عمامے پر استدلال یوں

بھی درست ہے کہ امام جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی سے جب سوال کیا گیا: ذَکَرَ بَعضُھُم اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم لَبِسَ عِمَامَۃً صَفرَاءَ فَھَل لِذٰلِکَ اَصلٌ؟ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زرد عمامہ پہنا ہے، تو کیا اس کی کوئی اصل ہے؟

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے جواب میں زرد عمامہ شریف والی روایات کے ضمن میں یہ حدیث بھی ذکر فرمائی کہ حضرت سیِّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُمَا سے مروی ہے: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم یُصَفِّرُ ثِیَابَہ یعنی نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے کپڑوں کو زرد رنگا کرتے تھے۔

(الحاوی للفتاوی، کتاب البعث، ذکر ما وقع لنا من روایۃ الحسن الخ، ۲/۱۲۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمایئے حضرت سیِّدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کا "زرد عمامے" سے متعلق سوال کے جواب میں "زرد کپڑوں" والی حدیث پیش کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ لباس کے اطلاق میں عمامہ بھی شامل ہے، ورنہ سوال و جواب میں مُطابَقت ہی نہ ہوگی جو کہ علامہ جلال الدین سیوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی جیسی شخصیت کے متعلق تصور بھی نہیں کی جا سکتی۔

حضرت **علامہ** ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''اِبنِ بطّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ''سبز لباس جنّتیوں کا لباس ہے اور سبز رنگ کے لیے یہی شرف کافی ہے کہ اہلِ جنّت کے لباسوں کا رنگ سبز ہوگا اسی وجہ سے شُرَفا نے اسے اپنایا ہے۔''

(جمع الوسائل، باب ماجاء فی لباس رسول اللّٰہ الخ ، الجزء الاول، ص۱٤٤)

حضرت **علامہ** شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سبز رنگ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **''سبز رنگ کی طرف دیکھنا نظر کو تیز کرتا ہے۔''** (کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ذکر آداب لباس ، ص ۳۷)

سبز رنگ ''امن'' کی علامت ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غالباً مذکورہ بالا قول کہ سبز رنگ کی طرف دیکھنا نظر کو تیز کرتا ہے کی وجہ سے ہی آپریشن والی آنکھ پر ڈاکٹر صاحبان سبز کپڑے کا ٹکڑا بندھواتے ہیں، نیز سبز رنگ **''امن''** کی علامت بھی ہے کہ ٹرین کو چلانے کیلئے سبز جھنڈی دکھائی جاتی ہے یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ آگے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسی طرح دیگر گاڑیوں کو بھی ٹریفک کی سبز لائٹ ہی جانے کا اشارہ کرتی ہے کہ گاڑی آگے بڑھنے دو کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔

امیرِ اہلسنت کی سبز رنگ سے محبت

پندرھویں صدی کی عظیم علمی و رُوحانی شخصیت، **شیخِ طریقت**، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَت بَرَکاتُھُمُ العَالِیَہ زبردست عاشقِ رسول ہیں۔ **آپ** دَامَت بَرَکاتُھُمُ العَالِیَہ کا **عاشقِ رسول** ہونا ہر خاص و عام پر ظاہر و باہر ہے اور سچی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی ہر پسندیدہ چیز بلکہ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر ہر شے سے بھی محبت کی جائے۔ سبز گنبد کے مَکین، **رَحمَۃٌ لِلعَالَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سبز رنگ محبوب تھا اور آپ عَلَیْہِ الصلوۃُ وَالسَّلام کے روضۂ مبارکہ پر بنے گنبد کا رنگ بھی سبز ہے یہی وجہ ہے کہ عاشقِ صادق، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَت بَرَکاتُھُمُ العَالِیَہ بھی سبز رنگ سے بے حد محبت کرتے ہیں اس کا اندازہ مندرجہ ذیل ملفوظات سے لگایا جا سکتا ہے جس کا اظہار آپ دَامَت بَرَکاتُھُمُ العَالِیَہ وقتاً فوقتاً اپنے بیانات و مدنی مذاکرات میں فرماتے رہتے ہیں کہ "میں نے گنبدِ خضریٰ کی نسبت ہی سے تو سبز رنگ کو سر پہ سجایا ہے (کہ اسے میرے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پسند فرمایا ہے) اب اسے قدموں تلے روندوں؟ میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اپنے قدموں سے سبز گھاس کو روندوں یا سبز قالین پر ہی چلوں یہ اگرچہ جائز ہے لیکن دل نہیں مانتا۔ اگرچہ کبھی کبھار نہ چاہتے ہوئے چلنا بھی پڑ جاتا ہے۔ بعض لوگ

سبز رنگ کی چپل پہنتے ہیں، بعض لیٹرین کے دروازے پر سبز رنگ کا پائیدان رکھتے ہیں، اِستنجا کا لوٹا سبز رکھتے ہیں میں اسے ناجائز یا گناہ تو نہیں سمجھتا لیکن میرا دل نہیں کرتا کہ میں ایسا کروں'' کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

سبز عمامے کے بارے میں مفتیانِ کرام کے فتاویٰ

مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا فتویٰ

شارح بخاری، نائبِ مفتیٔ اعظم ہند، مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ایک سوال: ''سبز رنگ کے عمامہ میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟'' کے جواب میں فرماتے ہیں: سبز رنگ کے عمامہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(ماہنامہ اشرفیہ فروری ۱۹۹۹ء بحوالہ دعوتِ اسلامی علمائے اہلِ سنت کی نظر میں، ص ۳۸)

مفتی ریاض الحسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا فتویٰ

خلیفۂ حُجَّۃُ الاِسلام حضرت علّامہ مولانا ریاض الحسن جیلانی قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سبز عمامہ شریف بھی باندھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کے ایک مُعاصِر عالم (صاحب) نے آپ سے سبز عمامہ کے متعلق اِستفسار کیا اور یہ رائے بھی قائم کی کہ سبز عمامے کے بجائے سفید ہی ہونا

چاہیے۔اس پر آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ نے سبز عمامے کے (جواز کے) متعلق ایک رسالہ بنام ''لَمْعَۃُ النَّیَّرِ فِی لَوْنِ الْاَخْضَر'' تحریر فرمایا جو کہ سبز عمامے کے متعلق لکھا جانے والا پہلا تحقیقی رسالہ ہے۔ (ریاض الفتاویٰ،۳/۲۵۱)

نوٹ: یہ رسالہ ریاض الفتاویٰ کی تیسری جلد میں صفحہ 251 تا 257 پر موجود ہے۔

مفتی محمد فیض احمد اویسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا فتویٰ

خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، مُصَنِّفِ کُتُبِ کثیرہ، حضرتِ علّامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے رسالے ''سبز عمامہ کا جواز'' میں فرماتے ہیں: دورِ حاضر میں جن صاحبان نے سبز عمامہ کو بدعت وحرام کہا ہے انہوں نے شریعتِ مُطَہَّرہ پر اِفتراء اور خود کو مستحقِ سزا بنایا ہے اس لئے کہ اس کا استعمال بہشت میں بہشتیوں (جنتیوں) کو نصیب ہوگا اور دنیا میں خود سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا استعمال ثابت ہے اور جو عمل حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہو اس کو بدعت وحرام کہنا ظلمِ عظیم ہے۔

(سبز عمامہ کا جواز،ص ۷)

مزید حضرت مُلَّا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ البَارِی کے حوالے سے ایک روایت ''کَانَ اَحَبُّ الْاَلْوَانِ اِلَیْہِ الْخُضْرَۃ یعنی رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رنگوں میں زیادہ محبوب سبز رنگ تھا'' نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سبز رنگ مَرغُوب ومحبوب ہے تو پھر امتی کو ضد کیوں؟ ثابت ہوا کہ سبز عمامہ جائز ومستحب ہے کیونکہ اصل مقصود عمامہ باندھنا ہے وہ خواہ سفید رنگ میں ہو یا سبز و پیلے رنگ کا، مُعترِضین کا اسے بدعت و ناجائز کہنا غلط اور خلافِ تحقیق ہے۔ (سبز عمامہ کا جواز، ص۱۰)

نوٹ: **مفتی صاحب** رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سبز عمامے کے جواز پر ۴۰ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ بنام ''**سبز عمامہ کا جواز**'' تحریر فرمایا جس میں آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سبز عمامے کے جواز پر تفصیلی کلام فرمایا ہے۔

مفتی عبد الرزاق بھترالوی صاحب کا فتویٰ

مُحَقِّقِ اہلِ سنّت، مُحَشِّیِ کُتُبِ دَرسِ نِظَامی، مُصَنِّفِ کُتُبِ کثیرہ حضرتِ علّامہ مفتی عبد الرزاق چشتی بھترالوی مُدَّ ظِلُّہُ العَالِی نے بھی سبز عمامے کے متعلق ۵۶ صفحات پر مشتمل ایک علمی و تحقیقی رسالہ بنام ''**سبز عمامہ کی برکتوں سے کذّاب جل اُٹھے**'' تحریر فرمایا ہے جس میں دَلائل وبَراہین سے نہ صرف اس کا جواز ثابت کیا بلکہ اس کے متعلق پیدا ہونے والے شیطانی وَساوِس کے تسلی بخش جوابات بھی دیئے ہیں۔

مفتی رضاءُ المصطفٰے ظَرِیفُ القادری صاحب کا فتویٰ

حضرت علّامہ مفتی رضاءُ المصطفٰے ظَرِیفُ القادری مُدَّ ظِلُّہُ العَالِی سبز عمامہ

شریف کے جواز پر لکھے گئے اپنے رسالے میں فرماتے ہیں: بلاشبہ سبز رنگ کا عمامہ باندھنا جائز و رَوا ہے اور اس کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج ومُضایقہ نہیں، سفید وغیرہ رنگ کے عمامہ کی طرح اس رنگ کے عمامہ کو باندھنے سے بھی اِن شَآءَ اللّٰہ سنّت پاک پر عمل ہو جائے گا اور ایسے رنگ کا عمامہ باندھنے والا بارگاہِ خداوندی جَلَّ جَلَالُہٗ میں اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ کُتُبِ اَحادِیث وسِیَر میں اگرچہ بِالعُموم باقی رنگ کے عَمائم کا ذکر ہے تاہم محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق مُحَدِّث دہلوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ رسولِ کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسلِیم کے لباس مبارک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''دستار مبارک آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر اوقات سفید بود گاہے سیاہ و احیاناً سبز ترجمہ: رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دستار مبارک اکثر سفید ہوتی تھی کبھی سیاہ رنگ کی ہوتی اور بسا اوقات سبز رنگ کی ہوتی۔'' (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص ۳)

لہٰذا حضرت مُحَدِّث دہلوی کے اس قول کی صحت کی صورت میں سبز رنگ کا عمامہ سُنّتِ مُستَحَبَّہ کے زُمرہ میں آجاتا ہے، اگر بالفرض سیدِ عالم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اس رنگ کا عمامہ استعمال فرمانا روایۃً منقول وثابت نہ بھی ہو تو یہ امر اَظْھَر مِنَ الشَّمْس ہے کہ رسولِ کریم عَلَیْہِ السَّلَام نے سبز رنگ کے کپڑوں کو نہ صرف پسند فرمایا بلکہ استعمال بھی فرمایا۔ (سبز عمامہ کا جواز، ص۲)

مفتی صاحب مہاجرین اوّلین کے سبز عمامہ شریف پہننے والی روایت[1] ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: روایتِ مذکور کے اِطلاق میں ان صحابۂ کرام کا بھی سبز وغیرہ رنگ کے عمامے باندھنا ثابت ہوتا ہے اور اس اطلاق کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا، کہ سبز رنگ کا عمامہ باندھنا پیارے صدیقِ اکبر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ) کی سنّت ہے، حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ حضرت عثمان ذُوالنُّورَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اور شُہَدَاءِ بدر وغیرہم مہاجرین اَوَّلین صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم کی سنّت ہے۔

مذکور روایت میں مہاجرین اوّلین کے مُطلَق ذکر کی روشنی میں یہ غالب و قوی پہلو کارفرما ہے کہ ان حضرات نے سبز رنگ کے عمامے رسولِ کریم عَلَیْہِ السَّلَام کے سامنے باندھے ہوں اور آپ کا منع فرمانا ثابت نہیں اور ایسا امر جس کو دیکھ کر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سُکُوت فرمایا اور منع نہ فرمایا "سنّتِ تَقریری وسُکُوتی کہلاتا ہے" چنانچہ دیگر کُتُبِ اُصول کے علاوہ نظامی شرح حسامی میں ہے "اَلسُّنَّۃُ تُطلَقُ عَلٰی قَولِ الرَّسُولِ عَلَیہِ السَّلام وَ فِعلِہٖ وَ سُکُوتِہٖ و بالفاظ نظامی عند امر

---

[1] ……مصنف ابن ابی شیبہ ، کتاب اللباس ، باب من کان یعتم بکور واحد ، ۵۴۵/۱۲، حدیث: ۲۵۴۸۹ واللفظ لہ ،مسند اسحاق بن راھویہ، ما یروی عن الاسود بن یزید الخ، ۸۸۲/۳، رقم: ۱۵۵۶

یعانیہ ''یعنی سنّت کا اِطلاق رسولِ کریم عَلَیْہِ السَّلَام کے قول، فعل اوراس امر پر کیا جاتا ہے، جس کو دیکھ کر آپ نے سُکوت فرمایا۔(النظامی شرح حسامی ، باب فی بیان اقسام سنة ، ص٦٦) لٰہذا اس طرح بھی سبز عمامہ کا مَسنُون ہونا ثابت ہوتا ہے۔

خلفائے راشدین کی سنت

جیسا کہ ثابت ہو چکا کہ روایتِ مذکور میں مُہاجِرِین اوّلین کے مُطلَق ذکر کے اعتبار سے اس میں خلفائے راشدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم بھی داخل وشامل ہیں اور یہ وہ حضرات ہیں جن کی سنّتِ مبارکہ کو رسولِ کریم عَلَیْہِ السَّلَام نے اُمت کے لیے اپنی سنّت پاک کی طرح قرار دیا چنانچہ حدیثِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے:عَلَیکُم بِسُنَّتِی وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ المَھْدِیِّین۔

(ابوداؤد، کتاب السنة، باب لزوم السنة،٤/٢٦٨، حدیث:٤٦٠٧)

ان نُفُوسِ قُدسِیَّہ کے بارے میں فرمایا:اَصحَابِی کَالنُّجُومِ فَبِاَیِّھِم اِقتَدَیتُم اِھتَدَیتُم (یعنی) میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کے پیچھے چلو گے راہ پاؤ گے۔

(مشکوة المصابیح ، کتاب المناقب ، باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث، ٢/٤١٤، حدیث:٦٠١٨)

معلوم ہوا کہ سبز رنگ کے عمامے استعمال کرنے میں راہِ ہدایت کے ستارے صحابۂ کرام (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم) کی پیروی ہے اوران کی پیروی کو محبوبِ خدا

عَلَیْہِ السَّلَام نے امت کے لیے ذریعۂ ہدایت قرار دیا لہٰذا ان حضرات کی پیروی میں سبز عمامہ استعمال کرنا اور ان حضرات کے استعمال فرمانے کی وجہ سے اس پر سنّت کا اطلاق کرنا جائز ہے، اور اس کے سُنّتِ مُستَحَبَّہ ہونے کی وجہ سے اِلتزام ضروری نہیں۔

(سبز عمامہ کا جواز، ص ۵ تا ۹)

قبلہ مفتی صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے بھی سبز عمامے کے جواز پر ۱۷ صفحات پر مشتمل ایک تحقیقی رسالہ بنام ''**سبز عمامہ کا جواز**'' تحریر فرمایا اور سبز عمامے کے متعلق پیدا ہونے والے وَساوِس کے جواب میں بھی ۲۴ صفحات پر مشتمل ایک اور علمی و تحقیقی رسالہ بنام ''سبز عمامہ کے جواز و اِستحباب پر اِعتراضات کا **علمی و تحقیقی مُحاسَبہ**'' تحریر فرمایا جس میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے سبز عمامے کے جواز و اِستحباب پر دلائل و براہین قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے متعلق پیدا ہونے والے شیطانی وساوس کے تسلی بخش جوابات بھی دیئے ہیں۔

سبز عمامے کے متعلق مبشرات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خواب برحق ہیں اگرچہ یہ شرعاً حجت نہیں ہوا کرتے (مطالع المسرات، فصل فی فضل الصلاۃ علی النبی، ص ٥٤)

لیکن بسا اوقات ان کے ذریعے کسی کو تنبیہ کی جاتی تو کسی کو نوید سنائی جاتی ہے۔

اسی لئے سَیِّدُالْمُرسَلین، خَاتَمُ النَّبِیّین، جنابِ رَحمَۃٌ لِّلْعٰلمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خواب کواَمرِ عظیم (اہم بات) جانتے اوراس کے سننے، پوچھنے، بتانے، بیان فرمانے میں نہایت اِہتمام فرماتے چنانچہ

حضرت سیِّدنا سَمُرہ بن جُندُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور پُرنُور، شَافِعِ یَوْمُ النُّشُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نمازِ صبح پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے: ''آج رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' جس نے دیکھا ہوتا عرض کرتا، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تعبیر ارشاد فرما دیتے۔'' (بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، ١/٤٦٧، حدیث:١٣٨٦)

خواب مبشرات و بشارات ہیں

حضرت سیِّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَات یعنی اب نبوت باقی نہیں رہی (ہاں اس کا فیض) مُبَشِّرات کی صورت میں باقی ہے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: وَمَا الْمُبَشِّرَات؟ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُبَشِّرات سے کیا مراد ہے؟ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلرُّؤیَا الصَّالِحَۃَ یعنی مُبَشِّرات سے مراد نیک خواب ہیں۔ (بخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات، ٤/٤٠٤، حدیث:٦٩٩٠) گویا اب قیامت تک کوئی

نبوت کا دعویٰ نہیں کرسکتا جو کرے گا وہ کافر و مُرتد ہوگا۔ فیضانِ نبوت مُبَشِّرات یعنی خوشخبریوں کی صورت میں قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ مُوافِقِ شرع ہو۔'' (فتاویٰ رضویہ، ۳۶۶/۲۸) سیرت و تاریخ کی کُتُب میں کئی واقعات موجود ہیں بلکہ قرانِ مجید فرقانِ حمید میں حضرت سیِّدنا یوسف عَلَیْہِ السَّلام کے خواب اور اس کی تعبیر کا بھی ذکر ہے۔ اچھے خواب بیان کرنے کی تو خود ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی ترغیب دلائی ہے چنانچہ

حضرتِ سیِّدنا ابو سعید خُدرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے سَیِّدُ الْمُرسَلِین، خَاتَمُ النَّبِیِّین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''اچھا خواب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اسے چاہئے کہ اِس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرے اور اس خواب کو کسی کے سامنے بیان بھی کر دے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے جب کوئی ایسا خواب دیکھے تو اُس کے شر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگے اور اسے کسی کے سامنے ذکر نہ کرے۔ بے شک یہ خواب اس کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔'' (بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا من اللہ، ٤٢٣/٤، حدیث: ٧٠٤٥)

یہاں سبز عمامے سے متعلق چند مُبَشِّرات ذکر کئے گئے ہیں چنانچہ

سبز عماموں والی فوج

حضرت سیّدنا ابوعُبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگ سے قبل ایک خواب دیکھا، جس میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سفید نورانی لباس میں ملبوس سبز سبز عمامے سجائے، زرد جھنڈے اٹھائے گُھڑ سواروں کو مُلاحظہ فرمایا جو حضرت سیّدنا ابوعُبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرما رہے تھے: آگے بڑھو، دشمن سے ہرگز خوف مت کھاؤ، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری مدد فرمائے گا۔

(فتوح الشام، نساء المسلمین فی المعرکۃ، ۱/۱۹۱)

بعدِ وصال سبز عمامے میں

اَسمَاءُ الرِّجَال کی مشہور و مُعتبَر کتاب تَہذِیبُ الْکَمال میں مذکور ہے کہ جلیلُ القدر مُحدِّث حضرت سیّدنا ابوعمار حسین بن حُریث رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو وصال کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر بن خُزَیمہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے خواب میں دیکھا کہ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ منبرِ رسول پر موجود ہیں، سفید لباس پہنا ہوا ہے اور سر پر سبز سبز عمامہ جگمگا رہا ہے اور آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ایک آیتِ کریمہ کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

(تہذیب الکمال، ٦/ ٣٦١، سیرِ اعلام النبلاء، الحسین بن حریث، ٩/ ٥٧٤، رقم: ١٨٨٦)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بعد وصال سبز عمامہ

سِبط ابنِ جوزی کا بیان ہے کہ حضرت سیّدنا شیخ عمادُالدِّین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کی تدفین کی رات جب میں واپس لوٹا تو ان کے بارے میں، ان کے جنازے اور اس میں شرکت کرنے والے کثیر لوگوں کے متعلق سوچنے لگا۔ دل میں آیا کہ یہ تو بہت نیک انسان تھے، جب انہیں قبر میں رکھا گیا ہو گا تو انہوں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کیا ہو گا۔ اتنے میں مجھے وہ اَشعار یاد آ گئے جو حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنی وفات کے بعد خواب میں مجھے سنائے تھے۔ پھر میں نے کہا: امید ہے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی طرح انہوں نے بھی اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کیا ہو گا۔ اس کے بعد مجھے نیند آ گئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا شیخ عمادُالدِّین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن سبز رنگ کا حُلّہ زیبِ تن فرمائے، سر پر سبز سبز عمامہ شریف سجائے گویا ایک وسیع و عریض باغ میں ہیں اور وسیع درجات میں بلند ہو رہے ہیں۔

میں نے ان سے کہا: ''اے عمادُالدّین! قبر کی پہلی رات کیسی گزری؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آپ ہی کے متعلق سوچ رہا تھا'' وہ میری طرف دیکھ کر حسبِ

عادت ویسے ہی مسکرائے جیسے دنیا میں مسکراتے تھے پھر یہ اشعار کہے (جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے) کہ جب مجھے قبر میں اُتارا گیا اور میں اپنے دوستوں، اہل وعیال اور پڑوسیوں سے جدا ہوا تو اس وقت میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''تجھے میری طرف سے بہترین بدلہ دیا جائے گا بے شک میں تجھ سے راضی ہوں اور میری بخشش ورحمت تیرے ساتھ ہے۔ تم ساری زندگی میرے عَفو وکرم اور رضا وخوشنودی کی امید میں رہے پس تجھے جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔'' سِبط اِبنِ جوزی نے کہا: اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا مجھ پر خوف طاری تھا اور میں نے ان اشعار کو لکھ لیا۔ (البدایہ والنہایہ، احداث سنة اربع عشرة و ست مائة، الشیخ الامام العلامه الشیخ العماد، ۵۸٤/۸)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

سبز عمامے والا خوش نصیب

حضرت سیّدنا یحیٰی بن یحیٰی رَحمۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالٰی نے حضرت سیّدنا امام مالک بن اَنس رَحمۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کی طرف علمِ دین کے حصول کے لیے میری رہنمائی فرمائی اور میں آپ رَحمۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کے پاس حاضر ہوا تو سیّدنا امام مالک رَحمۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ نے مجھے سب سے پہلے جو بات

ارشاد فرمائی وہ یہ تھی، آپ رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے پہلے مجھ سے میرا نام دریافت فرمایا، میں نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو عزت عطا فرمائے، میرا نام یحییٰ ہے۔ حضرت سیِّدنا یحییٰ رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنے ساتھیوں میں عمر کے اعتبار سے سب سے چھوٹا تھا، حضرت سیِّدنا امام مالک رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اللہ اللہ، اے یحییٰ! تحصیلِ علمِ دین کے لیے محنت ولگن کو لازم پکڑلو، میں تمھاری علمِ دین میں رغبت بڑھانے کے لیے ایک طالبِ علم کا واقعہ سناتا ہوں جو تمہیں حصولِ علم میں رغبت دلانے اور اس کے غیر سے بچانے میں مُعاوِن ثابت ہوگا۔ اس کے بعد آپ رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے واقعہ بیان فرمایا کہ اہلِ شام سے تمہاری عمر کا ایک نوجوان علمِ دین کی جُستجُو میں مدینہ شریف آیا اور ہمارے ساتھ تحصیلِ علمِ دین میں مشغول رہا پھر اس کا انتقال ہوگیا، میں نے اس کے جنازے میں ایسے رُوح پرَوَر مناظر دیکھے جو اس سے پہلے اپنے شہر کے کسی عالمِ دین اور کسی طالبِ علم کے جنازے میں نہیں دیکھے تھے۔ میں نے اس کی میّت کے پاس علمائے کرام کا ایک جَمِّ غَفِیر دیکھا، حاکمِ وقت نے جب کثیر علمائے کرام کو دیکھا تو خود جنازہ پڑھانے سے رُک گیا اور کہا آپ حضرات میں سے جو جنازہ پڑھانا پسند فرمائے وہ آگے تشریف لے آئے، چنانچہ اہلِ علم میں سے حضرت سیِّدنا امام رَبیعہ رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ آگے بڑھے اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر حضرت سیِّدنا

ربیعہ، زید بن اسلم، یحییٰ بن سعید، اور ابن شہاب رَحمۃُ اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْھِم نے ان کو قبر میں اتارا اور حضرت سیّدنا محمد بن مُنذر، صَفوان بن سُلَیم، ابوحازِم رَحِمَھُمُ اللّٰہُ المُبِیْن اوران جیسے دیگر اہلِ علم حضرات ان کی قبر کے قریب ہوئے اور اینٹیں لگوانے میں حضرت سیّدنا ربیعہ رَحمۃُ اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ کی مُعاوَنت فرمائی۔ حضرت سیّدنا امام مالک رَحمۃُ اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں اس نوجوان کی تدفین کے تین دن بعد ایک بزرگ رَحمۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ نے اسے خواب میں انتہائی حسین وجمیل صورت میں سفید **لباس زیبِ تن کیے، سر پر سبز سبز عمامہ شریف کا تاج سجائے**، ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار آسمان سے اترتے دیکھا گویا کہ وہ کوئی پیغام لے کر آرہے ہیں۔ انھوں نے سلام کیا اور کہا کہ یہ مقام مجھے علمِ دین کے سبب ملا ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے علمِ دین کے ہر باب کے بدلے جو میں نے سیکھا تھا جنّت میں ایک درجہ عطا فرمایا مگر میں پھر بھی اہلِ علم کے مقام و مرتبے کو نہ پہنچ سکا۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: انبیائے کرام عَلَیْھِمُ الصلوٰۃُ والسَّلام کی وِراثت کو بڑھادو، میرے ذمۂ کرم پر ہے کہ میں عالِم اور علمِ دین کی طلب میں فوت ہوجانے والے طالبِ علم کو جنّت کے ایک درجے میں جمع کردوں گا۔ پھر میرے رب نے مجھ پر مزید عطائیں فرمائیں یہاں تک کہ میں اہلِ علم کے درجات کو پہنچ گیا اور میرے اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان صرف دو درجوں کا فاصلہ

رہ گیا ایک وہ درجہ جس میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے گرد باقی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصلٰوۃُ والسَّلام تشریف فرما تھے اور دوسرا وہ درجہ جس میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابہ اور دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصلٰوۃُ و السَّلام کے اصحاب تھے ان کے بعد علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام اور طلبۂ علمِ دین کا درجہ تھا۔ مجھے اس درجہ کی سیر کرائی گئی یہاں تک کہ میں اہلِ علم کے درمیان پہنچ گیا۔ مجھے دیکھ کر سبھی کے لبوں پر مرحبا مرحبا کی صدائیں جاری ہوگئیں۔اس کے علاوہ بھی بارگاہِ الٰہی میں میرے لیے نعمتیں ہیں۔خواب دیکھنے والے بزرگ رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے پوچھا وہ نعمتیں کیا ہیں؟ تو اس نوجوان نے کہا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصلٰوۃُ والسَّلام کو قیامت کے دن ایک زُمرے میں جمع کروں گا جیسا تم نے دیکھا اور پھر فرمایا: اے گروہِ علماء! یہ میری جنّت ہے جسے میں نے تمہارے لیے مُباح فرما دیا ہے، اور یہ میری رضا ہے بے شک میں تم سے راضی ہوں، تم اس وقت تک جنّت میں داخل نہ ہونا جب تک کہ تمہاری تمنائیں پوری نہ ہو جائیں اور تم شفاعت نہ کرلو۔تم سوال کرو عطا کیا جائے گا، تم جس کی شفاعت کرو گے میں تمہاری شفاعت اس کے حق میں قبول کروں گا اور یہ سب انعامات اس لئے ہیں کہ لوگ میری بارگاہ میں تمہارے مقام و مرتبے کو جان لیں۔جب صبح ہوئی تو ان بزرگ رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنا

یہ خواب عُلَماء کی مجلس میں بیان کیا اور اس طرح یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی، امام مالک رَحمۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جب یہ خبر ان لوگوں تک پہنچی جو ہمارے ساتھ پہلے علم حاصل کررہے تھے اور پھر چھوڑ گئے تھے وہ دوبارہ تحصیلِ علم کے لیے حاضر ہوگئے اور علمِ دین حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے، آج وہ ہمارے شہر کے عُلَماء میں سے ہیں، پھر امام مالک رَحمۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اے یحیٰ! تم بھی تحصیلِ علم دین کے لیے کوشش کرو۔

(شرح صحیح بخاری لابن بطال ،کتاب العلم ، ۱/ ۱۳٤)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مصطفٰی کے پیارے

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رُکن کے بیان کا خلاصہ ہے کہ ایک خلیجی ملک کے مشہور عربی عالمِ دین اپنا روح پرور خواب کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: میں اپنے ملک میں سفید لباس زیب تن کیے، سبز عمامے والوں کو دیکھتا تو بہت اچھا لگتا مگر چونکہ اس وقت میں دعوتِ اسلامی سے واقف نہ تھا اس لیے سوچتا کہ یہ سنّتوں کے آئینہ دار کون ہیں؟ ایک دن سویا تو قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، سر کی آنکھیں تو کیا بند ہوئیں دل کی آنکھیں روشن ہوگئیں، ایک

ایمان افروز منظر میری آنکھوں کے سامنے تھا کہ نبیِّ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلوہ فرما ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نورانی جلووں سے ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے کہ دَرِیں اَثنا کیا دیکھتا ہوں کہ سبز عمامے والے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ نظریں جھکائے جوق در جوق حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نظرِ رحمت فرماتے ہوئے جواب ارشاد فرمارہے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ سبز عمامے والے کون ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری طرف نظرِ کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ **''یہ دعوتِ اسلامی کے مُبَلِّغین ہیں اور میں اِن سے محبت کرتا ہوں''** جب میں بیدار ہوا تو بہت خوش تھا، اتفاق سے کچھ دن بعد دعوتِ اسلامی کے مُبَلِّغین کا ایک قافلہ ملاقات کے لیے آیا تو میں نے دعوتِ اسلامی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ دعوتِ اسلامی تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ہے جس کے بانی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا پیغام کئی ممالک میں پہنچ چکا ہے مزید سفر جاری ہے۔ یہ سن کر میں بہت متأثر ہوا۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کو خوب خوب ترقّی اور عُروج عطا

فرمائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

سبز عماموں والے بزرگ

رُکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ و نگرانِ پاکستان انتظامی کابینہ حاجی ابورجب محمد شاہد عطاری مُدَّظِلُّہُ العَالِی نے 31 دسمبر 2012ء کو عالمی مدنی مرکز **فیضانِ مدینہ باب المدینہ** (کراچی) میں ہونے والے مدنی مذاکرے کے دوران ایک مدنی بہار بیان کی جس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے: فرماتے ہیں ایک مرتبہ میری ملاقات حَکِیْمُ الْاُمَّت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان کے نواسے سے ہوئی جو کہ مبلغِ دعوتِ اسلامی بھی ہیں، انہوں نے بتایا کہ میری امی جان (یعنی مفتی صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کی شہزادی) نے مجھے بتایا کہ ایک رات خواب میں مجھے اپنے والدِ ماجد (یعنی مفتی صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ) کی زیارت ہوئی ان کے ساتھ دو بزرگ اور بھی تھے تینوں نے سر پر سبز سبز عماموں کے تاج سجا رکھے تھے۔ میں نے حیرت سے کہا کہ ابو جان! آپ نے سبز عمامہ شریف پہنا ہوا ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے کچھ یوں ارشاد فرمایا کہ میں نے اکیلے نہیں بلکہ میرے ساتھ جو دو بزرگ ہیں انھوں نے بھی سبز سبز عمامہ پہن رکھا ہے اِن میں سے ایک بابا کانواں والی سرکار (یہ ولی اللّٰہ ہیں ان کا مزار گجرات میں ہے) اور

دوسرے حضرتِ سیِّدُ نا جبریلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ہیں۔ اوراس کی وجہ یہ ہے کہ سبز عمامہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقبول ہو چکا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کا پیارا

حیدر آباد (باب الاسلام سندھ) کے مقیم اسلامی بھائی کا تحریری بیان بتَصَرُّف پیشِ خدمت ہے: میرے پاؤں میں فَرَیکچَر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے پاؤں میں سخت تکلیف محسوس کیا کرتا تھا، ایک دن اسی تکلیف کے عالم میں سرورِ ذیشان، رحمتِ عالَمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں دُرُود و سلام کے گُلدَستے پیش کررہا تھا کہ میری پلکیں نیند کے باعث بوجھل ہوگئیں اور بالآخر غُنُودگی نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا، **سر کی آنکھیں تو کیا بند ہوئیں میری قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی، عالمِ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جانب سے سرکارِ دوجہاں، سرورِ ذیشاں** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **تشریف لا رہے ہیں،** آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے جسکی تابانیوں (روشنیوں) سے ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا۔ مجھ پر ایک وَجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی، اِسی کیف وسُرور میں مَیں نے عرض کی یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں بہت تکلیف میں ہوں۔ اچانک

میری نظر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے برابر موجود شخص پر پڑی تو میں حیران رہ گیا کہ یہ تو امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں جو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے سر جھکائے رو رہے ہیں۔ حتی کہ روتے روتے آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ اسی اَثناء میں سرکارِ دوعالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرائے، آپ کے دَہنِ اَقدس سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا نورانی چہرہ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی طرف پھیرا، لبہائے مبارکہ کو جُنبِش ہوئی پھول جھڑنے لگے اور "**آپ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے امیرِ اہلسنّت کے لیے انتہائی محبت بھرے کلمات ارشاد فرمائے**"۔

اس اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ میں امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے عقیدت تو رکھتا تھا مگر ان سے مرید نہ تھا، جب بارگاہِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آپ کی قدر و منزلت دیکھی تو میری عقیدت میں دُونا دُوں اِضافہ ہو گیا۔ خیر اس کے کچھ عرصہ بعد میں خواب میں دوبارہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مُشَرَّف ہوا میں نے دیکھا کہ آپ ایک چٹائی پر تشریف فرما ہیں، آپ کی دائیں جانب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود ہیں اور سامنے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ادب سے سر جھکائے دو زانو بیٹھے ہیں

اور ایک کتاب کو سینے سے لگا رکھا ہے میں نے غور سے دیکھا تو اس پر ''فیضانِ سنّت'' لکھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی کچھ اور اسلامی بھائی بھی حاضرِ خدمت ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہو رہی تھی کہ **سرکار** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اور یارِ غار** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے سروں پر بھی سبز سبز عمامہ شریف جگمگا رہا تھا** پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے **فیضانِ سنّت** لے کر سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: **اے صدیق** (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) **اس میں سے بابِ دُرُود و سلام پڑھ کر سناؤ، حکم کی تعمیل میں سَیِّدُنا صدیقِ اکبر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **دُرُود و سلام کا باب پڑھ کر سنانے لگے** گویا کہ درس دے رہے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، اس خواب سے مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ **امیرِ اہلسنّت** آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کتنے پیارے ہیں۔ میں یہ حسین منظر زندگی بھر نہیں بھلا سکتا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!　　　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

دعوتِ اسلامی اور سبز عمامہ

ضلع رحیم یار خان (پنجاب پاکستان) کے ایک عالم صاحب کی حلفیہ تحریر کا لُبِّ لُباب ہے کہ میں **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول کو پسند کرتا تھا مگر

ذہن میں چند وَسوسے تھے جنہیں میں دُور کرنا چاہتا تھا مگر تَشَفّی نہیں ہو رہی تھی مَثَلاً:

﴿۱﴾ دعوتِ اسلامی کے مُبلّغین **''فیضانِ سنّت''** سے ہی کیوں دَرس دیتے ہیں؟

﴿۲﴾ **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کا **''اجتماعی بیعت''** کرانا سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

﴿۳﴾ **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه **کی موجودگی میں بَیعت کا اعلان و ترغیب کیوں دی جاتی ہے؟**

﴿۴﴾ عمامہ شریف **''سبز رنگ''** کا ہی کیوں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ مجھے ایک ایمان افروز خواب کے ذریعے ان کے جوابات مل گئے، تحدیثِ نعمت کے طور پر وہ **''خواب''** تحریر کر رہا ہوں۔ چنانچہ ایک رات جب میں سویا تو یہ خواب دیکھا کہ ایک بس کھڑی ہے جس میں سبز عمامے والے سُوار ہیں۔ ایک باعمامہ اسلامی بھائی نے مجھے **بغداد شریف** میں ہونے والے تبلیغِ قران و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے سنّتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی۔ میں اُن کی دعوت پر **لبّیک** کہتا ہوا بس میں سُوار ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بغداد شریف آگیا اور ہم سب **غوثِ پاک** رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے مزارِ پُر انوار کے سامنے جا پہنچے۔ قریب ہی ایک وسیع میدان میں بہت بڑا اجتماع جاری تھا۔ ہر طرف **سبز عماموں** کی بہار تھی۔ **میں** بھی اجتماع گاہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ روضۂ

پاک کے ساتھ **"تین منبر"** رکھے ہیں۔ ایک پر **غوثِ پاک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جلوہ فرما ہیں اور دوسرے پر **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور ان کے برابر والے منبر پر جو شخصیت جلوہ فرما تھیں میں انہیں پہچان نہ سکا۔ حیرت انگیز طور پر میری تَشَفّی کا سامان یوں ہوا کہ تینوں بزرگوں کے سروں پر سبز عمامہ شریف کا تاج سجا ہوا تھا اور **غوثِ پاک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دستِ مبارک میں **فیضانِ سنّت** تھی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان فرما رہے تھے، انداز بالکل سادہ اور عام فَہم تھا۔ بیان کے اختتام پر **اجتماعی بَیْعَت** کیلئے **غوثِ پاک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی موجودگی میں **ترغیب** پر مبنی اعلان ہوا۔ پھر حضورِ **غوثِ پاک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک **"سنہری رسی"** پھینکی جو حدِّ نگاہ تک جا پہنچی، اُس رَسی کو **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ، تمام شرکاءِ اجتماع اور میں نے بھی تھام رکھا تھا۔ جن الفاظ کے ساتھ **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **بَیْعَت** کے کلمات ادا فرماتے ہیں کم وبیش انہی الفاظ کے ساتھ **غوثِ پاک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے **بَیْعَت** کروائی، جب میری آنکھ کھلی اس وقت اذانِ فجر ہو رہی تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میرے تمام وَسوسوں کی کاٹ ہو گئی اور اس **مبارک خواب** کے ذریعے مجھے **درسِ فیضانِ سنّت**، **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **کی موجودگی میں بیعت کا اعلان، اجتماعی بیعت اور سبز عمامے** کے متعلق وَسوسوں کا جواب مل گیا۔

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم

سرہانے پر سبز عمامہ

بابُ المدینہ (کراچی) کے علاقے ڈِرگ روڈ میں مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ **دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے سے پہلے میں دین سے غافل معاشرے کا ایک بے حد بگڑا ہوا شخص تھا،** میرے نیکیوں پر گامزن ہونے کی صورت اس طرح بنی کہ مجھے ۱۴۱۳ھ بمطابق 1992ء میں دعوتِ اسلامی کے تحت کورنگی میں ہونے والے اجتماعِ ذکرو نعت میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا اجتماع میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ہونے والے رِقّت انگیز پُر تاثیر بیان نے میرے بدن پر لرزہ طاری کر دیا، مجھے اپنی زندگی کے انمول ہیروں کا یوں گناہوں بھری غفلت کی نذر ہو جانا ندامت دِلانے لگا۔ میں نے ہاتھوں ہاتھ اپنے گناہوں سے توبہ کی اور نمازوں کی پابندی شروع کر دی نیز سنّت کے مطابق داڑھی شریف بھی رکھ لی لیکن عمامہ شریف سجانے کا ابھی تک ذہن نہیں بنا تھا۔ کم وبیش ایک ماہ بعد میری قسمت کھل گئی کہ مجھے خواب میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

زیارت نصیب ہوگئی، میں نے دیکھا کہ آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سرِ پُرانوار پر سبز سبز عمامۂ نُور بار بہار وانوار لُٹا رہا ہے۔ میرے دل نے گواہی دی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے عمامہ شریف کی سنّت اپنانے کا فرما رہے ہیں۔ اس خواب کے بعد میں نے سر پر سبز عمامہ شریف کا تاج سجا لیا اور مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر مدنی کاموں کی دھومیں مچانے میں مصروف ہوں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غوث پاک کی سبز عمامے میں زیارت

اسلام آباد (دارالحکومت، پاکستان) کے رہائشی اسلامی بھائی کے بیان کا لُبِّ لُباب ہے: میں نے ایک خوش عقیدہ خاندان میں آنکھ کھولی۔ جب میں سِنِ شُعُور کو پہنچا (سمجھ دار ہوا) تو بدقسمتی سے اپنا زیادہ وقت بدمذہبوں کے ساتھ گزارنے لگا۔ اس قول **"صُحبتِ صَالح تُرا صَالح کُنَد، صُحبتِ طَالح تُرا طَالح کُنَد"** (اچھی صحبت بندے کو نیک بنا دیتی ہے اور بری صحبت برا) کے مِصداق مجھ پر بھی بری صحبت کا اثر ہوا اور میرے عقائد و اعمال اُن جیسے ہونے لگے۔ میں اہلسنّت کے عقائد و اعمال پر تنقید کرنے لگا اور مختلف وسوسوں کا شکار ہو گیا۔ میری خوش قسمتی کہ ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر میں ہر ماہ گیارھویں شریف کا اہتمام کیا کروں تو اس میں کیا

مُضَایَقَہ ہے؟ اللّٰہ تعالٰی نے میری مدد فرمائی اور میں گیارہویں شریف کا اہتمام کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ پھر دوسرے ماہ بھی حسبِ سابق میں نے مروجہ طریقے کے مطابق گیارہویں شریف کا لنگر کیا، چند دن گزرے تھے کہ ایک روز سوتے میں میرے دل کی دنیا روشن ہوگئی، میری بگڑی سنور گئی، **کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ ہستی سفید لباس میں ملبوس، سر پر سبز سبز عمامہ شریف سجائے تخت پر تشریف فرما ہیں۔** ان کے گرد لوگ جمع ہیں، میں نے ایک قریبی شخص سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو کہنے لگا "**یہ شہنشاہ بغداد حضورِ غوث پاک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **ہیں۔**" صبح جب میری آنکھ کھلی تو دل و دماغ پر وہی منظر چھایا ہوا تھا، چنانچہ جب میری ملاقات اپنے محلے کے خطیب صاحب سے ہوئی تو میں نے گزشتہ رات کے خواب کا ذکر کیا۔ اس پر خطیب صاحب نے میرے خواب اور گیارہویں شریف والے عمل کی تعریف کی اور فرمانے لگے: "بیٹا! اس عمل کو جاری رکھیں، اولیائے عظام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے محبت باعثِ خیر و برکت ہے۔ ان کو ایصال ثواب کرنے میں تو ان کا خصوصی فیضان حاصل ہوتا ہے۔" ان کی باتیں سن کر معمولاتِ اہلسنّت کے بارے میں میرے دل میں موجود وسوسوں کا علاج ہوا اور اولیائے کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے محبت و عقیدت نے میرے تاریک دل کو روشن کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد میری ملاقات سبز عمامہ شریف سجائے، سفید لباس میں ملبوس ایک اسلامی

بھائی سے ہوئی تو انہوں نے مجھے ایک رسالہ ''دعوتِ اسلامی کی بہاریں'' پڑھنے کے لئے دیا، جس کو پڑھنے کے بعد میرے دل میں دعوتِ اسلامی کی محبت پیدا ہوگئی۔خوش قسمتی سے کچھ ہی دنوں بعد مدینۃ الاولیاء ملتان میں دعوتِ اسلامی کے تین روزہ بین الاقوامی سنّتوں بھرے اجتماع کی آمد آمد تھی اس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، اجتماع کا رُوح پرور منظر دیکھ کر میرے دل میں دعوتِ اسلامی کی عقیدت ومحبت مزید گھر کرگئی اور آہستہ آہستہ میں بدمذہبوں کے شِکَنْجے سے نکل کر مدنی ماحول کے قریب ہوتا چلا گیا۔لیکن ابھی تک میں مدنی ماحول سے کَمَا حَقُّہٗ اِکتسابِ فیض سے محروم تھا۔ایک مرتبہ میں اپنے دفتر کے قریب ہوٹل پر بیٹھا چائے پی رہا تھا کہ اتنے میں سبز عمامے والے ایک اسلامی بھائی تشریف لائے اورنہایت ہی پُرخلوص اورمحبت بھرے انداز سے مجھے ایک رسالہ عنایت فرمایا جو بارہ ربیع الاوّل کے بارے میں تھا، جب میں نے وہ رسالہ بنام ''جشنِ بہاراں'' پڑھنا شروع کیاتو ایک ولیٔ کامل کی پُرتاثیر تحریر میرے دل میں اُترتی چلی گئی اورحضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت بدرجۂ اَتم دل میں گھر کرگئی۔یوں مجھے بدمذہبوں سے چھٹکارا حاصل ہوگیا، نیکیوں کا شوق بڑھنے لگا اور میں آہستہ آہستہ مدنی ماحول سے وابستہ ہوگیا۔اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تادمِ تحریر تحصیل مشاورت کے خادم (نگران) کی حیثیت سے تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ

اسلامی کے مدنی کام کی خدمت میں کوشاں ہوں۔

میں نکمّا تو کسی کام کے قابل ہی نہ تھا   مجھ سے بےکار کو تم نے ہی نبھایا یاغوث

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!   صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

شہنشاہِ جنات سبز عمامے میں

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''قومِ جنات اور امیرِ اہلسنّت'' کے صفحہ 106 پر ہے: **ایک اسلامی بھائی** کے بیان کا خلاصہ ہے کہ غالباً 1999ء میں جمعرات کے دن سندھ کے عظیم بزرگ لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزارِ فائضُ الانوار پر اپنے دوستوں کے ہمراہ حاضر تھا۔ میں آنکھیں بند کئے اِستِغاثیہ کلام پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے شانے پر کسی نے ہاتھ رکھ کر دبایا۔ میں نے آنکھیں کھولیں اور پیچھے مڑ کے دیکھا تو میری نظر ایک سفید ریش بزرگ پر پڑی جن کے **سر پر سبز عمامہ** سجا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا: ''یہ کلام جو تم پڑھ رہے تھے ﴿اے کاش میں بن جاؤں مدینے کا مسافر﴾ کس نے لکھا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''یہ میرے پیر و مرشد شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کا کلام ہے۔'' دریافت فرمانے لگے: ''تمہارے پیر و مرشد الیاس قادری صاحب (دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ) ہیں؟'' میں نے اِثبات میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے مجھ سے دوسرا کلام سنانے کی فرمائش کی تو میں نے امیرِ اہلسنّت

دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا ایک اور پُرسوز کلام سنایا۔ جسے سن کر ان پر رِقّت طاری ہو گئی۔ میں نے ان سے دعا کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا: ''تم بڑے خوش نصیب ہو کہ تمہیں زمانے کے مقبول ولی کا دامن ملا ہے، الیاس قادری صاحب اپنے مریدوں کیلئے بہت دعائیں فرماتے ہیں۔ اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ سے کبھی نظر ہٹا کر اِدھر اُدھر مت دیکھنا، ان کی نظر کرم تم پر ہوگئی تو تمہاری بگڑی بن جائے گی۔'' میں نے بے ساختہ ان کے ہاتھ چوم لئے اور پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' پہلے تو انہوں نے ٹالا مگر میرے بے حد اصرار پر انہوں نے فرمایا: ''میں شہنشاہ جنات ہوں، ہمارا قافلہ اڑتا ہوا جا رہا تھا، یہاں کچھ دیر حاضری کیلئے آنا ہوا تو تمہارے پڑھے گئے کلام کی کَشِش نے روک لیا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ بزرگ نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ واللہ تعالٰی اعلم بحقیقۃ الحال

اُن کے جانے کے بعد میں اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا تو انہیں حیران و پریشان پایا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم پریشان تھے کہ نعتیں پڑھتے پڑھتے اچانک تم نے کس سے گفتگو شروع کردی جبکہ ہمیں دوسرا کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب میں نے انہیں ساری صورت حال بتائی کہ میری ملاقات امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عقیدت مند شہنشاہِ جنات سے ہوئی ہے تو وہ بہت حیران ہوئے۔ (قومِ جنات اور امیرِ اہلسنّت، ص۱۰۴)

ستمبر کی جنگ اور سبز عمامے والوں کی امداد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غزوۂ حُنین میں مسلمانوں کی مدد کیلئے آنے والے فرشتوں کے سروں پر سبز سبز عماموں کے تاج سجے تھے۔ اسی طرح 1965ء کی جنگ کے متعلق آپ نے سنا بھی ہوگا نیز اخبارات میں بھی اس جنگ میں حصہ لینے والے بعض مجاہدین کے بیانات شائع ہوئے تھے، جن میں کہا گیا تھا کہ دورانِ لڑائی **ہمیں بعض اوقات سبز سبز عمامہ شریف والے بزرگ نظر آتے تھے** جو دشمن کی طرف سے پھینکے جانے والے بموں کو اپنی جھولیوں میں لے لیتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اس طرح سبز عمامے والے بزرگوں کی مدد کی برکت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کو فتح و کامرانی سے نوازا ہے۔

روزانہ بارہ ہزار بار اِستغفار

حضرت سیِّدُنا عِکرِمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''میں ہر روز 12 ہزار بار اللہ عَزَّوَجَلَّ سے توبہ و اِستِغفار کرتا ہوں اور یہ میرے دین کے حساب سے ہے۔'' یا راوی نے کہا کہ ''ان کے دین کے حساب سے ہے۔

(اللہ والوں کی باتیں، ج1 ص669)

سبز عمامے کے متعلق وسوسوں کا علاج

(1) وسوسہ: سنا ہے سبز عمامہ ایک گمراہ فرقے کا شِعار ہونے کے سبب ناجائز ہے اور اس کے ناجائز ہونے کی دلیل یہ حدیثِ مبارک ہے: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو کسی قوم کی مُشابَہَت اِختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس الشهرة، ٦٢/٤، حديث:٤٠٣١)

جوابِ وسوسہ: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے ایک مکتوب میں اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

مشابہت کی تعریف

سبز عمامہ کو کسی گمراہ فرقے کی مُشابہَت کی وجہ سے ناجائز قرار دینا درست نہیں ہے۔ میں آپ کی خدمت میں مُشابہَت کی تعریف پیش کرتا ہوں۔ اگر یہ سمجھ میں آگئی تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اعتراض کی جڑ کٹ جائیگی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن مُشابہَت کی تعریف پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مشابہت کی تعریف: تَشَبُّہ دو وجہ پر ہے ﴿۱﴾ **اِلتزامی** ﴿۲﴾ **لُزُومی**

اِلتزامی: یہ کہ یہ شخص کسی قوم کے طَرز ووَضعِ خاص اسی قصد (یعنی ارادے) سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے، ان سے مُشابہَت حاصل کرے حقیقتاً تَشَبُّہ اسی کا نام ہے۔

لزُومی: یہ کہ اس کا قصد (یعنی ارادہ) تو مُشابہَت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعارِ خاص (یعنی پہچان) ہو رہی ہے کہ خواہی نہ خواہی (یعنی خود چاہے یا نہ چاہے) مُشابہَت پیدا ہوگی''۔ مزید فرماتے ہیں: ''یہ کہ اس قوم کو محبوب جان کر ان سے (جان بوجھ کر) مُشابہَت پسند کرے یہ بات اگر مُبتَدِع (یعنی بُری بدعت پر عمل کرنے) کے ساتھ ہو (تو) بدعت (ہے) اور کفار کے ساتھ (ہو تو) معاذ اللہ ''کفر''۔

حدیثِ پاک ''مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ'' یعنی ''جو جس قوم کی مُشابہَت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔'' حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے۔ آگے چل کر مُشابہَت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''اُس زمان ومکان میں ان کا شعارِ خاص (پہچان) ہونا قطعاً ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور اُن میں اور اُن کے غیر میں مُشتَرَک نہ ہو (یعنی وہ پہچان ایک ہی وقت میں دو قوموں میں نہ پائی جاتی ہو جیسا کہ مسلمان کا شِعار خاص داڑھی اور عمامہ شریف ہے اور ایک غیر مسلم فرقے کے لوگ بھی داڑھی اور پگڑی کا اہتمام کرتے ہیں۔ تو اب یہ کہنا ہرگز رَوا نہ ہوگا کہ داڑھی اور

عمامہ اس بدمذہب فرقے کی مُشابہت ہے۔ جب داڑھی اور مطلقاً عمامہ مُشابہت نہیں تو ہمارا سبز عمامہ بھی کسی گمراہ فرقے کی مُشابہت نہیں) ورنہ **لزُوم کا کیا محل؟**

(فتاوٰی رضویہ، ۲۴/۵۳۰ ملخصًا)

فتوٰی شریف کا خلاصہ

میرے آقائے نعمت، اما مِ اہلسنّت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی کسی قوم کو مَحبوب جان کر اس کا شِعار اس نیت سے اپنائے کہ میں بھی ان جیسا نظر آؤں تو اس صورت میں اگر وہ کسی گمراہ قوم کا شِعار اپناتا ہے تو اس کا یہ فِعل گمراہی ہے اور اگر کفار کا شِعار اپناتا ہے تو اسکا یہ فِعل معاذ اللہ **"کفر"** ہے اور حدیثِ مبارک "مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنھُمْ" ان دو قسم کی مُشابہَتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

ہمیں بدمذہبوں سے نفرت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ ہم اہلسنّت و جماعت ہیں اور ہم ہر باطل فرقے سے دور نُفور ہیں۔ اگر بالفرض کوئی گمراہ فرقہ سبز عمامہ کو اپنی پہچان بنائے ہوئے بھی ہو جب بھی ہماری نیت ان سے مُشابہَت کی ہرگز نہیں۔ تو ہم اس فعل میں اس حدیثِ پاک جو اوپر مذکور ہوئی کے تحت مجرم نہیں ہیں اور "مُشابہَتِ

لزُومی“ یعنی بلاارادہ کی مُشابہت بھی اگرچہ منع ہے مگر وہ تو حدیثِ مذکورہ کے تحت آتی ہی نہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف سے گزرا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم تو مُشابہتِ لزُومی کی زَد سے بھی بچے ہوئے ہیں کہ فی زمانہ یہ فرقۂ باطِلہ تقریباً مَعدُوم ہو چکا ہے۔ اگر بالفرض کسی زمانے میں ان کا شِعارِ خاص سبز عمامہ رہا بھی ہو تو اب کہاں؟ کہ اب تو خوردبین لیکر ڈھونڈنے نکلو جب بھی یہ فرقہ نظر نہیں آتا، یا ملے بھی تو اس کا اِکّا دُکّا آدمی ہی ملے، تو کوئی ایسا فرقہ جو اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ چکا ہو، اس کا مردہ بھی سڑ چکا ہو، اس کی شہرت بھی بالکل نہ رہی ہو، لوگ اس کے نام تک کو بھول چکے ہوں۔ ان کی کسی نشانی کو خواہ مخواہ مسلمانوں پر مُسلَّط کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ کیوں کہ مشابہت کا تعلق تو زمان و مکان کیساتھ خاص ہے جیسا کہ ابھی ابھی فتاویٰ رضویہ شریف کے حوالے سے گزرا۔ نیز ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے: وَكَمْ مِنْ شَيءٍ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ وَالْمَكَان یعنی اور بہت سی چیزیں زمان و مکان کے بدلنے سے بدل جاتی ہیں۔

(فتاوٰی هندیه، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد الخ، ۳۲۳/۵)

دور بدلنے سے مشابہت بھی بدل جاتی ہے

بہرحال مذکورہ بالا بحث سے یہ بات اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْس ہوئی کہ زمان

یعنی وقت اور مکان یعنی ملک یا علاقہ بدلنے سے بھی شِعار بدل جاتا ہے، تو اگر بالفرض دنیا کے کسی حصے میں یہ گمراہ فرقہ پایا بھی جاتا ہو اور وہاں ان کی پہچان سبز عمامہ ہو بھی، تو وہاں کے لوگوں کو ان کی مُشابہَت سے بچنے کو کہا جائے گا۔ لیکن میری ناقص معلومات کے مطابق پاک و ہند میں تو یہ فرقہ عام نہیں۔ لٰہذا ان کی مُشابہَت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''کسی طائِفہ باطِلہ کی سنّت (عادت) جبھی تک لائقِ اِحتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنّت (عادت) رہے اور جب ان میں سے رواج اُٹھ گیا تو ان کی سنّت (عادت) ہونا ہی جاتا رہا، اِحتراز کیوں مطلوب ہوگا۔'' (فتاوٰی رضویہ، ۶۳۴/۸ بتصرف)

بہر حال سبز عمامہ کسی بھی گمراہ فرقے کا اب شِعار نہیں ہے لٰہذا بالکل جائز ہے۔

محرم میں سبز عمامہ پہننا کیسا؟

(2) وسوسہ: سُنا ہے **محرمُ الحرام** میں **سبز عمامہ** پہننا بہارِ شریعت میں ناجائز لکھا ہے۔

اس وسوسے کے جواب میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ لکھتے ہیں: آپ کو کسی نے یہ بات بالکل غلط بتائی ہے، بہارِ شریعت میں ایسا

کہیں بھی نہیں لکھا کہ محرم الحرام میں سبز عمامہ شریف باندھنا ناجائز ہے ہاں بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 416 پر یوں ضرور لکھا ہے: ''ایامِ محرم الحرام میں تین قسم کے رنگ کے لباس نہ پہنے جائیں ﴿۱﴾ سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے ﴿۲﴾ سبز کہ یہ مُبتَدِعِین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے ﴿۳﴾ سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذاللہ اِظہارِ مَسَرَّت کیلئے سرخ پہنتے ہیں۔

محرم میں بھی سبز عمامہ جائز ہے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مزید فرماتے ہیں: صاحبِ بہارِ شریعت حضرت علاّمہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے وصالِ مبارک کو (تادمِ تحریر) کم وبیش نصف صدی ہو چکی ہے، یقیناً اُن دنوں یہ ان تینوں قوموں کی مشابہت رہی ہو گی لہٰذا مفتی صاحب نے ان سے مُشابہت کی وجہ سے منع فرمایا۔ مگر اب ان تینوں میں سے صرف ایک بد مذہب فرقے کے شِعار کا سلسلہ باقی ہے، باقی دونوں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ بالفرض کوئی نادان سُنی بھی ان دنوں سیاہ لباس پہنے ہوئے گزرے تو آپ کے ذہن میں یہی بات آئیگی کہ یہ اُس بد مذہب جماعت کا کوئی فرد جا رہا ہے۔ مگر سبز عمامہ شریف والے کو دیکھ کر آپ کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آئے گی کہ وہ تعزیہ دار جا رہا ہے۔ اسی

طرح اب سرخ لباس والے کو دیکھ کر خارجی نہیں کہا جاتا کہ فی زمانہ کوئی خارجی ہمارے یہاں سرخ لباس میں نظر نہیں آتا۔ لہٰذا محرم الحرام میں اب نہ سبز لباس ممنوع نہ ہی سرخ کی مُمانعت۔ پس ثابت ہوا کہ محرم الحرام میں بھی **سبز عمامہ** شریف بِلا کراہت جائز ہے۔

سبز عمامہ کو ناجائز کہنا جرأت ہے

امید ہے کہ مشابہَت کی تعریف سمجھ میں آ گئی ہوگی اور آپ بالکل اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ وہ بدمذہب لوگ جو کبھی سبز عمامے باندھا کرتے تھے اب کسی طرح بھی دیکھے نہیں جا رہے، ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے، پھر بھی کھینچ تان کر سبز سبز گنبد والے، میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے پیارے **سبز عمامے** کو کسی گمراہ فرقے کے کھاتے میں ڈال کر سبز سبز **عمامہ شریف** پہننے والے عاشقانِ رسول کو ناجائز فعل کا مرتکب جاننا بہت بڑی جرأت ہے۔

حضرت علّامہ ملّا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی "مِرقَاۃ شَرح مِشکوٰۃ" میں قولِ صحابی نقل فرماتے ہیں: "مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ" یعنی جس کام کو مسلمان اچھا سمجھ کر کریں (جبکہ وہ شریعت میں منع نہ ہو) تو وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بھی اچھا ہے"۔ (مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الصلوٰۃ ، باب

التنظیف والتکبیر، ۳/ ۴۸۰، تحت الحدیث:۱۳۸۵)

سبز عمامہ پسندیدہ ہے

معلوم ہوا کہ اگر سبز عمامہ شریف پر بالفرض کوئی دلیل نہ بھی ہو تب بھی یہ جائز ہے، کہ اس کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور اوپر ذکر کئے گئے قولِ صحابی کی روشنی میں تو سبز عمامہ شریف اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پسندیدہ بھی ٹھہرے گا کیونکہ بے شمار مسلمان اسے پسند بھی کرتے اور دنیا کے مختلف ملکوں میں رہنے والے عاشقانِ رسول اسے پہنتے بھی ہیں۔ خیر دلائلِ بالا کی تو اس صورت میں ضرورت پڑے گی جب کہ سبز عمامہ صراحۃً ثابت نہ ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ سبز عمامہ شریف کو تو خود ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مکے مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے سرِ اقدس پر سجا کر نہ صرف سبز عمامہ شریف کو بلکہ خود سبز رنگ کو بھی عظمت بخش دی اور آج بھی سبز سبز گنبد کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں جلوہ فرما ہیں۔

دجال کی پیروی کرنے والے ستر ہزار افراد کون؟

(3) وسوسہ: سُنا ہے کہ حدیث میں ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے اور وہ سبز عمامے والے ہوں گے۔

جوابِ وسوسہ: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان بڑا مکار و عیّار ہے وہ کب چاہتا ہے کہ مسلمان نیک بنیں، اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

سنتوں پر عمل کریں اگر کوئی مسلمان نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل کرنے لگتا ہے تو وہ طرح طرح کے ہتھکنڈوں کے ذریعے انہیں روکنے کی کوشش کرتا ہے، ان کے ذہنوں میں وسوسے ڈالتا ہے تاکہ لوگ اس کی جھوٹی باتوں میں آکر سنّتیں اپنانا چھوڑ دیں چنانچہ اسی وسوسے کو ہی لے لیجئے حالانکہ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے کہ جس میں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ فرمایا ہو کہ سبز عمامے والے دجال کے پیروکار ہوں گے۔ اب جس کسی نے یہ کہا کہ ''حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے اور وہ سبز عمامے والے ہوں گے'' اس نے نہ صرف ایک جھوٹ بولا جو کہ بذاتِ خود گناہ ہے بلکہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اِفتِراء (جھوٹ باندھنے) کی انتہائی سخت جُرأت بھی کی ہے۔ حدیث شریف میں ایسے شخص کے لئے فرمایا گیا کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے چنانچہ

نبی ﷺ پر جھوٹ باندھنے والا جہنمی

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **مروی** ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ**'' یعنی جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

(بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی الخ، ۵۷/۱، حدیث: ۱۱۰)

اسی طرح ایک اور روایت حضرت سیدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب تک تمہیں یقینی علم نہ ہو میری طرف سے حدیث بیان کرنے سے بچو، جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔'' (ترمذی، کتاب تفسیر القراٰن عن رسول اللّٰہ ، باب ماجاء فی الذی یفسر القراٰن برایہ ، ۴/۴۳۹، حدیث:۲۹۶۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے حدیث کے معاملے میں جھوٹ بولنے والے کے لیے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیسی سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔

سیجان والی حدیث کی وضاحت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب اس اصل حدیثِ مبارک کو ملاحظہ فرمایئے کہ جس کا غلط ترجمہ کر کے سبز سبز عمامے والے عاشقانِ رسول کے متعلق یہ رائے قائم کی گئی ہے کہ معاذ اللّٰہ یہ لوگ دجال کے پیروکار ہیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ اُمَّتِی سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَیْھِمُ السِّیجَانُ[1] یعنی میری امت کے ستر ہزار افراد دجال کی پیروی کریں

[1] ......اس روایت کی سند پر سخت کلام ہے۔

گے جن پر ''سیجان'' ہوں گی۔'' (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ الخ، الفصل الثانی، ۲/۳۰۱، حدیث: ۵۴۹۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ روایت میں ''سِیجَان'' اور ''مِن اُمَّتِی'' کے الفاظ قابلِ غور ہیں

﴿۱﴾ **مذکورہ روایت میں** مِن اُمَّتِی سے مراد امتِ اجابت (امتِ مُسلِمہ) نہیں بلکہ امتِ دعوت ہے، جیسا کہ حضرت علامہ ملا علی قاری علَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ البَارِی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے مذکور حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اُس روایت'' کہ جو حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے: اَصفہان کے یہودی دجال کی پیروی کریں گے'' سے معلوم ہوتا ہے کہ امت سے مراد، امتِ دعوت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ الخ، الفصل الثانی، ۹/۴۱۷، تحت الحدیث: ۵۴۹۰، اشعۃ المعات، کتاب الفتن، باب العلامات الساعۃ، الفصل الثانی، ۴/۳۶۴)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اِسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: غالب یہ ہے کہ امت سے مراد امتِ دعوت ہے جن پر فرض ہے کہ حضورِ انور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایمان لائیں سارا

عالم حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی امتِ دعوت ہے اور مسلمان امتِ اجابت۔ اس صورت میں ایسی حدیث کی شرح وہ گزشتہ حدیث ہے (جو حضرت سیّدنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے) کہ اصفہان کے یہودی دجال کی پیروی کریں گے۔ یہاں امتی سے مراد وہی یہود ہیں کہ وہ حضور کی امتِ دعوت ہیں اور ستر ہزار سے مراد ہزار ہا آدمی ہیں نہ کہ یہ عدد خاص۔

حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن حدیثِ پاک کے اس حصہ عَلَیْہِمُ السِّیجَان (کہ ان پر سیجان ہوں گی) کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی میری امت کے وہ لوگ دَجّال کو مانیں گے (پیروی کریں گے) جو پہلے سے ہی فیشن پرست یہود و نصاریٰ کے نَقّال ان کی سی شکل وصورت بنانے والے یہود کا سا نقشین فیشن ایبل لباس پہننے والے ہوں گے انہی کا بیڑا غرق ہوگا۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۳۱۷)

سیجان کے لغوی معنیٰ

﴿۲﴾ ''سِیجَان'' عربی لفظ ہے جو کہ ''سَاجٌ'' کی جمع ہے۔ لفظِ ساج کے کتبِ لغت میں درج ذیل معانی مذکور ہیں۔ چنانچہ ابوالفیض مرتضٰی زُبیدی اپنی مشہورِ زمانہ لُغت ''تَاجُ العُرُوس'' میں فرماتے ہیں: موٹے کپڑے، سیاہ رنگ کی چادر، سبز رنگ کی چادر، تارکول والے سیاہ دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے، گول چادر اور مجازاً مربع یعنی چورس چادر کو ساج کہا جاتا ہے۔ (تاج العروس، الجزء الاول، ص ۱۴۳۸)

اَلْمُعْجَمُ الْوَسِیط میں ہے: ساج ایک بہت بڑا درخت ہے جو طول و عرض میں پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں اور سیجان، ساج کی جمع ہے۔(المعجم الوسیط، الجزء الاول، ص ٤٦٠)

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: سِیجان سین کے کسرہ کے ساتھ ساج کی جمع ہے جس سے مراد طیلسان اَخضر (یعنی سبز چادر) ہے۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ الخ، الفصل الثانی، ٤١٧/٩، تحت الحدیث: ٥٤٩٠)

لُغت کی معتبر کتاب ''لِسَانُ العَرَب'' میں ہے: اَلسِّیجَانُ الطَّیَالِسَۃُ السُّودُ یعنی سیاہ چادریں السِّیجَان جَمعُ سَاجٍ وَ ھُوَ الطِّیلَسَانُ الاَخضَر یعنی سِیجَان سَاجٌ کی جمع ہے جس سے مراد سبز طیلسان (چادریں) ہیں۔

(لسان العرب، ١٩٣٠/١)

عربی لُغت کی مشہور کتاب ''اَلْمُنجِد'' میں ''طِیلَسَان'' کے مختلف معانی لکھے ہیں: خاکستری رنگ کا ہونا۔ کالی چادر۔ محوشدہ تحریر، میلا کپڑا۔ طِیلَس ''سبز چادر کو کہتے ہیں جسے علماء و مشائخ استعمال کرتے ہیں۔'' (المنجد، ص ٤٦٩)

اسی طرح ضخیم ترین ''اُردو لُغت'' میں ہے کہ طیلسان ایک قسم کی چادر ہے جو خطیب اور قاضی کندھوں پر ڈالتے ہیں اور جنازے یا قبر کی چادر'' جس کا

کپڑا عام طور پر سیاہ، سفید یا اَرغوانی مَخمل کا ہوتا ہے'' کو بھی طیلسان کہتے ہیں۔

(اردو لغت،۱۳/ ۲۱۴ملتقطاً)

سیجان کا معنی سبز عمامہ ہرگز نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے غور فرمایا کہ لفظِ سِیجَان کے اس قدر معانی ہونے کے باوجود کسی ایک نے بھی اس کا معنی سبز عمامہ نہیں کیا بلکہ سب ہی نے اس کا ترجمہ مختلف رنگ کی چادروں کا کیا ہے لٰہذا اس سے سبز عمامہ کا ترجمہ کرنا حدیثِ مبارک کا مطلب و معانی بدلنا ہے اور جان بوجھ کر حدیث کے معانی و مطالب کو بدلنا اپنے آپ کو جہنم کا حقدار بنانا ہے۔ نیز مذکورہ حدیث میں جن ستر ہزار افراد کا تذکرہ ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ مُلکِ اَصفہان کے یہودی ہوں گے جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے چنانچہ حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَھُوْدِ اَصْبَھَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَیْھِمُ الطَّیَالِسَۃُ'' یعنی اَصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے، جن پر ''طیالِسہ'' (یعنی سبز چادریں) ہوں گی۔ (مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب فی بقیة من احادیث الدجال، ص۱۵۷۸، حدیث:۲۹۴۴)

حکیمُ الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اس

حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ اس زمانے میں یہود شہرِ اصفہان میں کثرت سے ہوں گے۔ اصفہان ایران کا مشہور شہر ہے (مفتی صاحب رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں) میں نے وہاں کی سیر کی ہے۔ یہاں ہی دجال کا زور زیادہ ہوگا اور دجال کے پہلے مددگار و مُعاوِن یہود ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ دجال خود یہود میں سے ہوگا۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۳۰۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا حدیثِ مبارک میں واضح طور پر موجود ہے کہ دجّال کے پیروکار یہود ہوں گے ان کا تعلق اَصفَہان سے ہوگا لہٰذا اس روایت کو سبز عمامہ شریف باندھنے والے (عاشقانِ رسول) مسلمانوں پر مُنطَبِق کرنا جھوٹ اور اِفتِراء ہے کیونکہ حدیث میں مذکور دجال کے پیروکاروں کی مَذمُوم صفات اور دعوتِ اسلامی کے عاشقانِ رسول میں پائے جانے والے اوصاف میں زمین آسمان کا فرق ہے جیسا کہ درج ذیل تقابُل سے ظاہر ہے:

دجال کے پیروکاروں کی صفات	دعوتِ اسلامی کے عاشقانِ رسول
یہودی ہوں گے	کلمہ گو مسلمان ہیں
شہر اصفہان کے رہنے والے ہوں گے	نہ صرف پاکستان بلکہ عالمِ اسلام میں پھیلے ہوئے سچے عاشقانِ رسول ہیں
سیاہ یا سبز چادریں اوڑھنے والے	سروں پر سبز سبز عمامے سجانے والے

امتِ دعوت میں سے ہیں	اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے امتِ اجابت سے ہیں
سیجان فیشن کی وجہ سے لیں گے	سنّت کی نیّت سے عمامے باندھتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ بے شمار اسلامی بھائی پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمامہ شریف والی سنّت کو زندہ کرنے کے لئے اپنے سروں پر سبز سبز عمامے کا تاج سجاتے ہیں۔ چونکہ شیطان کبھی نہیں چاہتا کہ مسلمان اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کے آئینہ دار بن جائیں اسی لیے وہ طرح طرح کے حیلوں بہانوں کے ذریعے مسلمانوں کو اس عظیم سنّت پر عمل سے روکنے کی ناکام کوششیں کرتا رہتا ہے کبھی گرمی کی شدت کا احساس دلا کر، کبھی رنگ کا بہانہ کر تو کبھی مختلف طریقوں سے عار دلا کر لیکن شیطان کے ان ہتھکنڈوں کے باوجود آج بھی لاکھوں عاشقانِ رسول اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اس سنّت پر عمل پیرا ہیں۔

کسی رنگ کو علامت اور شعار بنانا

(4) وسوسہ: سُنا ہے کہ کسی رنگ کو اپنی علامت اور شِعار بنانا جائز نہیں ہے جیسا

کہ دعوتِ اسلامی والوں نے سبز عمامے کو اپنی پہچان بنالیا ہے۔

جوابِ وسوسہ: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سبز عمامے کو علامت و شِعَار کے طور پر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ کسی بھی چیز کو بطورِ شِعَار استعمال کرنا اُس وقت منع ہوتا ہے کہ (1) جب اس چیز کا استعمال فِی نَفسِہٖ ناجائز ہو یا (2) وہ چیز کُفّار اور فُسّاق کی علامت ہو۔ اور سبز عمامہ شریف باندھنے میں یہ دونوں باتیں ہی نہیں پائی جاتی، کیونکہ سبز عمامہ نہ تو فِی نَفسِہٖ ناجائز ہے اور نہ ہی کُفّار و فُسّاق کی علامت، بلکہ سبز عمامہ باندھنا تو فرشتوں کی نشانی، صحابہ و تابعین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِم اَجمَعِین کا طریقہ اور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت سے ثابت ہے تو بھلا یہ ناجائز کیونکر ہوسکتا ہے۔ کسی بھی چیز کو بطورِ شِعَار استعمال کرنے کے جائز و ناجائز ہونے کی تفصیل یوں ہے:

شِعَار کی اقسام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے عام طور پر شِعَار (علامت) کی پانچ اقسام بیان کی جاتی ہیں:

(1) شِعَارِ اسلام (2) شِعَارِ کُفّار

(3) شِعَارِ فُسّاق و فُجّار (بدکردار لوگوں کا شعار) (4) شِعَارِ صالحین

(5) شِعَارِ مُباح

شعارِ اسلام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شعارِ اسلام سے مراد ہر وہ کام ہے کہ جو دینِ اسلام کی پہچان ہو جیسے نماز، مسجد، اذان، جمعہ، قربانی، عیدین، داڑھی وغیرہ انہیں ''شَعَائِرُ اللّٰہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ احادیث وروایات میں مختلف اعمال کو شِعار قرار دیا گیا ہے جیسا کہ

حضرت سیّدنا امام زُہری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اَلْاَذَانُ شِعَارُ الْاِیمَانِ یعنی اذان شِعارِ ایمان (میں سے) ہے۔ (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوۃ، باب فضل الاذان، ۱/۳۵۹، حدیث:۱۸۶۲)

حضرت سیّدنا زید بن خالد جُہَنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حضرت سیّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللّٰہ! آپ اپنے اصحاب کو حکم فرمائیں کہ وہ تلبیہ کہتے ہوئے اپنی آوازوں کو بلند کریں فَاِنَّھَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ یعنی یہ حج کے شِعار میں سے ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب رفع الصوت بالتلبیۃ، ۳/۴۲۳، حدیث:۲۹۲۳)

چونکہ یہ اسلام کی علامت اور پہچان ہیں اور ان کی اِشاعت وبقاء میں اسلام کی

شان وشوکت کا اِظہار ہے، لہٰذا انہیں باقی رکھنا مسلمانوں پر لازم ہے۔

{2} شعارِ کفار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس قسم میں وہ شِعار داخل ہیں جو بذاتِ خود غیر شرعی ہوں جیسے قَشقَہ لگانا اور زُنّار پہننا، یا پھر فی نفسہٖ تو جائز ہوں لیکن کُفّار و مشرکین اور بدعتی لوگوں نے انہیں یوں اپنا لیا ہو کہ ان کی علامت بن چکے ہوں جیسے محرم الحرام میں سیاہ لباس پہننا۔ اس طرح کے شِعار ناجائز ہیں اور بعض صورتوں میں کفر۔

سیِّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن ایک سوال (ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر مسلمان کا نہ رہے شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟) کے جواب میں فرماتے ہیں: حرام ہے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (یعنی) جو کوئی کسی قوم سے مُشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔ (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس الشھرۃ، ٦٢/٤، حدیث: ٤٠٣١) بلکہ اس میں بہت صورتیں کفر ہیں جیسے زُنّار باندھنا بلکہ شَرحُ الدُّرَر لِلْعَلَّامَۃِ عَبْدِالْغَنِی النَّابُلُسِی بِن اِسمٰعِیل رَحِمَھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی میں ہے: لُبسُ زِیِّ الاِفرَنجِ کُفرٌ عَلَی الصَّحِیحِ یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہننا کفر ہے۔ فتاوی خلاصہ میں ہے: اِمْـرَاَۃٌ

شَدَّت عَلٰی وَسطِھَا حَبلاً وَقَالَت ھٰذَا زُنَّارٌ تَکفُرُ کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ جنیو (جَ-نِ-یو)[1] ہے کافرہ ہوگئی۔ واللّٰہ تعَالٰی اَعلَم۔

(فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۱۹۳)

مَوسُوعَۃُ الفِقھِیَّہ میں ہے: ''صحیح مذہب پر احناف، مالکیہ اور جمہور شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ ایسا لباس جو کفار کا شِعار ہو اور وہ اُس لباس کے ذریعے مسلمانوں سے ممتاز ہوتے ہوں ایسے لباس میں اُن کی مُشابَہت اختیار کرنے والے پر ظاہراً یعنی دنیوی احکام میں کفر کا حکم دیا جائے گا۔''

(الموسوعة الفقهيه، ۱۲/ ۵)

سیدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدّدِ دِین و مِلّت شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن انگرکھے کے متعلق فرماتے ہیں: ''یہ بھی ایک جدید پیداوار ہے لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر ممانعتِ شرعی نہیں رکھتا مگر جب کہ اس کے پردے کا چاک دائیں طرف ہو تو پھر ہندوؤں کی مُشابَہت کی وجہ سے حرام ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۱۹۱)

فقہائے کرام کی مذکورہ عبارات سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ جو

---

1 ...... وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں جبکہ عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

چیزیں فی نفسہٖ ناجائز ہوں یا کفار ومشرکین یا کسی بدعتی فرقے کی علامت ہوں ان کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں، بلکہ فعلِ حرام اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔

شعارِ فساق وفجار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے مراد ایسے اعمال ہیں کہ جو فی نفسہٖ تو جائز تھے مگر فُسّاق وفُجّار (بُرے لوگوں) کی علامت اور شِعار بن جانے کی وجہ سے ان سے اِجتناب ضروری ہے جیسا کہ صاحب فَتْحُ الْقَدِیر علامہ ابنِ ہُمام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْاَنَام نے اِعتِجار[1] کو فُسّاق کا طریقہ ہونے کی وجہ سے مکروہ قرار دیا۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: (لباس کی شرائط میں سے تیسری شرط یہ ہے کہ) لباس کی وضع کا لحاظ رکھا جائے کہ کافروں کی شکل وصورت اور فاسقوں کے طرز وطریقے پر نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا مذہبی شِعار ہو جیسے ہندوؤں کا زُنّار اور عیسائیوں کی خصوصی ٹوپی کہ ''ہیٹ'' کہتے ہیں۔ پس ان کا استعمال کفر ہے اور اگر ان کے مذہب کا شِعار تو نہیں لیکن ان کی قوم کا خصوصی لباس ہے تو اس صورت میں بھی اس کا استعمال ممنوع (ناجائز ہے) چنانچہ حدیث صحیح میں فرمایا: جو کسی قوم سے مُشابہت اختیار کرے وہ اسی میں شمار ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۲۲/۱۹۰)

---

1 ......بغیر ٹوپی کے اس طرح عمامہ باندھنا کہ درمیان سے سر ننگا رہے۔

اون شعارِ صالحین

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض چیزیں بزرگانِ دین کے شِعار سے ہوتی ہیں جیسا کہ اون کا لباس صوفیاء کا شِعار ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی مشہور کتاب ''کَشْفُ الْمَحْجُوب'' میں فرماتے ہیں: ''مُرَقَّعہ (مُ رَق-قَعَہ) یعنی پشم اور اُون وصُوف کا مخصوص وضع قطع کا لباس جسے گُدڑی کہتے ہیں صوفیۂ کرام کا شِعار ہے۔''

(کشف المحجوب، باب لبس المرقعات ، ص ٤٣)

حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''صُوف یعنی اُون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صُوف یعنی اُون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی مگر دل مَخزنِ اَنوارِ الٰہی اور مَعدنِ اَسرارِ نامُتَناہی ہوتا۔'' (بہارِ شریعت،۳/۴۱۶)

نیلا رنگ صوفیاء کا شعار

نیلے رنگ کا لباس بھی صوفیاء کرام کا شِعار رہا ہے چنانچہ حضرت داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اکثر سَلَف صالحین صوفیاء کرام کا لباس اس وجہ سے نیلگُون (نیلا) رہتا تھا کہ وہ اکثر سیر و سیاحت فرماتے تھے۔ چونکہ سفید

لباس سفر میں گرد وغبار وغیرہ کے باعث جلد میلا ہو جاتا ہے اور اس کا دھونا بھی دشوار ہوتا ہے اس وجہ کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نیلگُون رنگ مصیبت زدہ اور غمزدوں کا شِعار ہے۔

(كشف المحجوب، باب لبس المرقعات، ص ۵۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسی طرح پیوند والے کپڑے پہننا بھی صالحین کا شِعار اور مُتَّقِین کا طریقہ ہے۔ اگر کوئی ان صالحین کے طریقے کی اِتّباع کی نیت سے پیوند والے کپڑے پہنے تو مستحب ہے چنانچہ

پیوند والے کپڑے صالحین کا شعار

حضرت علامہ عبدالرءوف مناوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے طواف فرمایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لباس مبارک پر چمڑے کے بارہ پیوند تھے۔ دیگر خُلَفاء بھی پیوند لگے کپڑے زیبِ تن فرماتے تھے۔ مزید فرماتے ہیں: وَذٰلِكَ شِعَارُ الصَّالِحِينَ وَسُنَّةُ الْمُتَّقِينَ حَتّٰى اِتَّخَذَ الصُّوفِيَةُ شِعَاراً یعنی: یہ صالحین کا شِعار اور متقین کی سنّت ہے، حتیٰ کہ صوفیاءِ کرام نے پیوند والے کپڑوں کو اپنا شِعار بنالیا۔

(فيض القدير، حرف الهمزه، ۳۶/۳، تحت الحديث:۲۶۵۶)

اسی طرح سے اہلسنّت کے شِعار بھی ہیں کہ جن سے سُنِّیت (اہلِ

سنّت و جماعت) کی پہچان ہو جیسے اَفضَلِیَّتِ شیخین[1] کا قائل ہونا، موزوں پر مسح کرنا، بعدِ جمعہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا، میلادالنبی کے جلوس ومحافل کا انعقاد اور اس میں شرکت، وقتِ مولود قیام وغیرہ۔

(5) شِعار مُباح

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی چیز مثلاً لباس یا کسی عمل کو دینی یا دُنیاوی مَصلِحَت کی وجہ سے اپنا شِعار و علامت بنا لینا شرعاً مُباح ہے، جب کہ وہ نہ تو شریعت کے مخالف ہو اور نہ ہی اسے فرض وواجب قرار دیا جائے۔ اس کی بے شمار مثالیں نہ صرف احادیث وروایات میں موجود ہیں بلکہ ہماری روزمرّہ زندگی میں اس کے نظارے عام ہیں جیسے اسکول یونیفارم، پولیس، فوج، اور ملازمین کا لباس وغیرہ، یہ سلسلہ نیا نہیں ہے بلکہ عباسی خلفاء سیاہ رنگ اور ساداتِ کرام عمامہ میں سبز رنگ کا ٹکڑا یا سبز ریشم کی پٹیاں بطورِ شِعار لگایا کرتے تھے چنانچہ

حضرت علامہ شہابُ الدین احمد بن حجر مکی شافعی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے عباسیوں کا شِعار سیاہ اور دیگر مسلمانوں کا سفید بیان فرمایا ہے، نیز فرماتے ہیں کہ

---

1 ......تمام بشر انبیاء ورُسُل اور رُسُل ملائکہ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کو تمام صحابہ واہلِ بیتِ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان سے افضل ماننا۔

سادات کرام کے عماموں میں سبز کپڑے کا ٹکڑا علامت کے طور پر لگایا جاتا تھا۔ (الصواعق المحرقه ، باب الحادی عشر فی فضائل اهل بیت الخ، الفصل الاول ، المقصد الخامس، ص ۱۸۵)

سَلاسلِ طریقت چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی کی مخصوص ٹوپیاں، لباس، وظائف اسی طرح جو جس سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو بطورِ علامت اس کی نسبت لکھنا جیسے قادری رضوی، چشتی صابری یہ سب جائز اور علماء و اولیاء سے ثابت ہیں۔

شعار بنانے کا جواز احادیث و روایات سے

کسی چیز کو شِعار بنانے کا جواز احادیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے، وہ شِعار چاہے وقتی طور پر اپنایا گیا ہو یا کہ مستقل چنانچہ

﴿1﴾ **حضرت سیّدنا مُغِیرَہ بِن شُعْبَہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: شِعَارُ الْمُؤْمِنِینَ عَلَی الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنی پلِ صراط پر مؤمنین کا شِعار رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ (یعنی یا اللّٰہ! ہمیں سلامتی کے ساتھ گزار، سلامتی کے ساتھ گزار) ہوگا۔ (ترمذی ، کتاب صفة القیامة والرقائق الخ، باب ما جاء فی شان الصراط، ۱۹۵/۴، حدیث:۲۴۴۰، فیض القدیر ،حرف الشین ،۲۱۲/۴، حدیث:۴۸۸۴)

حضرت علامہ عبد الرءوف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیث مبارک

کے تحت فرماتے ہیں: شِعَار دراصل اس علامت کو کہتے ہیں جسے آدمی کی پہچان کے لیے مقرر کیا جائے۔ پھر اسے بطورِ مُستَعار استعمال کیا جانے لگا اس قول کے بارے میں کہ جسے بول کر آدمی اپنے دین والوں کو پہچان سکے کہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ (فیض القدیر، حرف الشین، ۲۱۲/۴، تحت الحدیث:۴۸۸۴)

﴿2﴾ حضرت سیّدنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (ایک جنگ کے موقع پر) ارشاد فرمایا: اِنَّکُمْ تَلْقَوْنَ الْعَدُوَّ غَدًا وَاِنَّ شِعَارَکُمْ حٰمٓ o لَا یُنْصَرُوْنَ یعنی: بے شک تم کل دشمنوں سے ملو گے تو تمہارا شِعَار (علامت ونشانی) حٰمٓ o لَا یُنْصَرُوْنَ ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبه، کتاب السیر، باب الشعار، ۱۸۵/۱۸، حدیث:۳۴۲۶۱)

﴿3﴾ حضرت سیّدنا سَمُرَہ بن جُنْدُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین کا شِعَار یَا بَنِی عَبْدَ الرَّحْمٰن، خزرج کا یَا بَنِی عَبْدَ اللّٰہ، اَوس کا شِعَار یَا بَنِی عُبَیْدَ اللّٰہ اور ہمارے سواروں کا نام ''خَیْلُ اللّٰہ'' مقرر فرمایا۔ ہم ایک دوسرے کو اسی شِعَار سے بلاتے۔ (معجم کبیر، باب السین، سمرة بن جندب الفزاری الخ، ۲۶۹/۷، حدیث: ۷۱۵۲)

﴿4﴾ حضرت سیّدنا سَلَمہ بن اَکْوَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: غَزَوْتُ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ زَمَنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

فَکَانَ شِعَارُنَا: اَمِتْ اَمِتْ یعنی: میں نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک زمانے میں حضرت سیِّدنا ابوبکر صِدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی تو اس جنگ میں ہمارا شِعار تھا: اَمِت اَمِت یعنی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ دشمنوں کو ہلاک فرما۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب قسم الفیء والغنیمۃ، باب ما جاء فی شعار القبائل الخ، ۵۸۷/۶، حدیث:۱۳۰۵۳)

﴿5﴾ **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''فیضانِ صدیقِ اکبر'' کے صفحہ 384 پر ہے: **امیر المؤمنین** حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عِکرِمہ بن ابی جہل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مُسَیلِمہ کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا اور پھر حضرت سیدنا شُرَحبیل بن حسنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا لیکن ان دونوں کے آگے اس نے ہتھیار نہ ڈالے، کیونکہ حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مُسَیلِمہ کَذّاب کا کاروبار چمک اٹھا تھا اور تقریباً ایک لاکھ سے زائد افراد اس کے گرد جمع ہوگئے تھے، حضرت سیدنا عِکرِمہ بن ابی جہل اور حضرت سیّدنا شُرَحبیل بن حسنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے بھی اس کی خوب جنگ ہوئی جس کے مقابلے میں اس کے کئی لوگ مارے گئے، اتنے میں اِن دونوں صحابہ کی مدد کے لیے حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آ پہنچے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کی تعداد چوبیس ہزار تھی اور مُسَیلِمہ کذاب کے پاس اس وقت چالیس ہزار فوج تھی ، فریقین بے جگری سے لڑے اور جنگ کا نقشہ کئی بار تبدیل ہوا ، کبھی حالات مسلمانوں کے حق میں ہو جاتے اور کبھی مرتدین کے۔ ثُمَّ بَرَزَ خَالِدٌ وَدَعَا اِلَی الْبَرَّازِ وَنَادٰی بِشِعَارِهِمْ وَکَانَ شِعَارُهُمْ یَا مُحَمَّدَاہ فَلَمْ یَبْرُزْ اِلَیْهِ اَحَدٌ اِلَّا قَتَلَهٗ یعنی جب حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یقین ہو گیا کہ بنو حنیفہ قبیلے والے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک مُسَیلِمہ کو قتل نہ کیا جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بذاتِ خود میدان میں تشریف لائے اور مقابلے کے لیے مُسَیلِمہ کے شہسواروں کو طلب کیا اور مسلمانوں کے شِعَار یعنی عادت کے مطابق ''یَا مُحَمَّدَاہ'' نعرہ لگایا اور اس وقت جنگ میں مسلمانوں کا شِعَار یہ تھا کہ وہ مشکل وقت میں باآوازِ بلند یہ نعرہ لگایا کرتے تھے یَا مُحَمَّدَاہ یعنی یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم)! ہماری مدد فرمائیے۔ اسی طرح حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی نعرہ لگایا اور پھر دشمنوں کی طرف سے جو بھی مقابلے پر آیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی گردن اڑا دی۔ بالآخر مُسَیلِمہ کے حَوَاریوں کو شکست ہوئی اور وہ سارے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا بہت سوں کو واصلِ جہنم کیا اور بہت سوں کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا نیز کثیر مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ یہ

جنگِ یمامہ ۱۱سنِ ہجری میں لڑی گئی۔(سیرت سید الانبیاء، ص ۵۷۵، الکامل فی التاریخ، ۲۲۱/۲، تاریخ طبری، ذکر بقیة خبر مسیلمة الکذاب، ۲۸۱/۲، البدایة و النهایة، مقتل مسیلمة الکذاب، ۳۰/۵)

صحابۂ کرام کا عقیدۂ اِستمداد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس جنگ میں حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سمیت تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مشکل گھڑی میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد مدینۂ مُنوَّرہ سے بہت دور ''یَامُحَمَّدَاہ'' کا نعرہ لگا رہے ہیں، یعنی حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور نبیٔ کریم، رءوف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دنیا کے کسی بھی کونے میں تم پر مصیبت آپڑے تو رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارو۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اسی عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو
نہ کیوں کرکہوں یَا حَبِیْبِی اَغِثْنِی اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مدد کے لیے پکارنا جائز نہ ہوتا تو یقیناً حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ و دیگر تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ایسا قطعاً نہ کرتے، حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذاتِ گرامی تو وہ ہے جن کو دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیفُ اللہ یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے خطاب سے نوازا، جو ایسے اسلامی لشکر کا سردار ہو جس میں جیّد صحابۂ کرام ہوں، جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تربیت یافتہ ہوں یقیناً وہ سردار کسی ناجائز کام کا مُرتَکِب نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اسے یقینِ کامل تھا کہ ''یَامُحَمَّدَاہ'' کا نعرہ لگانا باعثِ رحمت وبرکت ہے۔

﴿6﴾ **حضرت** سیّدنا سَمُرہ بن جُندُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: کَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ عَبْدَ اللّٰهِ، وَشِعَارُ الْاَنْصَارِ عَبْدَ الرَّحْمٰن یعنی مہاجرین کا شِعَار عَبْدَ اللّٰہِ اور انصار کا شِعَار عبدالرحمٰن تھا۔

(ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی الرجل ینادی بالشعار، ۴۷/۳، حدیث:۲۵۹۵)

مُفَسّرِ شہیر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''علیحدہ علیحدہ شِعَار الگ الگ جماعتوں کی پہچان کے

لیے ہوتے تھے (نیز) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات مہاجرین افضل ہیں حضرات اَنصار سے کہ ان کا شِعَار عبداللّٰہ ہوا جس میں رب تعالیٰ کا اسمِ ذات ہے اور انصار کا شِعار عبدالرحمٰن ہے جس میں رب تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

(مراۃ المناجیح، ۵/۵۲۲)

﴿7﴾ **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تو مخصوص رنگ کا عمامہ باندھتے ہی اس لئے تھے تا کہ ان کی پہچان ہو سکے جیسا کہ حضرت سیّدنا زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگِ بدر کے دن زرد رنگ کے عمامے کو اپنی علامت (پہچان) بنایا۔ (الموسوعة الفقهية، عمامة، ۳۰/۳۰۳)

علمائے کرام کے لئے خاص وضع قطع کا لباس پہننا مستحب قرار دیا گیا ہے تاکہ لوگ اس لباس کے ذریعے عالم کو پہچان کر اس سے مسائل پوچھیں چنانچہ درمختار میں ہے ''یَحسُنُ لِلفُقَهَاءِ لَفُّ عِمَامَةٍ طَوِيلَةٍ وَلُبسُ ثِيَابٍ وَاسِعَةٍ'' یعنی فقہاء کے لیے اچھا عمل یہ ہے کہ وہ بڑا عمامہ باندھیں اور کھلا لباس پہنیں۔

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الحظر و الاباحة، فصل فی اللبس، ۹/۵۸۶)

حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیه رَحمَةُ اللّٰهِ القَوِی فرماتے ہیں: ''فقہا و علماء کو ایسے کپڑے پہننے چاہئے کہ وہ پہچانے جائیں تا کہ لوگوں کو ان سے اِستِفادہ کا موقع ملے اور علم کی وَقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔'' (بہارشریعت، ۳/۴۱۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ صحابۂ کرام اور اولیائے عُظّام کس طرح مختلف مواقع پر اپنے لئے شِعار مقرر فرمالیا کرتے تھے۔ یہ تمام دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ کسی چیز کو اپنا شِعار بنانا بالکل جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی لباس کو شِعار بنانا ناجائز و بدعت ہوتا تو ہرگز ہرگز علماء وفُقَراء کو خاص لباس پہننے کی اجازت نہ ہوتی۔ لہٰذا ہمیں اس طرح کے وَساوِس کو خاطر میں لائے بغیر اپنے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنّتِ عمامہ کو اپنے لباس کا جُزوِ لَا یُنفَك بنالینا چاہیئے۔

کیا سبز عمامہ بدعت ہے؟

(5) وسوسہ: سنا ہے کہ حضرت امام جلال الدّین سیوطی شافعی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اور حضرت علامہ احمد بن حجر مکی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے سبز عمامے کو بدعت[1] قرار دیا ہے۔

جوابِ وسوسہ: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمایئے جب سبز سبز عمامہ شریف باندھنا ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان اور اولیائے عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے ثابت ہے تو بھلا کوئی بھی عالمِ باعمل اسے بدعت کیونکر کہہ سکتا ہے۔ دراصل حضرت سیّدنا

---

1 ...... بدعت وہ اِعتِقادیا وہ اَعمال جو کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانۂ حیاتِ ظاہری میں نہ ہوں بعد میں ایجاد ہوئے۔ (جاء الحق، ص ۲۲۱)

امام جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اور حضرت سیّدنا امام احمد بن حجر مکی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے سبز عمامے کو بدعت نہیں فرمایا بلکہ مصر کے بادشاہ الاشرف شعبان بن حسین[1] نے ۷۷۳ھ میں جو ساداتِ کرام کی عزّت وتکریم کے لیے اُن کے عماموں پر سبز رنگ کے کپڑے کا ایک ٹکڑا علامت کے طور پر لگانے کا اہتمام کیا تھا تاکہ سیّد اور غیر سیّد میں امتیاز ہو جائے[2] اس علامت کو بدعت فرمایا نہ کہ سبز عمامہ کو، جیسا کہ ان حضرات کی عبارات سے ظاہر ہے چنانچہ حضرت سیّدنا امام سیوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے کیا گیا سوال اور اس کا جواب بالترتیب یوں ہے: هَلْ يَلْبَسُونَ الْعَلَامَةَ الْخَضْرَاءَ ؟ والجواب: اَنَّ هٰذِهِ الْعَلَامَةَ لَيْسَ لَهَا اَصْلٌ فِي الشَّرْعِ وَلَا فِي السُّنَّةِ وَلَا كَانَتْ فِي الزَّمَنِ الْقَدِيمِ، وَاِنَّمَا حَدَثَتْ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَّسَبْعِينَ وَسَبْعِ مِائَةٍ بِاَمْرِ الْمَلِكِ الْاَشْرَفِ

---

[1] ......سلطان اشرف ابوالمعالی زین الدین شعبان ثانی مملوک سلطنت مصر کا حکمران تھا۔ ۱۵ شعبان ۷۶۴ھ مطابق 30 مئی 1363ء میں سلطان منتخب کیا گیا۔ 13 سال حکومت کرنے کے بعد ۷۷۸ھ مطابق 1376ء میں شہید کر دیا گیا۔ یہ رحم دل تھا اپنی رعایا سے حسن سلوک کیا کرتا تھا۔ (اردو دائرۂ معارف الاسلامیہ، ۱۱/۷۳۶)

[2] ......فاصله ان ملك مصر الاشرف شعبان بن حسين امر فى سنة ثلاث وسبعين وسبع مائة بتقديم الموحدة فيهما بتخصيصهم بعلامة خضراء توضع على عمامة احدهم للفرق بين الشريف وغير الشريف ثم توسع فيها حتى جعلت العمامة كلها خضراء (الشرف المؤبد، ص٤٤)

شَعبانَ بنِ حُسَین یعنی کیا سبز علامت (جو کہ ساداتِ کرام کے لئے مقرر کی گئی ہے) کا پہننا جائز ہے؟ جواب: اس کی قرآن و سنّت اور زمانۂ قدیم میں کوئی اصل نہیں ہے (یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان وتابعینِ عُظّام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام نے اسے ساداتِ کرام کے لئے مقرر نہیں فرمایا) بلکہ اسے (یعنی سبز علامت کو نہ کہ سبز عمامے کو) بادشاہ الاشرف شعبان بن حسین نے ۷۷۳ھ میں مقرر کیا تھا۔

حضرت سیّدنا امام جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: اس پر کئی شعراء نے اشعار بھی کہے جیسے صاحبِ شرح الفیہ علامہ جابر بن عبداللہ اُندلُسی کہتے ہیں: ''لوگوں نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولاد کے لیے علامت مقرر کی ہے، علامت تو اس شخص کے لیے ہوتی ہے جو مشہور نہ ہو، ان کے چہروں میں نورِ نبوت کی چمک دمک، ساداتِ کرام کو سبز علامت سے بے نیاز کردیتی ہے۔'' (الحاوی للفتاوی، العجاجة الزرنبية الخ، ۲/۰ ٤)

سادات کو سبز علامت پہنانے کا شرعی حکم

حضرت سیّدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی مزید فرماتے ہیں: لُبسُ ھٰذِہِ العَلَامَةِ بِدعَةٌ مُبَاحَةٌ لَا یُمنَعُ مِنهَا مَن اَرَادَھَا مِن شَرِیفٍ وَغَیرِہٖ وَلَا یُؤمَرُ بِھَا مَن تَرَکَھَا مِن شَرِیفٍ وَغَیرِہٖ یعنی اس سبز علامت کا پہننا بدعتِ مباحہ ہے اگر کوئی سیّد یا غیرِ سیّد اسے پہننا چاہے تو اسے منع نہیں کیا جائے گا

اور اگر کوئی سیّد یا غیرِ سیّد اسے نہ پہننا چاہے تو اسے اس علامت کے پہننے کا حکم بھی نہیں دیا جائے گا۔ (الحاوی للفتاوی ، ص ۲۹۷ مخطوط مصور)

یہ اچھا طریقہ ہے

حضرت سیّدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی مزید فرماتے ہیں : (اس سبز علامت کے بارے میں) زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسے اَشراف (یعنی ساداتِ کرام) اور غیر سادات میں فرق کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے، اس سلسلے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے تائید حاصل کی جاسکتی ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں۔ (پ ۲۲، الاحزاب ، الآیۃ:۵۹)

بعض علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ''علماء کا مخصوص لباس بڑی بڑی آستینیں ، چادر اوڑھنا وغیرہ ہونا چاہیے تا کہ لوگ انہیں پہچان سکیں اور علم کی بنا پر ان کی تعظیم کی جائے ، یہ اچھا طریقہ ہے۔''

(الحاوی للفتاوی، ص۲۹۷ مخطوط مصور)

حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی سادات کرام کے لئے مقرر کردہ اسی سبز علامت کے بارے میں فرماتے ہیں: **فَاِذَا کَانَت حَادِثَۃٌ فَلَا یُؤمَرُ بِھَا الشَّرِیفُ وَلَا یُنھٰی عَنھَا غَیرُہٗ** یعنی جب (یہ علامت) ایک نئی چیز ٹھہری تو نہ تو کسی سیّد کو اس کا حکم دیا جائے گا اور نہ ہی غیرِ سیّد کو اس سے منع کیا جائے گا۔

(فتاوی حدیثیة، مطلب فی ان العلامة الخضراء للاشراف الخ، ص ۲۲۵)

سبز رنگ تمام رنگوں سے افضل

فَنَا فِی الرَّسُول، حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی فرماتے ہیں: اولاً بادشاہ شعبان بن حسین نے ۷۷۳ھ میں ساداتِ کرام کی عزّت وتکریم کے لیے یہ اہتمام کیا کہ صرف ان کے عماموں پر سبز رنگ کے کپڑے کا ایک ٹکڑا علامت کے طور پر لگایا جانے لگا تا کہ سیّد اور غیر سیّد میں امتیاز ہوجائے **ثُمَّ تُوسِعَ فِیھَا حَتّٰی جُعِلَتِ العِمَامَۃُ کُلُّھَا خَضرَاءَ** یعنی پھر اس علامت میں توسیع کی گئی حتی کہ پورے عمامے کو سبز کر دیا گیا۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ مزید فرماتے ہیں کہ سبز رنگ ہی کو اختیار کرنے کا سبب ممکن ہے یہ ہو کہ یہ تمام رنگوں سے افضل ہے یا اس لیے کہ قیامت کے دن ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اسی رنگ کا حُلّہ پہنایا جائے گا یا اس لیے کہ جنتیوں کے لباس کا بھی

یہی رنگ ہوگا۔(الشرف المؤبد ، ص ٤٤)

علامہ نبہانی کی اہم وضاحت

حضرت علامہ نبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی حضرت سیِّدنا امام جلال الدین سُیُوطی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی مذکورہ بالا عبارت نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ جس علاقے میں سبز عمامہ صرف ساداتِ کرام ہی پہنتے ہوں وہاں کسی غیرِ سیِّد کو سبز عمامہ نہیں پہننا چاہئے کیونکہ اِس طرح اُس کے بھی سیِّد ہونے کا گمان ہوگا لیکن اگر کسی علاقے میں سبز عمامہ سیِّدوں کا شِعار نہیں ہے تو پھر غیرِ سیِّد کے پہننے میں بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ قُسطُنطِینِیَہ وغیرہ شہروں میں سبز علامت سیِّد ہونے پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ وہاں عمامے استعمال کرنے والے لوگ اور علماء وطلباء کی بڑی تعداد بعض اوقات سبز عمامہ باندھتی ہے اور سردیوں میں خاص طور پر بکثرت استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس میں میل ظاہر نہیں ہوتا بلکہ کاروباری اور تجارت کرنے والے لوگ بھی اسی سبب سے سبز عمامے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔

(الشرف المؤبد، ص٤٥)

سبز عمامہ خاص کر لینا بدعت مباحہ جائز ہے

سیِّدُ العُلَما ءعلامہ محمد بن احمد المعروف منلا قادری عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے بھی یہی لکھا ہے کہ ساداتِ کرام کے لئے سبز عمامہ شریف بادشاہ اشرف

شعبان بن حسین کے دور میں شروع کیا گیا، بعض علماء نے اسے بدعتِ مُباحہ فرمایا ہے کہ سیّد وغیرِ سیّد کو اس سے منع نہ کیا جائے گا۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہ مزید فرماتے ہیں: ''میں تو کہتا ہوں کہ ساداتِ کرام کو سبز عمامہ باندھنا چاہئے تاکہ سیّد اور غیر سیّد میں امتیاز رہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر سیّد کا نسب معروف و مشہور ہو ایسے میں خوف ہے کہ کہیں لوگ ان کی عزّت وتکریم میں کمی نہ کرنے لگیں۔''

(السفينة القادرية، ص۳۷ ملتقطًا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علماء ومحدثینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام کی وضاحت سے پتہ چلتا ہے کہ سبز سبز عمامہ شریف سجانا بالکل جائز و مستحسن ہے اور یہ اَسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام کا طریقہ رہا ہے لہٰذا ہمیں شیطان کے تمام ہتھکنڈوں کو ناکام بنا کر اپنے سر پر عمامے شریف کا تاج سجالینا چاہئے۔

وسوسہ: سبز عمامہ پہننا اگرچہ جائز و مستحب ہے، مگر کیا ایک مستحب کام پر ہمیشگی اختیار کرلینا درست ہے؟

جوابِ وسوسہ: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی مستحب کام پر ہمیشگی اِختیار کرنا یعنی اس نیک کام کو مستقل طور پر اپنے معمولات میں شامل کرلینا نہ صرف جائز بلکہ افضل اور اعلیٰ کام ہے اور اجرِ عظیم کے حصول کا باعث ہے چنانچہ مؤذِّنِ رسول حضرت سیّدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کو تَحِیَّۃُ الْوُضُو (یعنی ہر وضو کے بعد پڑھی

جانے والی نماز) جو ایک مستحب کام ہے، اس پر ہمیشگی اختیار کرنے پر ملنے والی فضیلت کو حضرت سیّدنا امام بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی روایت فرماتے ہیں:

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نبیِّ اکرم، شَفیعِ مُعظّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن صبح کی نماز کے وقت حضرت سیّدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: اے بلال یہ بتاؤ کہ تم نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد جو عمل کیے ہیں ان میں سے کس عمل پر اجر کی زیادہ توقع ہے؟ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے چلنے کی آہٹ سنی ہے۔ حضرت سیّدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس پر مجھے زیادہ اجر کی توقع ہو، ہاں اتنا ضرور ہے کہ دن یا رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے اتنی نماز پڑھتا ہوں جو میرے لئے مقدر کی گئی ہے۔[1]

(بخاری، کتاب التہجد، باب فضل الطہور الخ، ۱/۳۹۰، حدیث:۱۱۴۹)

---

1 ...... **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حدیثِ مبارکہ سے ہمیں ایک یہ مدنی پھول بھی حاصل ہوا کہ جس نیک کام کا سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ حکم ارشاد فرمایا ہو نہ ہی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہو، ایسے نیک کام کو از خود اختیار کر لینا صحابۂ کرام کا مبارک طریقہ ہے جس پر اس کے علاوہ اور احادیثِ کریمہ بھی شاہد ہیں پھر جب حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کو اس نیک کام کا پتہ چلا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام نے اس پر انکار نہیں فرمایا بلکہ اس عمل کی تعریف کرتے ہوئے اس کے اجر کو بیان فرمایا۔ شارحِ بخاری، حافظ شہاب الدین

معلوم ہوا مستحب کام پر پابندی کے ساتھ عمل کرنا صحابئ رسول کا طریقہ ہے۔

اسی ضمن میں ایک اور روایت ملاحظہ فرمایئے، حضرت سیِّدنا عبداللّٰہ ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں بہترین کپڑے ہیں اور اسی کپڑے میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی البیاض، ۷۲/۴، حدیث:۴۰۶۱)

احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (مُتَوَفّٰی ۸۵۲ھ) اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اپنے اجتہاد سے کسی عبادت کے لئے وقت مقرّر کرنا جائز ہے کیونکہ حضرت سیِّدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ مقام و مرتبہ اپنے اجتہاد سے ہی حاصل کیا اور نبئ اکرم، رسولِ مُحْتَشَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس نیک عمل کے درست ہونے کو بیان بھی فرمایا۔ (فتح الباری، کتاب التہجد، باب فضل الطھور الخ، ۳۰/۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ عاشقانِ رسول جو اپنے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے میلاد شریف کے لئے بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ مقرر کرتے ہیں نیز حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فاتحہ کے لیے گیارہ تاریخ، اسی طرح وفات پانے والے بزرگانِ دین و عزیز و اقارب کے ایصالِ ثواب کے لیے اَعراس و سوئم، دسویں اور چالیسویں کی تاریخوں کو اپنی آسانی کے لحاظ سے معین کرتے ہیں الغرض ان جیسے ہزارہا نیک امور جن کو خود سے ہی اپنے مقرر کردہ اوقات پر بجالاتے ہیں بلاشبہ یہ تمام کام نہ صرف جائز بلکہ رضائے الٰہی کا باعث بھی ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مردے کو سفید رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ کے کپڑے کا کفن دینا بھی جائز ہے مگر سفید رنگ کا کفن دینا مستحب ہے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ سے اس بات کا پتہ چلا چنانچہ فقہِ حنفی کے ایک بلند پایہ امام علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ رحمۃ اللہ الکافی مختلف نوعیّت کے کفنوں کو بیان کرتے ہوئے سفید رنگ کے کفن کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "وَیُسْتَحَبُّ الْبَیَاضُ" یعنی سفید کفن مستحب ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی الکفن، ۳/۱۱۸) فی زمانہ سفید رنگ کا کفن دینے پر لوگوں کا عمل جاری ہے اور اس کے علاوہ کسی اور رنگ کا استعمال نظر نہیں آتا مگر کوئی بھی اس مستحب کام کو اس کے دوام کے سبب ناجائز نہیں کہتا۔ اسی طرح نمازِ فجر کی اذان میں "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم" کہنا بھی مستحب ہے، جیسا کہ روایت میں ہے کہ جب حضرت سیّدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فجر کی اذان کے دوران دو مرتبہ "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم" کہا تو اس پر نبیٔ کریم رؤوف رحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم نے ارشاد فرمایا: اے بلال یہ کلمہ بڑا ہی خوب ہے، "اِجْعَلْہُ فِیْ اَذَانِکَ" تم ان الفاظ کو اپنی (صبح کی) اذان کا حصہ بنا لو۔ (کنز العمال، کتاب الصلوۃ، التثویب، الجز: ۸، ۴/۱۶۷، حدیث: ۲۳۲۴۲) ان کلمات کے اِسْتِحْبَاب کو بیان کرتے ہوئے فقہ حنفی کے ایک دوسرے امام زَیْنُ الدین بن ابراہیم بن نُجَیم

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: ''وَھُوَ لِلنَّدْب'' یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانا استحباب کے لیے ہے۔(بحرالرائق،کتاب الصلاۃ، باب الاذان ، ۴۴۶/۱)اسی طرح صَدْرُالشَّرِیعہ بَدْرُالطَّرِیْقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: صبح کی اذان میں فلاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کہنا مستحب ہے۔

(بہارِشریعت،۴۷۰/۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! احادیثِ کریمہ اور فرامینِ فُقَہاء سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ کسی مستحب کام پر مُواظَبَت یعنی ہمیشگی اختیار کرلینا نہ صرف جائز ہے بلکہ ایک اچھا عمل ہے جس پر خیرِ کثیر کی امیدِ سعید ہے اس بات کو ناجائز کہنا بہت بڑی جرأت ہے اور پھر جب ان مذکورہ بالا اُمُور سے مستحب کاموں کے دوام کا ثبوت حاصل ہوگیا تو پھر سبز رنگ کا عمامہ شریف جو کہ درجۂ استحباب میں ہے اس پر ہمیشگی اختیار کرنے کا جواز بھی از خود ثابت ہوگیا۔

اولیائے کرام کے مختلف رنگوں کے عمامے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام بھی مختلف رنگوں کے عمامے باندھا کرتے تھے یہاں ایسے ہی چند اولیائے کرام کے عماموں کا ذکر کیا گیا ہے

حضرت شیخ احمد بدوی کا عمامہ

حضرت سیّدنا شیخ احمد بدوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کو سنّتِ عمامہ سے اس قدر محبت تھی کہ اسے سر سے جدا نہ فرماتے حتیٰ کہ نہاتے وقت بھی ۔ چنانچہ علامہ عبدالوہاب شعرانی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا شیخ احمد بدوی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی جب کوئی کپڑا یا عمامہ پہنتے تو اسے غسل وغیرہ کے وقت بھی نہ اُتارتے تھے ۔ حتّٰی کہ جب وہ کمزور ہو جاتا تو اسے بدل دیا جاتا اور وہ عمامہ جسے خلیفہ ہر سال میلاد کے وقت پہنتا ہے وہ حضرت شیخ کا اپنا عمامہ ہے ۔

(الطبقات الکبری ، الجزء الاول، ص۲۵۶)

خواب میں صندلی عمامہ سجا دیا

حضرت سیّدنا شاہ محمد کامل ولید پوری (مُتَوفّٰی ۱۳۲۲ھ) عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی قُدْوَۃُ الْعُرَفَاء، حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے مرید و خلیفہ اور حضرت علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے نامور شاگردوں میں سے ہیں ۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک مسجد میں ہوں میرے پیرومرشد حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بہشتِ بریں سے مسجد میں تشریف لائے ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دائیں ہاتھ مبارک میں صندلی رنگ کا

عمامہ شریف اور دوسرے ہاتھ میں نیلگوں رومال تھا۔آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے سر پر صندلی عمامہ شریف سجا دیا۔

(تاریخ مشائخ قادریہ،۲/ ۳۱۳ بتصرف)

حضرت مجدد الف ثانی کا عمامہ

حضرت سیّدنا امامِ ربانی، مجدد ِالفِ ثانی، شیخ احمد سرہندی نقشبندی عَلَيْه رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کے متعلق منقول ہے کہ ایک بڑا عمامہ (شریف آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے) سرِ مبارک پر ہوتا۔مسواک دستار کی کور میں، شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک (ہوتا)۔(جہانِ امام ربانی،۱/ ۴۴۱)

اعلیٰ حضرت کا بادامی عمامہ

سیّدنا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت شاہ احمد رضا خان عَلَيْه رَحْمَةُ الرَّحْمٰن آخری عمر مبارک میں بھی نمازِ باجماعت کا کس قدر اِہتمام فرمایا کرتے تھے نیز خوفِ خدا کے کیسے پیکر تھے اس بات کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جا سکتا ہے چنانچہ

علامہ یٰسین اختر مصباحی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه فرماتے ہیں: سید جعفر شاہ پھلواروی اور ان کے بھائی شاہ غلام حسنین صاحب اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی رکے، پھر یہاں سے لکھنؤ جانے کا ارادہ کیا، آگے کی روداد انہی سے سنتے ہیں......!

ہم دونوں یہاں سے لکھنؤ پہنچنے کے ارادے سے ریلوے اسٹیشن کے

لیے روانہ ہوئے، بگھی ابھی راستے ہی میں تھی کہ ٹرین نے سیٹی دی اور چل پڑی (یوں ٹرین چھوٹ گئی) جمعہ کا دن تھا، دریافت سے معلوم ہوا کہ اب بریلی میں کسی جگہ جمعہ نہیں مل سکتا، صرف ایک جگہ مل سکتا ہے جہاں خاصی تاخیر سے جمعہ ہوتا ہے۔ ہم لوگ اطمینان سے وضو کر کے روانہ ہوئے اور اس مسجد میں پہنچ کر دوسری صف میں بیٹھ گئے، مسجد بڑی جلدی پُر ہوگئی، ذرا دیر کے بعد دیکھا کہ ساری مسجد کے لوگ کھڑے ہوگئے اور فضا دُرُود کی آواز سے گونج گئی، دیکھا کہ ایک کرسی پر ایک بزرگ جلوہ افروز ہیں اور چند آدمی کرسی کو اٹھائے چلے آرہے ہیں۔ اگلی صف میں وہ ضعیف اور بیمار آدمی آ کر بیٹھ گیا۔ اذان ہوئی خطبہ ہوا اور نماز کے لیے وہ بیمار کھڑا ہوا تو اپنے ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ اپنا عصا پکڑے ہوئے تھا، سجدہ ہوتا تو عصا زمین پر رکھ دیتا اور قیام کے وقت پھر عصا سنبھال لیتا۔ نماز ہوئی، سنتیں ہوئیں، تو دیکھا کہ ایک بڑا گاؤ تکیہ اُسی مسجد میں لا کر رکھ دیا گیا، جس سے ٹیک لگا کر وہ بیمار نیم دراز ہوگیا، میانہ قد، سر پر **ہلکا بادامی عمامہ** غالبًا ٹَسَر کا...... جسم پر عَبا، داڑھی لمبی گھنی اور سفید...... رنگ گندمی...... جسم دوہرا مگر اُس وقت دُبلا...... آواز رُعب دار لیکن اس وقت رِقّت انگیز، اس کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوا اور بیعت کے بعد اُس ضعیف مریض نے اپنی نَحِیف مگر درد واثر بھری آواز میں چند وَداعی کلمات کچھ اس طرح کہے:

”میری طرف سے تمام اہلِ سنّت مسلمانوں کو سلام پہنچا دو اور میں نے کسی کا کوئی قصور کیا ہو تو میں بڑی عاجزی سے اس کی معافی مانگتا ہوں، مجھے خدا کے لیے معاف کر دو یا مجھ سے کوئی بدلہ لے لو، وغیرہ وغیرہ۔ اس وقت حاضرین چاروں طرف سے اس ضعیف کو گھیرے ہوئے تھے اور سب کے سب متأثر ہو رہے تھے، کوئی سِسکیاں بھر رہا تھا اور کوئی خاموش رو رہا تھا، میں ذرا سخت دل واقع ہوا ہوں، اس لیے میں نے کوئی اثر قبول نہ کیا، لیکن میرے بھائی جو بڑے رَقِیقُ القلب تھے ان وَداع کلمات سے خاصے متأثر ہوئے جس کا اظہار انہوں نے واپسی میں کیا یہی پیرِ ضعیف تھے حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ۔

(امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات، ص۱۹۹)

شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں کا عمامہ

خلیفۂ حضرت شاہ آلِ رسول، حضرت شاہ ابوالحسین المعروف نوری میاں رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سر پر رنگین عمامہ مبارک باندھا کرتے تھے۔

(تذکرہ خانوادہ حضرت ایشاں، ص۳۵۱)

حضرت صدر الشریعہ کا عمامہ

شَارِحِ شَرحِ مَعَانِی الآثَار، صاحبِ بہارِ شریعت، صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے مزاج میں حد درجہ لطافت

تھی، صاف ستھرا عمدہ لباس زیبِ تن فرماتے، اعلیٰ کپڑوں کی شیروانی یا جبہ بنواتے، **قیمتی کامدار** (زری کا کام کیا ہوا) **عمامہ باندھتے**، زمانۂ دراز تک حضرت صَدرُ الشَّرِیعَہ کو انتہائی قیمتی لباس میں دیکھا گیا مگر اخیر عمر مبارک میں یک بیک رنگ بدل گیا اور کھَدّر پسند آ گیا اسی کی بنیان، اسی کا کرتہ، اسی کا چوڑی مہری کا پاجامہ، اسی کی گول ٹوپی، اسی کا عمامہ باندھتے۔ (سیرتِ صدرالشریعہ، ص۱۰۶)

حضرت علامہ مفتی محبوب رضا خاں بریلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: صَدرُ الشَّرِیعَہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کھدر ہی کا سفید یا ہرے رنگ کا جبہ زیبِ تن فرماتے اور رنگین عمامہ باندھتے تھے۔

(ماہنامہ اشرفیہ، صدرالشریعہ نمبر، ص۲۶ ملتقطاً)

حضرت ملک العلماء کا عمامہ

مُؤَلِّفِ صَحِیحُ البِہَارِی، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مَلِکُ العُلَمَاء، حضرت علّامہ مولانا ظفر الدّین بہاری قادری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی لمبی پگڑی (یعنی عمامہ شریف) سر پر باندھتے تھے۔ (ملک العلماء، ص۶۱) **بعض** بزرگوں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو ہلکے موتیا رنگ کا عمامہ شریف باندھے بھی دیکھا ہے۔

میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا عمامہ

شیرِ ربّانی حضرت سیّدنا میاں شیر محمد شرقپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی (المتوفّٰی

۱۳۴۷ھ) سادہ اور معمولی لباس پہنتے تھے، **سر پر پگڑی وٹوپی**، بدن پر معمولی کپڑے کا کُرتہ، پاؤں میں معمولی جوتا، آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے معمولات میں سے تھا۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ موٹا کپڑا پہنا کرتے، زیادہ باریک کپڑے کو ناپسند فرماتے۔ اکثر دیسی کھڈی کا کپڑا بنوالیا کرتے، زرد (یعنی پیلے) رنگ کی قصوری جوتی استعمال فرماتے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سیاہ رنگ کے جوتے ناپسند فرماتے بلکہ اگر کسی کے پاؤں میں سیاہ بوٹ یا جوتی دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے اور سیاہ کپڑا پہننا بھی ناپسند فرماتے اور پگڑی کے ساتھ ٹوپی ضرور پہنتے تھے اور فرماتے کہ حضورنبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُم کوٹوپی پر عمامہ باندھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ہمیشہ سفید رنگ کا لباس زیبِ تن فرماتے۔ عمامہ شریف عموماً کپڑے کی ٹوپی پر اور کبھی کبھار ناڑ کی ٹوپی پر باندھتے۔ سفید کُرتے کے ساتھ سفید تہبند ناف کے اوپر باندھتے جو ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر ہوتا۔ کبھی کبھی نیم بادامی رنگ کی صدری یا اچکن کی طرح کا لمبا کوٹ بھی کُرتے کے اوپر پہن لیا کرتے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاؤں میں زرد (پیلے) رنگ کی جوتی ہوتی اور سردیوں میں عمومًا چمڑے کے موزے استعمال فرماتے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ارشاد کے مطابق زرد رنگ کی جوتی پہننا مستحب ہے۔ آخری دم تک عمامہ شریف کی پابندی فرماتے رہے،

نِشَست و بَرخاست میں کبھی تبدیلی نہ ہوئی، خَلوَت وجَلوَت میں ہمیشہ دوزانو ہی بیٹھا کرتے۔

حضرت مفسر اعظم ہند کا عمامہ

شَہزادۂ حُجَّۃُ الاِسلام، مُفَسِّرِ اعظم ہند، حضرت علامہ مولانا ابراہیم رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سفید یا بادامی رنگ کا عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔ (مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء، ص۱۲۰)

حضرت حافظ ملت کا عمامہ

اَلجَامِعَۃُ الاشرَفِیَہ کے بانی، حافظِ ملت حضرتِ علاّمہ شاہ عبدالعزیز محدّثِ مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی کے عمامہ شریف کا ذکر کرتے ہوئے علاّمہ بدرالقادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ عمامہ اکثر بادامی یا کتھئی ملاگیری (صندلی) رنگ کا، معمولی، پانچ گزی بائیں جانب پیچ خوب واضح (جبکہ) شملہ کمر سے اوپر تک (ہوتا)۔ (حیات حافظ ملت، ص۵۱)

حضرت فقیہ زماں کا عمامہ

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فَقِیہِ زَمَاں حضرت علامہ مفتی غلام جان ہزاروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نماز ہمیشہ عمامہ (شریف) باندھ کر ادا فرماتے، نماز کے علاوہ بھی سر پر عمامہ (شریف) سجائے رکھتے۔ گھر میں ٹوپی سر پر رکھتے۔ (حیاتِ فقیہ زماں، ص۹۲)

حضرت محدث اعظم پاکستان کا عمامہ

خلیفۂ شہزادگانِ اعلیٰ حضرت، محدّثِ اعظم پاکستان حضرتِ علّامہ مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے مبارک عمامہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرتِ علّامہ مولانا محمد جلال الدّین قادری رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: آپ رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ تدریسِ حدیث، اوقاتِ نماز میں عموماً اور جمعہ کے دن بِالالتزام پگڑی (یعنی عمامہ شریف) باندھتے، جو بعض اوقات سفید، کبھی زرد اور عموماً نسواری ہوتی۔ عمامہ کی لمبائی بالعموم سات گز ہوتی۔ گھر پر اور مدرسہ و مسجد میں سردیوں میں عام طور پر یوپی کی کشیدہ کاری والی ٹوپی ہوتی۔ خاص تقاریب، خطبۂ جمعہ و عیدین کے لئے عمامہ پر سفید ململ کا لمبا چادر نما پٹکا بھی اوڑھا کرتے جو چہرہ مبارک کے ماسوا سر اور گردن پر لپیٹا ہوتا۔

حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدّین قادری رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ میں آج تک آپ کے اس چادر نما کو سر اور گردن پر اوڑھنے کو آپ کی ایک خاص ادا سمجھتا رہا ان دنوں حسنِ اتفاق سے ایک حدیثِ پاک نظر نواز ہوئی ''اَلْاِرْتِدَاءُ لُبْسَۃُ الْعَرَبِ وَالْاِلْتِفَاءُ لُبْسَۃُ الْاِیْمَانِ'' (رواہ طبرانی عن ابن عمر بحوالہ جامع صغیر للسیوطی، مطبوعہ مصر جلد ۱، ص ۲۱۰) **ترجمہ و تفہیم:** چادر اوڑھنا عربوں کا لباس ہے اور سر اور اکثر چہرے کو (چادر سے) ڈھانکنا ایمان

والوں کا لباس ہے۔ مزید فرماتے ہیں: حدیثِ پاک کے مطالعہ کے بعد یہ واضح ہوا کہ مذکورہ انداز میں آپ کا چادر نما پٹکا کا اوڑھنا نہ صرف آپ کی ادا تھی بلکہ حدیثِ پاک پر عمل بھی تھا۔ سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ سیرت تھی، جو پہناوے کے ادنیٰ سے حصہ میں بھی سنّتِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ملحوظ رکھتے تھے۔

(تذکرۂ محدثِ اعظم پاکستان، ۳۴۱/۲)

مفتی اعظم ہند کا عمامہ

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلسنّت، حُضُور مفتیٔ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مصطفٰے رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن بڑے **عرض** کا زیادہ تر سفید، بادامی عمامہ (شریف) باندھتے۔ (جہانِ مفتیٔ اعظم، ص ۱۰۱)

بَحرُ العُلُوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: مفتیٔ اعظم ہند رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ سر پر قیمتی بھاگل پوری عمامہ باندھتے تھے۔ مزید فرماتے ہیں کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ عمامہ باندھنے کے لیے کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے تھے بلکہ سادہ عمامہ باندھتے تھے مگر دیکھنے میں آپ کے سرِ مبارک پر عمامہ اتنا خوبصورت معلوم ہوتا کہ دیکھنے والے کہتے کہ عمامہ کی وضع (بناوٹ) انھیں کے فَرقِ اقدس (سرِ مبارک) کے لیے ہوئی ہے۔

(جہانِ مفتیٔ اعظم، ص ۲۴۳ ملخصاً)

مفتیٔ اعظم ہند کی عمامہ شریف سے محبت

حضرت مفتیٔ اعظم ہند رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ایک سال دَارُالعُلُوم فیضُ الرَّسول براؤں شریف کے سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت کے موقع پر براؤں تشریف لائے۔تو ''فیضُ الرَّسول'' کے اساتذہ نے حضرت مفتیٔ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے درسِ حدیث لے کر اجازتِ حدیث لینے کا فیصلہ کیا۔حضرت مفتیٔ اعظم ہند رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی اجازت سے درسِ حدیث کی ایک نورانی مجلس بڑے تُزک و اِحْتشام سے منعقد ہوئی۔درسِ حدیث کی اس مجلس کے شرکاء پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ عمامہ شریف باندھ کر ہی شریک ہوں ،چنانچہ سارے اساتذۂ فیضُ الرَّسول درسِ حدیث کی اس مجلس میں عمامہ باندھ کر شریک ہوئے۔

(مفتیٔ اعظم اوران کے خلفاء،ص۴۴ بتصرف)

حضور مفتیٔ اعظم ہند رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی عمامہ شریف سے محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے جن جن علماء ومفتیانِ کرام کوخلافت عطا فرمائی ان میں سے اکثر کوخود اپنے ہاتھوں سے عمامہ شریف باندھا، بہتوں کو جبہ ودستار اور ٹوپی بھی عطا کی۔(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ،ص۵۰۹)

مفتیٔ اعظم ہند کا عمامہ اور امیر اہلسنّت

شَیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانِیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا

ابو بلال **محمد الیاس عطاؔر** قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَه اپنے مشہور رسالے ''بریلی سے مدینہ'' میں فرماتے ہیں: یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں باب المدینہ کراچی کے علاقہ کھارادر میں واقع حضرت سیّدنا محمد شاہ دولھا بخاری سبزواری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی کے مزار شریف سے مُلحِقہ حیدری مسجد میں تاجدارِ اہلسنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولٰینا مصطفٰی رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کا متبرک عمامہ شریف سر پر سجا کر نمازِ فجر پڑھایا کرتا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ ایک ولیٔ کامل کا عمامہ شریف بارہا میرے ہاتھوں اور سر سے مَس ہوا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ میرے ہاتھوں اور سر کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ دراصل بات یہ ہے کہ مُتذَکّرہ بالا حیدری مسجد میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنّت، مجدد دین وملت، عالم شریعت، واقفِ اَسرارِ حقیقت، پیرِ طریقت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کے خلیفہ مجاز مَدّاحُ الحبیب صاحبِ قبالۂ بخشش حضرت مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کے فَرزَندِارجمند حضرت علامہ مولانا حمیدُ الرحمٰن قادری رضوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی امامت فرماتے تھے۔ چونکہ مسجد سے آپ کا دولت خانہ تقریباً چھ سات کلومیٹر دور تھا۔ لہٰذا فجر کی امامت کی مجھے سعادت ملتی تھی اور ان کا حضور مفتیٔ اعظم ہند رَحمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ والا عمامہ شریف مجھے نصیب ہوجاتا، جس سے میں برکتیں

حاصل کیا کرتا۔ (بریلی سے مدینہ، ص۱)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت کا عمامہ

خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی شاہ محمود جان قادری جودھپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی پیلے رنگ کے پھولوں والا عمامہ شریف زیبِ سر فرمایا کرتے تھے۔ بعض بزرگوں نے **شہزادۂ اعلیٰ حضرت**، حُجَّۃُ الاِسلَام حضرت علامہ مولانا مفتی حامد رضا خان عَلَیْہ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی ایسے ہی عمامہ شریف میں زیارت کی ہے۔

مفتی اعظم سندھ کا عمامہ

مفتیٔ اعظم سندھ، حضرت علامہ مفتی محمد عبد اللہ نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سر پر ٹوپی اور اس کے اوپر عمامہ عُجلت کے ساتھ نہایت عمدہ طریقے سے باندھتے، یہ عمامہ ہر وقت آپ کے سر مبارک پر رہتا، اس کے اوپر سادہ مَلمَل کی چادر ہوتی تھی۔ اپنے شاگردوں سے بھی عمامے کی پابندی کرواتے۔

(مفتیٔ اعظم سندھ مفتی محمد عبد اللہ نعیمی شہید حیات وخدمات، ص۶۲)

سرکار نے عمامے تقسیم کروائے

حضرت سیّدنا ابوبکر بن محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبیٔ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بَنِی حارِث بن خَزرَج کے ایک آدمی کی طرف کچھ عمامے شریف بھیجے تا کہ وہ انہیں لوگوں میں تقسیم کر دے۔ اس شخص نے

ان عماموں میں سے ایک ریشم ملا اُونی کپڑے کا عمامہ اپنے سر پر بھی باندھ لیا۔ اس نے سارے عمامے تقسیم کر دیئے مگر اپنے سر پر باندھے ہوئے عمامے کو دینا بھول گیا۔ جب اُسے یاد آیا تو وہ فکر مند ہوا اور وہی عمامہ شریف لئے بارگاہِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: مجھے یہ خوف لاحق تھا کہ اگر میں نے یہ عمامہ اپنے پاس ہی رکھ لیا تو ضرور مجھے اس کی مثل (بروزِ قیامت) آگ کا عمامہ پہنایا جائے گا۔

(کتاب السیر لابی اسحاق الفرازی ،باب الغلول، ص ۲۳۷، حدیث:۳۹٤)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے اسلاف عمامہ شریف کی پیاری پیاری سنّت سے کس قدر محبت فرمایا کرتے تھے اور ان کے دلوں میں اسے عام کرنے کا کیسا ایمانی جذبہ ہوا کرتا تھا اس کا اندازہ اس واقعے سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے چنانچہ

سیّدنا امام رفاعی کی سخاوت

حضرت شیخ عبدالصمد حَربونی جو کہ رَواق (شہر) میں اوقافِ احمدی کے ذمہ دار تھے وہ فرماتے ہیں کہ ۵۶۷ھ میں حضرت (سیّدنا) امام احمد رفاعی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی) کے کھیت اور آپ کے رواق میں موجود اوقاف سے سات لاکھ دیوانی چاندی کے درہم اور بیس ہزار سونے کے ٹکڑے حاصل ہوئے اور اسی سال

آپ کے لئے مختلف شہروں سے اَسّی ہزار چادریں، پچاس ہزار تمشکۃ (رومال وغیرہ) بیس ہزار عجمی اونی کمبل، **بتیس ہزار کاٹن کے عمامے** اور گیارہ ہزار سونے کے دوافقی ٹکڑے آئے اور سات لاکھ ہندی چادریں آئیں اور اسی دن آپ نے رواق کی نہر کے کنارے اپنے کپڑوں کو دھویا اور اپنی ستر پوشی اپنے رومال سے فرمائی اور رواق میں آپ کی الماری میں ایک بھی درہم نہ تھا **جو کچھ آپ کو حاصل ہوا تھا وہ سب آپ نے کمزوروں پر صدقہ کر دیا، یا مستحقین، سائلین اور فقراء ومساکین کو دیدیا۔** (سیرت سلطان الاولیاء، ص ۶۹ بتصرف)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اَسلاف کی سیرت کے مظہر ہیں، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ بھی عمامہ شریف سے نہ صرف محبت فرماتے ہیں بلکہ اس سنّت کو عام کرنے میں کس قدر کوششیں فرماتے ہیں اس کا اندازہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے اس فرمان سے لگایا جا سکتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں: ''**میں نے اپنے سینکڑوں استعمالی عمامے لوگوں میں تقسیم کئے ہیں تا کہ وہ عمامے باندھیں۔**''

صحابۂ کرام کی دستار بندی کے واقعات

دوسرے کے سر پر عمامہ باندھنا

حُضورِ پُرنور، شَافِعِ یَوْمُ النُّشُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کبھی

صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کو کسی مہم پر روانہ فرماتے، یا میدانِ جنگ میں عَلَمِ اسلام بلند کرنے کا موقع ہوتا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے سروں پر عمامہ شریف باندھ دیتے، جو نہ صرف برکت کا موجب ہوتا بلکہ فتح وکامیابی کا باعث بھی بنتا چنانچہ

مولا علی کے سر پر عمامہ باندھا

﴿1﴾ **مدینے** کے تاجدار، صاحبِ عمامۂ خوشبودار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم کو یمن کی جانب روانہ فرمایا تو انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے سر پر عمامہ شریف باندھا۔(طبقات ابن سعد، سریة علی بن ابی طالب الی الیمن الخ ، ۱۲۸/۲)

حضرت علامہ محمد بن یوسف شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی یہی روایت قدرے تفصیل سے بیان فرماتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم کے لئے جھنڈا تیار فرمایا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا عمامہ لیا اسے تہ کیا اور اسے نیزے کے سرے پر رکھ دیا اور سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم کو عطا فرما دیا پھر اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں عمامہ شریف باندھا جس کے تین پیچ تھے۔آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو شملے ایک ہاتھ کی مقدار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجۡہَہُ

الکَرِیم کے سامنے کی جانب اور ایک بالشت کی مقدار شملہ ان کی پشت پر لٹکا دیا۔

(سبل الهدى والرشاد، جماع ابواب سراياه وبعوثه الخ، الباب الثانى و السبعون فى سرية على الخ، ٢٣٨/٦ ملخصاً)

﴿2﴾ حضرت علامہ محمد بن سعد عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الاَحَد نقل فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقع پر جب عَمرو بن عَبدِوُد نے صحابۂ کرام عَلَیھِمُ الرِّضوَان کو مقابلے کے لئے پکارا تو حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الکَرِیم آگے بڑھے اور عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں اس سے مقابلہ کروں گا۔ تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنی تلوار عطا فرمائی اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے سر پر عمامہ شریف باندھ کر دُعا کی یااللہ عَزَّوَجَلَّ علی کی مدد فرما۔ چنانچہ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الکَرِیم نے اسے پلک جھپکتے ہی واصلِ جہنم کر دیا۔

(طبقات ابن سعد، غزوة رسول الله الخندق الخ ، ٥٢/٢)

﴿3﴾ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الکَرِیم سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے دستِ رحمت سے ان کے سر پر عمامہ باندھا تو شملہ پیچھے اور آگے رکھا۔ پھر فرمایا: چہرہ دوسری جانب کرو، انھوں نے ایسا ہی کیا، پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے فرمایا: چہرہ ہماری جانب کرو، تو انھوں نے ایسا ہی کیا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔'' (کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، آداب التعمم، الجز: ۱۵، ۲۰۵/۸، حدیث: ۴۱۹۰۶)

﴿4﴾ **حضرت سیّدنا علی المرتضی** کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غَدِیرِ خُم [1] کے دن میرے سر پر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میری پشت پر لٹکا دیا۔ (سنن الکبری للبیہقی، کتاب السبق والرمی، باب التحریض علی الرمی، ۲۴/۱۰، حدیث: ۱۹۷۳۶ مختصراً)

---

1 ...... خُم ایک ایسی جگہ کا نام ہے جہاں بکثرت گھنے درخت پائے جاتے ہیں، اور یہ مقامِ جُحْفَہ (مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ کے درمیان ایک جگہ کا نام) سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ اسی وادیٔ جُحْفَہ کے پاس مشہور غدیر (تالاب) بھی ہے جسے اسی خُم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب علی بن ابی طالب، الفصل الثالث، ۴۷۵/۱۰، تحت الحدیث: ۶۱۰۳) اسی مقام پر نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے لئے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کے علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) بھی مولا ہیں (ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ۳۹۸/۵، حدیث: ۳۷۳۳) کے منصبِ عالی کا اعلان فرمایا تھا۔)

حضور نے حضرت معاذ بن جبل کو عمامہ باندھا

حضرت سیّدنا عبداللہ ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب **حضرت سیّدنا مُعاذ بن جَبَل** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو ایک روز صبح کی نماز کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے گروہِ مہاجرین وانصار! تم میں کون ہے جو (دینِ اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے) ہمارا نمائندہ بن کر یمن جائے؟ تو حضرت سیدنا صدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھڑے ہوکر اپنے آپ کو پیش کر دیا مگر سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سکوت اختیار فرمایا اور دوبارہ یہی ارشاد فرمایا: اے گروہِ مہاجرین وانصار! تم میں کون ہے جو (دینِ اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے) ہمارا نمائندہ بن کر یمن جائے؟ تو حضرتِ سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی: یارسول اللہ میں حاضر ہوں۔ مگر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے بدستور سُکوت فرمایا اور پھر وہی ارشاد فرمایا: اے گروہِ مہاجرین وانصار تم میں کون ہے جو (دینِ اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے) ہمارا نمائندہ بن کر یمن جائے؟ اب حضرتِ سیّدنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں (حاضر ہوں)! نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں اے مُعاذ! تم ہی اس کام کے لئے ہو، پھر سرکارِ نامدار، مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے بلال ان کے لئے میرا عمامہ لاؤ''۔ حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی بارگاہ میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا عمامہ پیش کر دیا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے حضرت مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر عمامہ شریف باندھا اور پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رخصت کرنے کے لئے مدینہ شریف سے باہر تشریف لائے اور دُعاؤں سے نوازتے ہوئے الوَداع فرمایا۔ (تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، ذکر معاذ بن جبل، ۱٤۲/۲، واللفظ له، کتاب الثقات، السیرة النبویة، السنة التاسعة من الهجرة، ۱٤۷/۱)

سرکار نے حضرت عبدالرحمٰن کو سفید عمامہ سجا دیا

حضرت سیّدنا عَطاء بِن ابی رَباح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے پاس تھا کہ ایک نوجوان حاضر ہوا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عمامے کا شملہ لٹکانے کے متعلق سوال کیا تو حضرت سیّدنا عبد اللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نے فرمایا: میں تمہیں ابھی بتاتا ہوں ان شآء اللہ۔ پھر فرمایا: میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں بیٹھنے والے ان دس افراد میں سے ایک ہوں جن میں حضرت سیّدنا ابو بکر، حضرت سیّدنا عمر، حضرت سیّدنا عثمان، حضرت سیّدنا علی،

حضرت سیّدنا ابن مسعود، حضرت سیّدنا حُذیفہ، حضرت سیّدنا ابن عوف، حضرت سیّدنا ابوسعید خُدری رِضوَانُ اللہ تعَالٰی عَلیھِم اَجمَعِین بھی تھے کہ ایک انصاری نوجوان آیا اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کو سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کون سا مومن سب سے افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔ اس نے پھر عرض کی کون سا مومن سب سے زیادہ عقلمند ہے؟ ارشاد فرمایا: جو موت کو کثرت سے یاد کرتا اور اس کے آنے سے پہلے ہی خوب تیاری کرتا ہے، وہی عقلمند ہیں۔ پھر وہ نوجوان خاموش ہو گیا۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے مہاجرین جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کر دیے جاؤ اور میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان باتوں کو پاؤ۔ (1) یہ کہ جب کسی قوم میں بے حیائی ایسی عام ہو جائے کہ اعلانیہ ہونے لگے تو ان میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئیں تھیں۔ (2) جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر قحط مُسَلَّط کر دیا جاتا ہے، ان پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ (3) جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللّٰہ تعَالٰی اُن سے بارش روک دیتا ہے اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ (4) جب لوگ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیہ

واٰلہٖ وَسلَّم کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالٰی ان پر دشمنوں کو مُسلَّط کر دیتا ہے تو وہ ان کا مال وغیرہ سب کچھ چھین لیتے ہیں اور (5) جب مسلمان حکمران کِتابُ اللہ سے فیصلے کرنا چھوڑ دیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیہ واٰلہٖ وَسلَّم نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کو ایک جنگ کے لئے لشکر تیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ **سوتی سیاہ رنگ کا عمامہ** باندھے حاضر ہوئے۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیہ واٰلہٖ وَسلَّم نے انہیں قریب بلایا ان کا عمامہ اُتارا اور **سفید رنگ کا عمامہ شریف** یوں باندھا کہ اس کا **چار انگل یا اس سے کچھ زائد شملہ** ان کی پشت پر لٹکا دیا اور فرمایا: اے ابن عوف! اس طرح عمامہ باندھو بے شک یہ سب سے خوبصورت اور حسین ہے۔

(المستدرك، كتاب الفتن و الملاحم، ذكر خمس بلاء الخ، ۷۴۹/۵، حديث:۸۶۶۷)

حضرت علامہ علی بن بُرہانُ الدِّین حَلَبِی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اور علامہ ابوعبداللہ محمد بن عُمر واقدی عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے یوں روایت نقل فرمائی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیہ واٰلہٖ وَسلَّم نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کو قریب بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور ان کا سیاہ عمامہ کھول کر اسے ہی دوبارہ باندھ دیا اور اس کا **چار انگل یا اس سے کچھ زائد شملہ** ان کی پشت پر لٹکا

دیا اور فرمایا: اے ابن عوف ! اس طرح عمامہ باندھو بے شک یہ سب سے خوبصورت اور حسین ہے۔(کتاب المغازی ، سریة امیرھاعبدالرحمن بن عوف ، ۵٦٠/٢ ،سیرت حلبیہ، باب سرایاہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الخ، سریة عبد الرحمن بن عوف، ٢٥٥/٣)

حضرت عبد الرحمٰن کے سر پر دو شملوں والا عمامہ

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے عمامہ شریف باندھا تو اس کا شملہ میرے آگے اور پیچھے لٹکا دیا۔(ابوداؤد، کتاب اللباس ، باب فی العمائم، ٧٧/٤ ، حدیث:٤٠٧٩ ،شعب الایمان، باب فی الملابس الخ ، فصل فی العمائم، ١٧٤/٥، حدیث:٦٢٥٣)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدُنا علی المرتضٰی ،سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیّدنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا شمار اُن خوش نصیب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جن کے سر پر خود دُوعالَم کے مالِک ومختار،مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمامہ شریف باندھا۔حضرت سیّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جب کبھی کوئی اہم فیصلہ کرنا ہوتا، یا کوئی بڑا معاملہ درپیش ہوتا تو اس عمامہ شریف کو زیبِ سر فرماتے چنانچہ

حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب خلافتِ سیِّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا جو سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر سجایا تھا۔

(البداية و النهاية، خلافة اميرالمومنين عثمان بن عفان الخ، ۲۲۷/۵)

دستار فضیلت کا ثبوت

آج کل دینی جامعات میں ایک مخصوص تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں فارغُ التحصیل طلبہ کے سروں پر کوئی بزرگ عمامہ باندھتے ہیں جیسا کہ تبلیغ قران وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت جامعات المدینہ سے فارغُ التحصیل بارہ ماہ کے مدنی قافلے میں سفر کر چکنے والے مدنی اسلامی بھائیوں کے سروں پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے مبارک ہاتھوں سے عمامہ شریف سجاتے ہیں، اس کی اصل بھی یہی حدیثِ مبارکہ ہے چنانچہ

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیہ رَحمَۃُ الحَنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: آج کل فارغ التحصیل طلباء کے سروں پر علماء عمامے لپیٹتے ہیں جسے رسمِ دستار بندی کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل یہ حدیث ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ (نبیِ پاک صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عمامہ شریف) اس طرح (باندھا) کہ عمامہ کا پہلا شملہ تو سینہ پر ڈالا اور آخری شملہ پیٹھ پر ڈالا۔ یہ ہی سنّت ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ (عمامہ) کھڑے ہو کر باندھنا سنّت ہے۔ مسجد میں باندھے یا کہیں اور۔ (مراۃ المناجیح، ۶/۱۰۵ ملتقطاً)

حضرت علامہ احمد بن حسین بن حسن بن علی المعروف اِبنِ رِسلان (مُتَوَفّٰی ٨٤٤ ھ) اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ سینے پر عمامے کا شملہ لٹکانا عامِلِ سنّت صالحین کا شِعار رہے۔ (الموسوعة الفقهيه، ذوابة، ١٦٨/٢١)

حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی مندرجہ بالا روایت نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ: رسول اللّٰہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عمامہ اس لئے باندھا تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پہلے شملہ نہیں چھوڑ رکھا تھا۔ (در الغمامة فی در الطيلسان والعذبة والعمامة، الفصل الاول، ص ٤ مخطوط مصور)

دونوں کندھوں پر شملے

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الکَرِیم فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غَدِیرِ خُم کے مقام پر میرے سر پر عمامہ باندھا جس کا شملہ میری پشت پر لٹکایا۔ دوسری روایت میں ہے

کہ ''سَدَلَ طَرَفَیهَا عَلٰی مَنْکِبَیَّ'' یعنی دو شملے میرے دونوں کندھوں پر لٹکائے۔(کنز العمال، کتاب المعیشة والعادات، آداب التعمم، الجز:۱۵، ۸/ ۲۰۵، حدیث:۴۱۹۰۲ مختصراً)

سرکار نے چار انگل شملہ چھوڑا

حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنها فرماتی ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر عمامہ شریف باندھا تو چار انگل شملہ چھوڑا اور فرمایا میں جب آسمانوں پر گیا تو میں نے اکثر فرشتوں کو عمامے سجائے دیکھا تھا۔(معجم الاوسط، باب المیم، من اسمه مقدام، ۶ /۳۱۸، حدیث: ۸۹۰۱ ،مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی العمائم، ۵/۲۰۹، حدیث:۸۴۹۸)

مُحَرِّرِ مَذهَبِ حَنَفِی، امامِ ربّانی حضرت سیِّدنا امام محمد بن حسن شیبانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: وَاِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ اِکْرَامًا لَهُ خَصَّهُ بِهٰذِهِ الْکَرَامَةِ مِنْ بَیْنِ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ یعنی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عمامہ شریف باندھ کر ان کی عزّت افزائی فرمائی اور انہیں اس کے ذریعے صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان میں ممتاز فرمایا۔اسی حدیثِ پاک کے تحت

شَمسُ الاَئِمَّہ حضرت سیّدنا امام محمد بن احمد سَرَخسی حنفی عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: اس میں عمامہ کھول کر دوبارہ باندھنے کی دلیل ہے، عمامہ ایک ہی بار سر سے نہیں اتارنا چاہئے بلکہ جس طرح باندھا تھا اتارتے وقت بھی اسی طرح ایک ایک کرکے پیچ کھولنا چاہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عمامہ اسی طرح کھولا لہٰذا ایک ہی بار کھول کر زمین پر ڈال دینے سے یہ طریقہ بہتر ہے۔

(شرح سیر الکبیر، باب العمائم فی الحرب، ۶۷/۱)

صدیقِ اکبر نے خواب میں عمامہ سجادیا

حضرت سیّدنا شریف نعمانی رَحْمَۃُ اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ (جو کہ حضرت شیخ محمد حنفی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے مُتَوَسِّلین میں سے تھے) فرماتے ہیں: میں نے خواب میں اپنے جَدِّ اَمجد حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا، ایک بڑے خیمے میں جلوہ گر ہیں اور اُمّت کے اولیاء کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام حاضر ہو کر یکے بعد دیگرے سلام عرض کر رہے ہیں اور کوئی صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ فلاں وَلِیُّ اللّٰہ ہیں اور یہ فلاں ہیں اور آنے والے حضرات سلام عرض کر کے ایک جانب بیٹھتے جاتے ہیں۔ حتی کہ ایک جانب سے جَمِّ غَفِیر آتا دکھائی دیا تو ندا دینے والا کہنے لگا یہ محمد حنفی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) آرہے ہیں۔ جب وہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر

ہوئے تو آقائے دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انھیں اپنے پاس بیٹھالیا، پھر آپ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ محمد حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں سوائے اس کے عمامہ کے جو بغیر شملے کے ہے۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اجازت ہو تو میں ان کے سر پر عمامہ شریف باندھ دوں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہاں۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا عمامہ شریف لے کر حضرت محمد حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سر پر باندھ دیا اور عمامہ کا شملہ بائیں جانب لٹکایا۔

حضرت سیّدنا شریف نعمانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جب یہ خواب حضرت محمد حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو سنایا تو وہ اور ان کے ہمنشیں سب آبدیدہ ہو گئے۔ پھر حضرت محمد حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شیخ شریف نعمانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے فرمایا: آئندہ جب آپ کو سیّدِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہو تو عرض کیجئے گا یہ نظرِ عنایت محمد حنفی (رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے کون سے عمل کی وجہ سے ہے؟ کچھ دنوں کے بعد شیخ شریف نعمانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زیارت کی نعمت سے سرفراز ہوئے اور وہ عرض پیش کر دی۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ

روزانہ بعد نمازِ مغرب خلوت میں مجھ پر یہ درودِ پاک پڑھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَاعَلِمْتَ وَزِنَۃَ مَاعَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ۔

جب یہ واقعہ حضرت محمد حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حق فرمایا، پھر عمامہ شریف لیا، اسے سر پر باندھا اور اس کا شملہ چھوڑا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مجلس میں حاضر سب ہی لوگوں نے اپنے اپنے عمامے اتارے اور دوبارہ شملے والے باندھے۔ (الطبقات الکبری، الجزء الثانی، ۱۲۵، سعادۃ الدارین، ص ۱۴۸)

صدیق اکبر نے خواب میں کلاہ عطا فرمائی

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' کے صفحہ 445 پر ہے حضرت (سیّدنا) ابوبکر ھوار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہلے رہزن (یعنی ڈاکو) تھے، قافلے کے قافلے تنہا لُوٹا کرتے تھے۔ ایک بار ایک قافلہ اُترا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے، ایک خیمہ کی طرف گئے۔ اُس خیمے میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی: ''شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابوبکر ھوار کا دخل ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ آجائیں!'' بس یہ کہنا ان کا ہادی (یعنی ہدایت کا سبب) ہو گیا۔ خود فرمایا: ''ابوبکر تیری حالت یہ ہو گئی کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ

سے خوف کرتی ہیں اور تُو خدا سے نہیں ڈرتا!'' اسی وقت تائب ہوئے اور گھر کو لوٹ آئے۔ شب کو سوئے خواب میں زیارتِ اقدس (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے مشرف ہوئے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی تھے۔ آپ نے عرض کیا: بیعت لیجئے! ارشاد فرمایا: ''تجھ سے تیرا ہم نام بیعت لے گا۔'' ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیعت لی اور اپنی **کُلاہ** (یعنی عمامہ) **مبارک انکے سر پر رکھی**۔ آنکھ کھلی تو کُلاہ اقدس موجود تھی۔ یہ سلسلہ ھوار یہ آپ سے شروع ہوا۔

(جامع کرامات الاولیاء، حرف الالف، ابوبکر بن الھوار، ۱/۴۲۵)

اولیاء اللہ کی دستار بندی کے واقعات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علماء کرام اور اولیاء عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے ہونہار اور قابلِ فخر شاگردوں اور مریدین کو ان کے کسی کارنامے یا منازلِ سُلوک طے کرنے پر عمامے شریف سجاتے اور اپنی اَسناد سے نوازتے ہیں ایسے ہی چند واقعات ملاحظہ فرمایئے چنانچہ

سیدنا غوث اعظم کی دستار بندی

حضرت سیّدنا غوثِ اعظم کے پیر و مرشد، حضرت سیّدنا ابو سعید مَخزومی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **کُلاہ**، عمامہ، اور خرقہ ہمدست حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام جامع مسجد

میں لے کر حاضر ہوئے ، دیکھتے ہی سیّدنا غوثِ اعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الاَکرَم نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی قدم بوسی فرمائی اور نمازِ جمعہ سے فراغت کے بعد روزِ جمعہ ماہِ صفر المظفر ۵۱۱ھ کو اسی مسجد میں تمام مُعاصِر اولیاء کرام کی موجودگی میں سیّد عبدالقادر جیلانی کو اپنے ہاتھ پر بیعت وارشاد سے مشرف کر کے اپنی کلاہ ان کے سر پر اُوڑھادی اور اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھ کر خرقہ انہیں پہنا دیا اور خلافت نامہ اہلِ مجلس کو سُنا کر عطا فرمایا۔ (تاریخ مشائخ قادریہ،۱/۱۴۰)

سیّدنا اعلیٰ حضرت کی دستار بندی

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ العِزَّت کو اپنے مشائخِ کرام قُدِّسَت اَسرَارُھُم کے ساتھ جو شَغَف تھا، بیان سے باہر ہے۔اسی لیے جب ذرا بھی موقع ملتا مشائخِ کرام کا تذکرہ فرمادیتے تھے۔ ۱۳۱۵ھ میں اردو میں دو قصیدے تحریر فرمائے۔ایک تَاجُ الفُحُول،مُحِبُّ الرَّسُول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قُدِّسَ سِرُّہُ العَزِیز کی مدح وصفت میں۔جس کا نام تاریخی، چراغ انس، (۱۳۱۵ھ) رکھا۔اس کا مطلع یہ ہے۔

اے امام الہدیٰ محبّ رسول　　　دین کے مقتدیٰ محبّ رسول

دوسرا قصیدہ حضرت سیّدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قُدِّسَ سِرُّہٗ کی مدح وثناء میں اس کا تاریخی نام، مشرقستان قدس (۱۳۱۵ھ) رکھا۔

اس کا مطلع یہ ہے

ماہ سیما ہے احمد نوری مہر جلوہ ہے احمد نوری

اور مقطع یہ ہے

کیوں رضا تم ملول ہوتے ہو ہاں تمہارا ہے احمد نوری

اس قصیدہ کو اِستماع فرما کر (یعنی سُن کر) حضرت ممدوح (حضرت نوری میاں قُدِّسَ سِرُّہٗ) نے اعلیٰ حضرت قُدِّسَت اَسرارُھُمَا کو ایک نہایت ہی نفیس معطر و معنبر عمامہ عطا فرمایا اور اپنے دستِ اقدس سے اعلیٰ حضرت کے سر پر باندھا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۵۶/۳)

اعلیٰ حضرت نے دستار بندی فرمائی

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت عَلَیہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی بارگاہ میں ایک بار کسی نے مفتی محمد بُرھان الحق جبل پوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے لکھے ہوئے نعتیہ کلام کے چند اشعار پڑھے تو اعلیٰ حضرت عَلَیہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے فرمایا کہ یہ اشعار بُرھان میاں نے لکھے ہیں؟ ماشآء اللّٰہ، بَارَکَ اللّٰہ۔ پھر فرمایا، میں غور کر رہا تھا کہ جامی (قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی) کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے؟ کہاں ہیں برھان میاں؟ بُرھانِ ملت دار الافتاء میں بیٹھے تھے حکم سن کر حاضرِ بارگاہ ہوئے، سامنے دیکھ کر سرکارِ اعلیٰ حضرت عَلَیہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا ''حضرت سیّدنا حسّان بن ثابت اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منبر پر کھڑے ہو کر سنانے کی اجازت دی، نعت شریف کو بہت پسند فرمایا، جسمِ اقدس پر شامی چادر تھی اتار کر حضرت سیّدنا حسّان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جسم پر اُڑھا دی۔ فقیر کیا حاضر کرے؟'' اتنا فرما کر **اپنا عمامہ شریف اتار کر حضرت برھانِ ملّت کے جھکے ہوئے سر کو سرفراز فرما کر دعائے درازئ عمر و ترقئ علم و عمل و ثبات و استقامت فرمائی۔** سرکار اعلیٰ حضرت عَلَیہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کا عطا کردہ عمامہ شریف آج بھی تبرکات میں محفوظ ہے اور عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وجلوس غوثیہ قادریہ میں تقریر کے دوران صاحبِ سجادہ دَامَ ظِلُّہٗ اسے زیبِ سر کرتے ہیں۔

(برھانِ ملت کی حیات و خدمات، ص ۱۱۴)

شیر بیشۂ سنّت کو عمامہ عطا فرمایا

مناظرِ اعظم ہند، شیر بیشۂ سنّت حضرت علامہ مولانا ابوالفتح حشمت علی خان عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّحْمٰن نے ہلدوانی کے مناظرہ سے واپسی پر اپنے شیخِ کامل امام احمد رضا فاضل بریلوی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی بارگاہ میں حاضری دی اور پوری تفصیل سے مناظرہ کی کیفیت سنائی تو امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اپنے شیر کے اس جرأت اور فتح مندانہ قدم کو دیکھ کر بہت مسرور

ہوئے، اور خوشی کا اظہار فرمایا، نیز اپنا عمامہ مبارک حضرت شیر بیشۂ سنّت کے سر پر رکھ دیا اپنا جبّہ شریف عطا فرمایا اور پانچ روپے نقد عطا فرمائے نیز غَیظُ المُنافِقین اور اَبُوالفتح کے بے نظیر لاَمثال خطابات عطا فرمائے۔ (مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء، ص ۳۳۳، سوانح شیر بیشۂ سنّت، ص ۴۳ ملخصاً)

اعلیٰ حضرت نے اپنا عمامہ عطا فرمادیا

حضرت علامہ شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کو امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے نہ صرف خلافت سے نوازا بلکہ اپنا عمامہ شریف بھی عطا فرمایا وہ بھی اس شان سے کہ عیدالاضحیٰ کے دن علمائے کرام کے جمِ غفیر میں اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے آپ کو قریب بلا کر فرمایا: ''مولانا! دل چاہتا ہے کہ فقیر اپنے سر کا مُستَعمَل (استعمال شدہ) عمامہ آپ کو دے، اور یہ فرما کر اپنا عمامہ شریف ان کے سر پر باندھ دیا اور اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص ۶۷۲)

مفتیٔ اعظم ہند کے لئے عمامہ

مفتیٔ اعظم ہند (حضرتِ علّامہ مصطفیٰ رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن) کی ولادت پر سَیِّدُ المَشائخ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ نے امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ کو مبارک باد دی اور جب عمر مبارک چھ ماہ ہوئی تو ان کے متعلق ارشاد فرمایا: ''یہ بچہ

مادرزاد ولی ہے، یہ بچہ طویل عمر پائے گا اور دینِ اسلام کی خوب خدمت کرے گا، مخلوق کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔" پھر سَیِّدُ المَشائِخ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قُدِّسَ سِرُّہُ نے امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے نورِ نظر لختِ جگر اور مستقبل کے "مفتیٔ اعظم ہند" کو داخلِ سلسلہ فرمالیا۔ حضرت سیّد المشائخ نے تمام سَلاسِل اور مَشاغِل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور اپنا خرقہ، عمامہ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اب تک مجھ کو مشائخِ کرام سے جو کچھ ملا وہ سب اس بچے کو دیتا ہوں۔" (تجلیات امام احمد رضا، ص ۱۴۱ ملخصاً)

سیدنا قطب مدینہ نے عمامہ عطا فرمایا

قُطبِ مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے ۱۳۹۵ھ میں حسّانُ الہند قاری محمد امانت رسول رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کو اجازت عطا فرمائی، اس کے ساتھ بہت سے انعام و اکرام اور عمامہ، کلاہ عربی، جبہ اور رومال بھی عنایت فرمایا۔ (مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء، ص ۲۰۹)

احسن العلماء نے دستار بندی فرمائی

اَحسنُ العُلَماء مولانا سید مصطفٰی حیدر حسن برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے ۶ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ کو سرزمین گولا ضلع پیلی بھیت پر حسّان الہند قاری محمد امانت رسول رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کو تمام

سَلاسِل وغیرہ کی اجازتیں عطا فرمائیں، عرس قاسمی (مارہرہ) کے موقع پر خانقاہ برکاتیہ میں مولانا سید مصطفٰی حیدر حسن میاں برکاتی نے اپنا عمامہ شریف قاری امانت رسول کے سر پر باندھا اور فرمایا: خلافت تو گولا میں دے چکا، دستار رہ گئی تھی وہ یہاں باندھی گئی۔ (مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء، ص۲۰۹)

عمامہ شریف کیوں عطا نہ فرمایا؟

جناب سید ایوب علی صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ علامہ شِیرِیں زباں، واعظِ خوش بیاں، مولانا مولوی حاجی قاری شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی قادری رضوی میرٹھی (خلیفۂ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) حرمین شریفین سے واپسی پر اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی شان میں ایک منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھ کر سنائی۔ جس کا مَطلَع اور مَقطَع یوں ہے

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اُس سے سوا تم ہو
قسیمِ جامِ عرفان اے شہِ احمد رضا تم ہو
"علیمِ" خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانے کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

ابھی آپ نے چند ہی اشعار پڑھے تھے کہ مجمع میں ایک جوش وجذبہ پیدا ہوا، بعض

وجد میں آ گئے، اعلیٰ حضرت خود بھی ان اشعار پر محظوظ ہو رہے تھے، لیکن شاہ عبدالعلیم میرٹھی نے منقبت کو جاری رکھا جب مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اشعار پڑھ چکے تو اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: مولانا! میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں (اپنے عمامہ شریف (جو کہ بیش قیمت تھا) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) اگر اس عمامہ کو پیش کر دوں تو آپ اُس دیارِ پاک سے تشریف لا رہے ہیں، یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں، البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت ایک جُبّہ ہے وہ حاضر کیے دیتا ہوں، چنانچہ آپ نے کاشانۂ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا ''جبہ مبارکہ'' لا کر عطا فرما دیا جو ڈیڑھ سو روپے سے کسی طرح کم قیمت کا نہ ہوگا۔ مولانا ممدوح نے سروقد کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا، آنکھوں سے لگایا، لبوں سے چوما، سر پر رکھا۔ پھر سینے سے دیر تک لگائے رہے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱/۱۳۲)

حضور کو عمامہ باندھنے والے صحابۂ کرام

حضرت علامہ محمد بن سعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد نقل فرماتے ہیں کہ (غزوۂ اُحد پر روانگی سے قبل) جب نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ عصر پڑھائی اور اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ

داخل ہوئے۔ان دونوں خوش نصیب صحابۂ کرام نے آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کے مبارک سر پر عمامہ شریف باندھا۔

(طبقات ابن سعد، غزوة رسول الله صلى الله عليه و سلم احداً ، ۲۹/۲)

حضرت سیّدنا جَعفَر بِنْ بُرقان فرماتے ہیں: مجھے اہلِ مکہ میں سے ایک شخص نے حدیث بیان کی کہ حضرت سیّدنا فضل بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُما نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں مرضِ وفات میں حاضر ہوئے تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے فرمایا: **یَا فَضلُ شُدَّ هٰذِهِ العِصَابَةَ عَلٰی رَاسِی** یعنی اے فضل! یہ عمامہ لو اور میرے سر پر باندھ دو۔تو انہوں نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کے سرِ اقدس پر عمامہ شریف باندھا۔(طبقات ابن سعد، ذكر ما اوصى به رسول الله صلى الله عليه و سلم فى مرضه الذى مات فيه ، ۱۹۶/۲)

والدہ نے عمامہ سجا دیا

حضرت سیّدنا امام مالک رَحْمَةُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے اپنی امی جان سے علمِ دین حاصل کرنے کی اجازت طلب کی تو امی جان نے فرمایا: پہلے علماء جیسا لباس پہنو، پھر علم حاصل کرنے کے لئے جانا۔پھر میری والدہ نے مجھے ایسا لباس پہنایا جو ٹخنوں سے اوپر تھا، میرے سر پر ٹوپی رکھی اور اس پر عمامہ شریف باندھ دیا اور فرمایا: اب علم حاصل کرنے جاؤ۔(الجامع الاخلاق الراوی الخ،باب اصلاح المحدث هيئته الخ،لبسة القلنسوة والعمامة،ص۲۵٤)

عمامہ شریف کے طبی و دنیوی فوائد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام دینِ فطرت ہے۔ بنظرِ غائر دیکھا جائے تو گناہوں کی معافی، حصولِ ثواب اور بلندیٔ درجات جیسے اخروی فوائد کے ضمن میں یہ ہماری ظاہری فلاح اور بدنی صحت کے لئے بھی مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ فرائض وواجبات کی پابندی کی ساتھ ساتھ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں پر عمل پیرا ہونے سے نہ صرف ہم اخلاقی، روحانی اور معاشی زندگی میں بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں بلکہ جسمانی سطح پر صحت وتوانائی کی دولت سے بھی بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ یقیناً نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنّتیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اندازِ زندگی بنی نوعِ انسان کی کامیابی کے لئے حفظانِ صحت کے اُصولوں کے عین مطابق ہے۔ جنہیں قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ نے آج سے کم وبیش چودہ سو سال پہلے بیان فرما دیا تھا اور جدید سائنس اب کہیں جا کر ان زَرِیں اُصولوں کی اِفادِیت سے آگاہ ہوئی ہے۔ سائنس دانوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لَیل ونَہار کے معمولات پر تحقیقات کر کے ان میں حکمتیں تلاش کیں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں انہیں مختلف انداز سے اپنانا بھی شروع کر دیا ہے۔ اسلام علاج سے زیادہ حِفظانِ صحت اور اِحتیاطی تدابیر پر زور دیتا ہے جیسا کہ طہارت، نماز، روزہ اور مسواک کے

اپنانے سے حاصل ہونے والے طبّی فوائد شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ نے بھی اپنے رسائل و کتب میں ذکر فرمائے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف بھی ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہت ہی پیاری سنّت ہے۔اس سنّت پر عمل کرنے سے حاصل ہونے والے فضائل و برکات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ مُحَقِّقِیْن نے اس کے جو طبّی اور دنیوی فوائد ذکر کیے ہیں ان کا خلاصہ ذیل میں بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

عمامہ خوبصورتی کا باعث

☆ جمالیاتی نُقطہ نظر سے دیکھا جائے تو عمامہ شریف چہرہ کو بارُعب، خوبصورت اور پُرکشش بنا دیتا ہے۔جس کا اندازہ درجِ ذیل مدنی بہار سے لگایا جا سکتا ہے چنانچہ

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العَالِی نے 31 دسمبر 2012ء کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ (کراچی) میں ہونے والے مدنی مذاکرے کے دوران ایک مدنی بہار بیان کی جس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے، فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں سنتوں کی خدمت کے لیے ساؤتھ افریقہ کے دورے پر تھا۔ وہاں ایک

اسلامی بھائی سے ملاقات ہوئی جو اچھے خاصے تعلیم یافتہ تھے، چونکہ دعوتِ اسلامی کے ذمہ دار بھی تھے لہٰذا مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے لیکن وہ اپنے دفتر میں عمامہ شریف پہن کر جانے سے کتراتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ میں عمامہ شریف باندھ کر جاؤں گا تو **''لوگ کیا کہیں گے؟''** نجانے عمامہ باندھ کر میں کیسا لگوں گا؟ آپ مزید فرماتے ہیں کہ میں نے خیر خواہی کرتے ہوئے اس اسلامی بھائی پر انفرادی کوشش کی اور کہا کہ آپ ایک مرتبہ باعمامہ دفتر جائیں تو سہی۔ میری تھوڑی دیر کی انفرادی کوشش پر انھوں نے ہامی بھرلی کہ میں عمامہ باندھ کر دفتر جاؤں گا (نگرانِ شوریٰ فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد میں وہاں سے دوسرے شہر چلا گیا۔ کچھ دنوں بعد واپسی پر اس اسلامی بھائی سے ملاقات ہوئی تو انہوں اپنے دفتر میں پہلی مرتبہ مکمل مدنی حلیے میں جانے کا واقعہ بیان کیا، کہنے لگے چونکہ اس دن میں پہلی مرتبہ مکمل مدنی حلیے یعنی سر پر سبز سبز عمامہ سجائے اور سفید مدنی لباس زیبِ تن کئے اپنے دفتر جارہا تھا لہٰذا سوچ رہا تھا کہ آج تو میرے دوست میرا خوب مذاق اڑائیں گے اور مجھ پر طنز کے تیر چلائیں گے کافی حد تک میں نے اپنے آپ کو اس کے لئے آمادہ بھی کرلیا تھا مگر اس لمحے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ جب میں دفتر میں داخل ہوا، کیونکہ نتیجہ میرے وہم و گمان کے بالکل برعکس نکلا تھا، مجھ پر نظر پڑتے ہی میرے دوستوں نے میری دل آزاری کرنے اور مجھ پر آوازے کسنے کے بجائے

مجھے مبارکباد دینی شروع کردی، نیز مجھے دیکھ کر کہیں سے سُبحانَ اللہ تو کہیں سے
مَاشآءَ اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں اورتو اور جب میرا سامنا غیر مسلم منیجر سے
ہوا تو پہلے اس نے سر سے پاؤں تک بغور میرا جائزہ لیا اور پھر بے اختیار بول اُٹھا
(You are looking smart) یعنی تم بہت اچھے لگ رہے ہو۔ غرض ہر
طرف سے حوصلہ اَفزا جملے سن کر میں خوشی سے پھولا نہ سمایا، میری بہت ڈھارس
بندھی بس وہ دن تھا اور آج کا دن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں پابندی سے مکمل مدنی حلیے
میں اپنے دفتر جاتا ہوں اور مدنی کاموں کے سلسلے میں بھی پہلے سے کہیں زیادہ
بھاگ دوڑ کرنے لگا ہوں۔

سنّت کی بہار آئی فیضانِ مدینہ میں رحمت کی گھٹا چھائی فیضانِ مدینہ میں
داڑھی ہے عمامے ہیں زلفوں کی بہاریں ہیں شیطان کو شرم آئی فیضانِ مدینہ میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے عمامہ شریف پہننے سے کوئی پُر وقار
اسی وقت نظر آ سکتا ہے جبکہ عمامہ شریف خوب صاف ستھرا ہو اگر صورتِ حال
برعکس ہوئی تو نفرت کا سبب بن سکتا ہے۔ یوں بھی ہمیں اپنے لباس کو میل کچیل
وغیرہ سے پاک وصاف رکھنے کا نہ صرف حکم دیا گیا ہے بلکہ حضورِ اکرم، نورِ مُجسّم صَلَّی
اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نَظِیف ہے اور نظافت
کو پسند فرماتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی النظافة، ٤/٣٦٥،

حدیث:۲۸۰۸، مختصراً) اس لیے ہمیں اپنا عمامہ شریف، ٹوپی اور دیگر لباس صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔

عمامہ دھوپ اور سردی سے بچاتا ہے

حضرت سیِّدنا ابُوالاَسوَد دُوَلی سے عمامے کے **متعلق** پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: عمامہ جنگ میں ڈھال کا کام دیتا ہے، دھوپ کی شدّت سے بچاتا ہے، سردی سے محفوظ رکھتا ہے، محفل ومجلس میں عزّت بڑھاتا ہے، درازیٔ قد کا سبب ہے نیز اس میں سر کی تعظیم ہے اور اسے عربوں کا تاج شمار کیا جاتا ہے۔

(ربیع الابرار، الباب الخامس والسبعون اللباس والحلی من القلائد الخ، ٤/٤٣٥)

عمامہ کی برکت سے حرام مغز محفوظ

فزیالوجی کی تحقیق اور ریسرچ کے مطابق جب حرام مغز (Spinal cord) محفوظ رہے گا تو جسم کا اعصابی نظام اور عضلاتی نظام درست ومنظّم رہے گا لہٰذا جو شخص عمامہ شریف باندھتے وقت شملہ لٹکاتا ہے اس کا حرام مغز محفوظ رہتا ہے۔

حساس طبیعت لوگوں کے لیے فائدہ مند

عمامہ شریف سر، کان اور گردن وغیرہ کو گرمی، سردی اور بارش کی مضرتوں (نقصانوں) سے بچاتا ہے، خصوصاً حساس طبیعت لوگ جو بہت جلد گرمی یا سردی سے متأثر ہوجاتے ہیں ان اسلامی بھائیوں کے لیے عمامہ شریف اور

اسلامی بہنوں کے لیے اوڑھنی (دوپٹہ) کسی نعمت سے کم نہیں۔ چنانچہ اسی کمی یا ضرورت کو پورا کرنے کے لیے لوگ اکثر گلوبند، رومال اور چادر وغیرہ سے سر ڈھانپتے ہیں اور موسمِ گرما میں ان کے باعث دھوپ اور لُو سے بچاؤ رہتا ہے۔ یہ تمام فوائد عمامہ شریف کی پیاری سنّت میں بدرجہ اَتَم موجود ہیں۔

بیماریوں سے بچنے کا ذریعہ

عمامے شریف کا شملہ جسم کے نچلے حصّے (Lower Half of the body) کو فالج سے محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ عمامے شریف کا شملہ حرام مغز کو سردی، گرمی اور موسمی تغیرات سے بچاتا ہے۔ اس لئے ایسے آدمیوں کو سَرسَام کے خطرات بہت کم رہتے ہیں۔ (دماغ کی سُوجن کے مَرَض کو سرسام کہتے ہیں۔)

☆ عمامہ شریف کا شملہ ریڑھ کی ہڈی کے وَرَم سے بھی بچاتا ہے۔

☆ عمامہ شریف دردِ سر کے لئے بہت مفید ہے۔ جو عمامہ باندھے گا اسے دردِ سر کا خطرہ بہت کم ہو جائے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کئی اسلامی بھائیوں کے اس طرح کے واقعات ملتے ہیں کہ عمامہ شریف سجانے کی برکت سے دردِ سر جاتا رہا ایسی ہی ایک ایمان افروز مدنی بہار ملاحظہ فرمایئے اور عمامہ شریف سجانے کی نیّت فرما لیجئے، چنانچہ:

گوجرانوالہ (پنجاب، پاکستان) کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ

میرے سر میں تین سال سے درد تھا۔ بڑے علاج کروائے مگر بے سود، خوش قسمتی سے مجھے دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول میسر آ گیا۔ میں نے داڑھی شریف بڑھانی شروع کر دی اور اپنے سر پر مستقل طور پر عمامہ شریف سجالیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ گنبدِ خضریٰ کی یادوں سے مَعمُور سبز سبز عمامہ شریف کی برکت سے میرا دردِ سر ہمیشہ کے لیے کافور ہو گیا۔ ان ہی اسلامی بھائی کا مزید بیان ہے کہ عمامہ شریف کی دوسری برکت جو میں نے دیکھی وہ یہ کہ عمامہ شریف سجانے سے پہلے میں انتہائی غصیلا اور چڑ چڑے پن کا مالک تھا۔ میری حالت یہ تھی کہ بات بات پر لڑنے مرنے مارنے کے لئے تیار رہتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اب مزاج میں نرمی بلکہ حلیمی پیدا ہو چکی ہے، اگر کوئی ایک تھپڑ مارے تو دوسرا رخسار پیش کر سکتا ہوں۔

دو دردِ سنّتوں کا پئے شاہِ کربلا   امت کے دل سے لذتِ فیشن نکال دو

سر کی حفاظت کا ذریعہ

عمامہ شریف بیرونی چوٹوں سے بطور سپر (ڈھال) سر کو محفوظ رکھتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے حکومتی طور پر موٹر سائیکل سواروں کے لیے ہیلمٹ (Helmet) کا استعمال لازم قرار دیا گیا ہے تا کہ حادثے کی صورت میں سر چوٹ لگنے سے محفوظ رہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ناگہانی طور پر ہونے والے حادثات میں عمامہ شریف چوٹ لگنے سے کس طرح سر کو محفوظ رکھتا ہے اس کا اندازہ اس سچے

واقعے سے لگایا جاسکتا ہے چنانچہ

ٹیکسلا (واہ کینٹ، پنجاب) کے محلّہ عزیز آباد کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا لُبِّ لُباب ہے کہ خوش قسمتی سے 1990ء میں میرے بڑے بھائی کو دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول کی بہاریں نصیب ہوئیں۔ جس کے باعث گھر بھر میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کا فیضان یوں جاری ہو گیا کہ سب گھر والے مدنی ماحول کی برکتوں اور بہاروں سے مالا مال ہو گئے۔ مرشد کی نظرِ فیض اثر سے میرے بڑے بھائی نے مکمل طور پر مدنی حلیہ اپنا لیا۔ بھائی جان ہمہ وقت سر پر سبز عمامہ شریف کا تاج سجائے رکھتے۔ مدنی ماحول کی برکت سے عمامہ شریف کی پابندی نے انہیں ایک سنگین حادثے میں کس طرح مامون و محفوظ رکھا اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ 1997ء میں بھائی جان عزیز و اقارب سے عید ملنے شکر گڑھ (ضلع نارووال، پنجاب) گئے۔ واپسی پر عید کی وجہ سے مسافرین کی کثرت کے سبب گاڑیاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں، بہت کوشش کے بعد بالآخر بھائی جان کو آخری سے آگے والی سیٹ پر جگہ مل ہی گئی۔ گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ دورانِ سفر آخری سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے بھائی جان سے کہا کہ مجھے بہت نیند آرہی ہے اور سامنے سیٹ نہ ہونے کی وجہ سے میں سر رکھ کر سو نہیں سکوں گا، آپ برا نہ مانیں تو میری جگہ پر آجائیں مجھے اپنی

سیٹ دے دیں تا کہ میں اگلی سیٹ کے پشتے پر سر رکھ کے کچھ نیند پوری کرسکوں۔ بھائی جان نے خیر خواہی کے جذبے کے تحت انہیں اپنی سیٹ دے دی اور خود پیچھے آکر بیٹھ گئے۔ بس بڑی تیزی سے فراٹے بھرتی جارہی تھی کہ اچانک بریک لگنے کی آواز بلند ہوئی اور سواریاں اچھل کر آگے جا گریں اور آن کی آن میں ایک زبردست تَصَادُم (ٹکر) کی بدولت گاڑی آگے سے اٹھی اور ستون کی مانند کھڑی ہوگئی اچانک بریک لگنے کی وجہ سے سواریاں جو آگے اچھلی تھیں بس سیدھی کھڑی ہونے سے وہ پیچھے ایک دوسرے پر دھڑام دھڑام گریں، کچھ لوگ بھائی جان پر بھی آگرے، مسافروں کی چیخ و پکار سے بس میں ایک کُہرام برپا تھا، بس فی الفور آگے کی جانب گری اور دروازے کی طرف الٹ کر دور تک گھسٹتی چلی گئی۔ غرض بس کے اندر کا منظر مضبوط سے مضبوط اَعصاب رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی تھا، بھائی جان کا کہنا ہے کہ اس قیامت خیز حادثے میں کثیر مسافر شدید زخمی ہوئے، متعدد افراد کے سروں پر بھی گہری چوٹیں آئیں میری سیٹ پر بیٹھنے والے شخص کی اگلی سیٹ دبنے کی وجہ سے دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کرم اور مدنی ماحول کی برکت سے عمامہ شریف کی پیاری پیاری سنّت اپنانے کا فیض تھا کہ حادثے کے دوران اگرچہ میرا سر کئی بار اِدھر اُدھر زور سے ٹکرایا مگر چوٹ لگنے سے بالکل محفوظ رہا۔

اب بھی کبھی مجھے اس ہولناک حادثے کا خیال آتا ہے تو میرے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

دائمی نزلے سے نجات

مستقل عمامہ شریف باندھنے سے دائمی نزلہ نہیں ہوتا، اگر ہو بھی جائے تو اس کے اثرات کم ہو جاتے ہیں۔ اس کا منہ بولتا ثبوت یہ سچا واقعہ ہے کہ جسے سن کر سنّت کی عظمت اجاگر ہوتی ہے اور عمامہ شریف سجانے کو جی چاہتا ہے چنانچہ ایک ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ میں دائمی نزلہ کا مریض تھا، میرے تمام ڈاکٹری نسخے مجھے نزلے سے شفا یاب نہ کر سکے، خوش قسمتی سے مجھے دعوتِ اسلامی کی برکتیں میسر آ گئیں، میں نے ادائے سنّت کی نیت سے مستقل طور پر عمامہ شریف کا تاج سجالیا۔ عمامے شریف کی سنّت پر عمل کی برکات کا یوں ظہور ہوا کہ مجھے دائمی نزلے کے مرض سے نجات مل گئی۔

داڑھی ہے عمامے ہیں سنّت کی بہاریں ہیں
فیشن کو حیاء آئی فیضانِ مدینہ میں

عقل میں اضافہ

☆ عمامہ شریف سے دماغ کو تقویت ملتی اور حافِظہ مضبوط ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا ربیع رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: عمامہ باندھنے سے عقل میں اضافہ ہوتا

ہے۔(شرح بخاری لابن بطال، کتاب اللباس، باب العمائم، ٨٩/٩)

عمامہ لُو لگنے سے بچاتا ہے

جو شخص عمامہ باندھنے کا عادی ہوگا وہ لُو (Sun stroke) لگنے اور دماغی فالج جیسے امراض سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ جسمِ انسانی میں سر کا پچھلا حصہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس جگہ سے دماغ پر سردی اور گرمی کا بہت جلد اثر ہوتا ہے۔ اگر موسم گرما میں تیز دھوپ کے وقت ننگے سر گھوما جائے تو لُو (Sun stroke) لگ جاتی ہے۔ جس سے سر میں درد اور اُبکائیاں شروع ہوجاتی ہیں، جسم کا درجہ حرارت بہت بڑھ جاتا ہے اور بسا اوقات انسان کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ اس بیماری سے بچاؤ کے لیے حتی الامکان شدید گرمیوں میں دھوپ کے وقت نہ نکلا جائے اگر عند الضرورت جانا ہی پڑے تو سر اور گردن کو ڈھانپ کر باہر نکلیں۔ اس مقصد کے لیے سنّت کے مطابق عمامہ باندھنا بہت ہی احسن ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس طرح سر اور گردن کے ڈھک جانے سے نہ صرف اس موذی مرض سے حفاظت ہوگی بلکہ سنت پر عمل کا ثواب بھی ملے گا۔

جنگ میں عمامہ شریف کا استعمال

جنگ اور زلزلوں کے دھماکوں کی فلک شگاف آوازوں یا طوفانی بادو باراں کی کڑک سے کانوں کو صدموں سے بچانے کے لئے عمامہ کا استعمال نہایت

مفید رہتا ہے۔ ہوائی حملوں سے بچاؤ کیلئے منہ کے بل لیٹ کر سر اور چہرے کو ڈھانپنے کے احکام دیئے جاتے ہیں۔ اگر سر پر عمامہ شریف سجا رہے تو ہم ان تمام خطرات سے بیک وقت بچ سکتے ہیں۔

بالوں کی حفاظت

ایک مشہور روسی ماہر نے بالوں کے گرنے کے اسباب کے متعلق لکھا کہ عورتوں کا اوڑھنی (یعنی دوپٹے) اور مردوں کا عمامے یا ٹوپی کے بغیر ننگے سر چلنا بالوں کے لئے ضرر رساں ہے۔ ننگے سر رہنے کی صورت میں بالوں پر براہ راست پڑنے والی سورج کی گرمی اور سردی کے اثرات نہ صرف بالوں بلکہ پورے چہرے اور دماغ کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ جس کے باعث صحت بھی متاثر ہو سکتی ہے۔

عمامہ باندھنا مایوسی کا علاج ہے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رَضَوی دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ کے سنّتوں بھرے بیان کے تحریری گُلدستے ''خودکشی کا علاج'' میں منقول ہے: **سرکارِ مدینہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک سنّت عمامہ شریف باندھنا ذِہنی دباؤ سے نَجات پانے اور اپنے اندر حِلم وقُوّتِ برداشت بڑھانے کا بہترین طریقہ ہے۔ چُنانچہ حدیث شریف میں ہے: ''عمامہ باندھو تمہارا حِلم بڑھے گا۔''

(مستدرك حاكم، كتاب اللباس، ۲۷۲/۵، حديث:۷٤۸۸)

عمامہ اور سائنس

جدید سائنسی تحقیق کے مطابق مستقِل طور پر عِمامہ شریف سجانے والا خوش نصیب مسلمان فالج اور خون کی وجہ سے جنم لینے والی بعض بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ عِمامہ شریف سجانے کی بَرَکت سے دِماغ کی طرف جانے والی خون کی بڑی بڑی نالیوں میں خون کا دباؤ صِرف ضَرورت کی حد تک رَہتا ہے اور غیرضَروری خون دِماغ تک نہیں پہنچ پاتا لہٰذا امریکہ میں فالج کے عِلاج کیلئے عِمامہ نُما ''ماسک''(MASK) بنایا گیا ہے۔(خودکُشی کا علاج، ص۶۵)

اُن کا دیوانہ عِمامہ اور زُلف و رِیش میں
واہ دیکھو تو سہی لگتا ہے کتنا شاندار

نفسیاتی امراض کا علاج

ایک ماہرِ نفسیات ڈاکٹر کا بیان ہے کہ جب میں اعلیٰ تعلیم کی ڈگری کے لئے بیرونِ ملک گیا تو وہاں میں نے دیکھا کہ نفسیاتی امراض سے بچانے کے لئے پگڑی (عمامہ) نما ایک کپڑا سر پر باندھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا تو حیران ہو گیا کہ یہ تو وہی عمامہ شریف ہے کہ جسے سجانے کا ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم ارشاد فرمایا ہے۔ ماہرین وہ عمامہ نما کپڑا اس لئے باندھتے تھے کہ اس سے آدمی کے اندر مسائل حل کرنے کی قوت اور مصائب کے برداشت کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور آدمی بے شمار نفسیاتی امراض سے بچ جاتا ہے۔

عمامے کے دنیوی فوائد احادیث کی روشنی میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَحادیث وروایات میں جہاں عمامہ شریف کے فضائل بیان کیے گئے ہیں وہیں بعض روایات ایسی بھی ہیں کہ جن سے عمامہ شریف کے دنیوی فوائد کا بھی پتہ چلتا ہے ذیل میں ایسی ہی چند روایات ذکر کی گئی ہیں چنانچہ

عمامہ سے پنڈلی باندھ لی

ضرورت کے وقت عمامے سے دیگر اَہم ضروریاتِ زندگی بھی پوری کی جاسکتی ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت سیّدنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ جس میں ابورافع یہودی (جو کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سخت دشمن تھا۔ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اذیت پہنچاتا اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا) کے قتل کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جسے حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن عَتِیک اَنصاری رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنہ نے واصلِ جہنم کردیا تھا۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنہ واپسی پر سیڑھیوں سے اُترتے ہوئے گر پڑے جس سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنہ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ پس آپ نے اپنے عمامہ سے پنڈلی کو باندھ لیا۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع عبد الله بن أبی الحقیق، ۳/ ۳۱، حدیث: ۴۰۳۹، مختصراً) اس حدیث سے واضح ہوا کہ صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان عموماً

اپنے سروں پر عمامہ شریف باندھتے تھے۔

عمامہ شریف بطور پٹی

اگر کبھی زخم وغیرہ لگ جائے تو پٹی نہ ہونے کی صورت میں عمامہ شریف بھی کام میں لایا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا جُوَیْرِیَہ بِنْ قُدَامَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ کو جب زخمی کر دیا گیا تو ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے (تو اس وقت آپ کی حالت یہ تھی کہ) وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ وَالدَّمُ يَسِيلُ اورآپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ نے سیاہ عمامہ اپنے پیٹ کے گرد زخم پر لپیٹ رکھا تھا اور خون بہہ رہا تھا۔

(مسند احمد، مسند عمر بن الخطاب، ۱۱٤/۱، حدیث:۳٦۲)

☆ حضرت سیّدنا ابوحذیفہ اسحاق بن بشر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا اَبان بن سعید بن عاص رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ کو ایک زہر آلود تیر لگ گیا۔ تیر نکال کر آپ نے زخم پر اپنا عمامہ شریف باندھ لیا۔

(تاریخ ابن عساکر، ۱۳۸/٦، واللفظ له، فتوح الشام، ٦٥/۱)

خط عمامے میں

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ نے حضرت سیّدنا عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو ایک خط دے کر حضرت سیّدنا ابوعُبَیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ

تک پہنچانے کا حکم دیا۔ راستے میں حضرت سیّدنا عامر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ کو دھوکے سے ایک چرواہے نے قید کرلیا۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنہ نے وہاں پہنچ کر حضرت سیّدنا عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنہ کو آزاد کروایا اور پوچھا کہ میں نے تمہیں حضرت سیّدنا ابوعبیدہ کے نام جو خط دیا تھا، وہ کہاں ہے؟ تو حضرت سیّدنا عامر رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنہ نے جواب دیا کہ وہ خط ابھی تک میرے عمامہ کے شملے میں پوشیدہ ہے۔ (فتوح الشام، ۲۳/۱ ملخصاً)

☆ حضرت سیّدنا سَہل بن حنظلہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عُیَینَہ بن حصن رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنہ اور حضرت سیّدنا اَقرَع بن حابس رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنہ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنہ کو حکم دیا کہ ان کے لئے لکھ دیں چنانچہ اُنہوں نے لکھ دیا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر مُہر ثبت فرمائی اور تحریر ان کے حوالے فرما دی۔ عُیَینَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنہ نے عرض کی: اس تحریر میں کیا ہے؟ تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس بات کا تم نے تقاضا کیا تھا، وہ اس تحریر میں ہے۔ پس اُنہوں نے اسے قبول کیا اور اپنے عمامہ میں باندھ لیا۔ (مسند احمد، باب مسند الشامیین ،حدیث سھل بن حنظلیه، ۱۹۵/۶، حدیث:۱۷۶۴۲)

قرض کی ادائیگی کا واقعہ

حضرت سیّدنا محمد بن یحییٰ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا اِبنِ اَبی حدرد اَسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہ پر ایک یہودی کا چار درہم قرض تھا۔ اس نے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شکایت کردی۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہودی کا قرضہ ادا کرنے کا حکم دیا صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! خدا کی قسم میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس کا حق ادا کرو۔ حضرت سیّدنا اِبنِ اَبی حدرد رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہ نے عرض کی: میں نے اس سے کہا تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں خیبر کی طرف جہاد کے لئے روانہ فرمانے والے ہیں، مجھے امید ہے کہ میں وہاں سے ملنے والی غنیمت سے قرض اتار دوں گا۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیسری بار پھر ارشاد فرمایا: اس کا حق ادا کرو۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب تین بار کسی بات کا حکم ارشاد فرما دیتے تو پھر دوبارہ نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا اِبنِ اَبی حدرد رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنہ بازار گئے اور اپنے سر سے عمامہ اُتار کر اس کو تہبند کی جگہ باندھ لیا اور پھر دھاری دار چادر جو کہ تہبند کی جگہ باندھ رکھی تھی اُتاری اور یہودی سے فرمایا اسے چار درہم میں خرید لے، تو اس نے چار درہم میں خرید لی۔ ایک بوڑھی عورت آپ کے پاس سے

گزری اور کہا اے رسول اللّٰہ کے صحابی آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے سارا واقعہ اسے سنا دیا۔ اس بوڑھی عورت نے اپنی چادر اتاری اور آپ کی جانب اچھالتے ہوئے کہا: ''اپنی چادر کے بدلے میں یہ چادر لے لو۔'' (مسند احمد، باب مسند مکیین ،حدیث ابی حدرد الاسلمی ۵/۲۷۷، حدیث:۱۵۳۸۹)

اس روایت سے ہمیں مندرجہ ذیل مدنی پھول ملتے ہیں:

(1) اسلام حقوق کی ادائیگی کے معاملے میں کس قدر اہتمام کا حکم فرماتا ہے۔

(2) صحابیٔ رسول نے عمامے کو سخت مجبوری کے باعث تہبند بنایا تھا۔

(3) بغیر کسی صحیح مجبوری کے عمامے کو تہبند بنانا درست نہیں۔ غالباً اسی وجہ سے بڑھیا نے صحابیٔ رسول کے اس فعل پر تعجب سے سوال کیا تھا۔

(4) نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کی تعمیل کا صلہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اُسی وقت عطا فرما دیا۔

(5) ہمیں بھی سنّت پر عمل کرنے میں حیلے بہانوں سے کام نہیں لینا چاہئے۔

(6) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چادر کی قیمت عمامے سے زیادہ تھی غالباً اسی لئے عمامہ کے بجائے چادر بیچنے کے لئے دی۔

عمامے شریف پر سجدہ

حضرت سیّدنا ہشام رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا

حسن بصری عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: نَبِیِّ مُکَرَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان جب سجدہ کرتے تو ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور وہ (گرمی اور تپش سے بچنے کے لئے) اپنے عمامہ پر سجدہ کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الصّلاة، باب فی الرجل یسجد ویداه فی ثوبه، ۴۹۷/۲، حدیث:۲۷۵۴)

حضرت سیِّدنا امام حسن بَصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کَانَ الْقَوْمُ یَسجُدُونَ عَلَی الْعِمَامَۃِ وَالقَلَنْسُوَۃِ وَیَدَاہُ فِی کُمِّہٖ یعنی صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کیا کرتے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

(بخاری، کتاب الصلاة، باب السجود علی الثوب فی شدة الحر، ۱۵۳/۱)

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس کے تحت فرماتے ہیں کہ ''سخت سردی اور سخت گرمی میں اس کی اجازت ہے''۔

(نزهة القاری، ۱۰۰/۲)

حضرت سیِّدنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب ہم نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے نمازِ ظہر پڑھتے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔(بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب وقت الظهر عند الزوال، ۲۰۰/۱، حدیث:۵۴۲)

اس حدیثِ پاک کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ گرمی فرش کی ہوتی تھی نہ کہ وقت کی، سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے مگر فرش تپا ہوتا تھا جیسے کہ اب بھی حرمین شریفین میں دیکھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نمازی اپنے پہنے ہوئے کپڑے پر ضرورۃً سجدہ کرسکتا ہے، یہی امام صاحب کا قول ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۳۷۹/۱)

مندرجہ بالا روایات میں بھی نبیِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کا عماموں پر سجدہ کرنے کا ذکر ہے، یہ عمل سردی یا گرمی کی شدت کے وقت کیا جاتا تھا جیسا کہ **اُستاذُ الْمُحَدِّثِین** حضرت علامہ مفتی وصی احمد مُحدِّث سُورَتی عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی عمامہ شریف کے متعلق اپنی تصنیفِ لطیف ''کَشفُ الغَمَامَہ عَن سُنِّیَّۃِ العِمَامَہ'' صفحہ 18 پر فرماتے ہیں: ''یہ سجدہ کرنا حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمامے کے پیچ پر بیانِ جواز کے لئے تھا یا بوجہ کسی ضرورت تپشِ زمین وغیرہ کے تھا ورنہ ہمارے حق میں بِلا کسی ضرورت کے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے چنانچہ کتبِ فقہ میں مُبرہَن (دلیل سے ثابت) ہو چکا ہے۔ اس واسطے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک صحابی کو عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے دیکھا آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اسی حالت میں اس کی پیشانی سے عمامہ کے پیچ کو ہٹا دیا۔ امام

ابوداوٗد اور صاحبِ سنن ، محمود صالح بن خیوان سے مَراسیل میں راوی کہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ رَأی رَجُلاً یُصَلِّی یَسجُدُ بِجَبِینِہٖ وَقَد اِعتَمَّ عَلٰی جِبھَتِہٖ فَحَسَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَن جِبھَتِہٖ تحقیق پیغمبرِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرد کو سجدہ کرتے دیکھا حالانکہ عمامہ باندھا تھا اس نے اپنی پیشانی پر اور پیشانی اس کی عمامہ کے پیچ سے ڈھکی تھی۔ پس اس پیچ کو حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ہٹا دیا اور پیشانی اس کی کھول دی''۔ (مراسیل أبي داود ، کتاب الطھارۃ، جامع الصلاۃ، ص١١٦، حدیث:٨٤)(کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ، ص١٨) اس واسطے اگر کبھی ایسی صورتِ حال پیش آجائے تو ذیل میں درج مسئلہ پیشِ نظر ہونا ضروری ہے: مسئلہ: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا، سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔ (بہارِ شریعت،۱/۵۱۵)

عمامہ کمر سے باندھ لیا

حضرت سیِّدنا ہِشَام بِن حُجَیْر رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدنا طاؤس رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے حضرت سیِّدنا ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما کو دیکھا کہ آپ نے طواف کرتے ہوئے اپنا عمامہ شریف اپنی کمر سے باندھ رکھا تھا۔ (جیسا کہ اب بھی مزدور اور محنت کش لوگ تھکن سے بچنے اور چستی پیدا

کرنے کے لئے کمر سے کوئی کپڑا وغیرہ باندھ لیتے ہیں)(مصنف ابن ابی شیبہ،کتاب المناسك،باب فی المحرم یعقد علی بطنه الثوب، ۷۲۴/۸، حدیث:۱۵۶۸۵)

بعد وفات پیٹ پر عمامہ

حضرت سَیِّدَتُنا مریم بنت فَروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ جب حضرت سیِّدنا عمران بن حُصَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصالِ مبارک کا وقت قریب آیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اِذَا اَنَا مُتُّ فَشُدُّوْا عَلٰی بَطْنِیْ عِمَامَةً وَاِذَا رَجَعْتُم فَانْحَرُوْا وَاَطْعِمُوا یعنی جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے پیٹ پر عمامہ باندھ دینا اور جب تم (تدفین کے بعد) واپس آؤ تو جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلانا۔(معجم کبیر، عمران بن حصین الخ،۱۰٦/۱۸، حدیث:۱۹۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدنا عمران بن حُصَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پیٹ پر عمامہ شریف باندھنے کی جو وصیت فرمائی اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات میت کا پیٹ پھول جاتا ہے اگر پیٹ پر کچھ باندھ دیا جائے یا کوئی وزنی شے رکھ دی جائے تو حفاظت رہتی ہے جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت جلد اول صفحہ 809 پر مذکور ہے کہ (جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو) اس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔ مگر ضرورت سے زیادہ

وزنی نہ ہو کہ باعثِ تکلیف ہے۔ (بہارِ شریعت، ۱/۸۰۹)

عمامہ شریف کا جھنڈا

جب نبیِّ اکرم، شفیعِ معظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا ہجرت فرما کر تشریف لائے اسوقت حضرت سیّدنا بُرَیْدَہ بِنْ حُصَیْبِ اَسْلَمِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قبیلہ بنی سَہْم کے ستر افراد کے ساتھ مسلمان ہو کر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے، چنانچہ حضرت سیّدنا بُرَیْدَہ اَسْلَمِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا عمامہ شریف سر سے اُتارا، نیزے پر باندھ کر اسے جھنڈا بنا لیا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے آگے روانہ ہوئے۔ (سیرت حلبیہ، باب الهجرة الى المدينة، ۲/۷۱، خلاصة الوفاء، الباب الثالث فى اخبار سكانها الخ، الفصل الثالث فى اكرام الله تعالى لهم بالنبى الخ، ص ۱۸۸، تاريخ الاسلام، ۱/۳۳۰)

عمامہ شریف کا نقاب

ایک مرتبہ حضرتِ سیّدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے لوگوں کے قدموں سے اڑنے والے غبار سے بچنے کے لیے اپنے عمامے شریف کا شملہ اپنے منہ پر رکھ لیا تھا۔ (طبقات ابن سعد، سندر، ۷/۳۵۱)

متبرک مٹی عمامہ میں

حضرت سیّدنا عطاء رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیّدنا مالک بن دینار عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار نے بتایا کہ میں نے حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن غالب رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیہ کی قبرِ انور سے کچھ مٹی لی، اپنے عمامے میں باندھی اور اپنے گھر آ گیا۔ میں نے اسے ایک برتن میں رکھا، اس میں پانی ڈالا اور اس سے اپنے ہاتھ دھونے لگا پس میں نے اس میں مشک سے بھی بڑھ کر خوشبو پائی۔

(الموضح لاوهام الجمع والتفريق، ذكر نصر بن علي الجهضمي، ٤٣٢/٢)

عمامہ آنسوؤں سے بھیگ گیا

حضرت سیّدنا معاذ بن زیاد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیّدنا یحیٰ بن مسلم بکّاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے سر پر عمامہ شریف یوں باندھا کہ اسے اپنے حلق کے پاس سے گھمایا (یعنی تحنیک کی) اور دو شملے چھوڑے۔ اچانک آپ پر رِقّت طاری ہوگئی آپ اس قدر روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں اور آنسوؤں سے عمامہ کا ایک شملہ بھیگ گیا۔ (کچھ وقفے کے بعد) پھر پہلے کی طرح سِسکیاں لے لے کر رونے لگے یہاں تک کہ دوسرا شملہ بھی آنسوؤں سے تر ہوگیا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے سر سے عمامہ شریف اتار دیا۔ آپ کی ہچکیاں اب بھی نہ رُک پائی تھیں یہاں تک کہ پورا عمامہ آنسوؤں سے

بھیگ گیا۔اس کے بعد بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ پھوٹ پھوٹ کر روتے رہے یہاں تک کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کی آستینیں بھی آنسوؤں سے شرابور ہوگئیں۔

(موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الرقة والبکاء، ۲۱۲/۳)

عمامے میں مسواک

حضرت سیِّدنا امام عبدالوہّاب **شعرانی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ ہر وضو کرنے اور ہر نماز پڑھنے سے قبل پابندی کے ساتھ مسواک کیا کریں گے اگرچہ ہم میں سے اکثر کو (اس کے اِدھر اُدھر ہو جانے کے خوف سے) اسے اپنی گردن میں ڈوری کے ساتھ باندھنا پڑے یا عمامہ کے ساتھ باندھنا پڑے جبکہ عمامہ فقط سر بند پر ہو اور اگر ٹوپی ہو تو ہم اس پر مضبوطی کے ساتھ عمامہ باندھیں گے اور مسواک کو بائیں کان کی طرف عمامے میں اٹکالیں گے۔ (العهود المحمديه، قسم المامورات، ص۳۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ مسواک کتنی اہم سنّت ہے اور اس پر عمل کرنے کی کتنی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نہ صرف اس سنّتِ مبارکہ کی تلقین فرماتے ہیں بلکہ بذاتِ خود اس سنّت پر عمل بھی فرماتے ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی اس عظیم سنّت سے محبت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

کے کپڑوں میں سامنے والی جیب کے ساتھ ایک مسواک رکھنے کی جیب بھی ہے جو ماقبل مذکور طریقوں کی مکمل عکاسی کرتی ہے اور یہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَه کے عمل کا صدقہ ہے کہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ عاشقانِ رسول بھی اس ادائے امیرِ اہلسنّت پر عمل پیرا ہوکر مسواک کی سنّت کی برکتوں سے مالا مال ہورہے ہیں اور اللّٰہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی رضا کا سامان کررہے ہیں۔

عمامے کے ذریعے کنویں سے پانی نکالا

حضرت سیّدنا شیخ سَعدی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْهَادِی اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''بوستان'' میں واقعہ نقل فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص صحرا میں کہیں جارہا تھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا جو کہ پیاس کی شدت کے باعث جاں بلب تھا۔ اس خداترس نے اپنا عمامہ شریف کھول کر کلاہ کا ڈول بنایا اور عمامے سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور اس جاں بَلَب کتے کے حلق میں ڈال دیا جس سے اس کی جان بچ گئی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس دور کے نبی عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو وحی فرمائی کہ اس کی مغفرت کردی گئی۔ (بوستان سعدی، باب دوم در احسان، ص ۷۹)

☆اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن ایک بار جب اپنے رُفقاء کے ساتھ سفرِ مدینہ کے دوران ''بیرِ شیخ'' پر پہنچے تو نمازِ فجر کی ادائیگی کے لیے وضو کی حاجت تھی۔ کنویں سے پانی

نکالنے کے لیے رسی نہیں تھی چنانچہ عمامے باندھ کر پانی بھرا (اور) وضو کیا۔

(ملفوظاتِ اعلٰی حضرت، ص۲۱۷ ملخصاً)

دنیا میں عمامہ شریف کی برکتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے سروں پر ہاتھوں ہاتھ عمامہ شریف کا تاج سجالیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دنیا و آخرت کی بہت ساری بھلائیاں حاصل ہوں گی۔ عمامہ شریف کی برکتیں دنیا میں بھی بارہا دیکھی جاتی ہیں، پاکستان میں اس بات کا کئی بار کا تجربہ ہے کہ پولیس والے چیکنگ کے لیے جب گاڑیوں کو روکتے ہیں تو ڈرائیور اور سواریوں کو اتار کر تلاشی لیتے ہیں، لیکن عمامہ شریف والوں کو شاذ و نادر ہی تکلیف دیتے ہیں، کبھی کبھی عمامہ شریف کا تاج دیکھ کر اسکوٹر یا کار والے کو دور ہی سے اشارہ دے کر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں اور کبھی روکنے کے بعد بآسانی رخصت کر دیتے ہیں، بلکہ ڈاکوؤں کے بھی داڑھی اور عمامے شریف کا احترام کرنے کے واقعات ہیں، چنانچہ ایک مبلغ دعوتِ اسلامی کا بیان ہے کہ میں اپنے گھر کی خواتین کو کراچی سے حیدر آباد لے جانے کے لیے بس میں سوار ہوا، سپر ہائی وے پر ایک مقام پر اچانک بس میں بیٹھے ہوئے ڈاکوؤں نے اسلحہ نکال کر ڈرائیور کو بس کچے راستے میں اتارنے پر مجبور کیا، چنانچہ بس کچے راستے میں لے جا کر ایک جگہ روک دی گئی، اب ڈاکوؤں نے تمام

مسافروں کو لائن میں کھڑے ہونے کا حکم دیا، مگر میرے چہرے پر داڑھی اور سر پر عمامہ شریف نیز سنّتوں بھرے سفید لباس کو دیکھ کر ان میں سے ایک نے کہا کہ مولانا صاحب! آپ اپنی خواتین کو لے کر ایک طرف کھڑے ہو جائیں ہم آپ کو نہیں لوٹیں گے۔ پھر انہوں نے سارے لوگوں کو لوٹ لیا، اور بھاگتے ہوئے مجھ سے کہا ''مولانا صاحب تکلیف معاف کرنا اور دعا میں یاد رکھنا۔''

سنّتوں کے اے مبلغ! ہو مبارک تجھ کو
تجھ سے سرکار بڑا پیار کیا کرتے ہیں

عمامے کی برکت سے جان بچ گئی

شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ کی قیام گاہ (جسے بیتُ الفناء کہا جاتا ہے) سے ایک اسلامی بھائی رات کے وقت سحری کے لئے روٹیاں خریدنے اترے، دہشت گردی کے دن تھے، ایک سُنسان گلی میں پیلی ٹیکسی سے مسلح آدمی اترے اور نشانہ باندھا کہ ان کے ایک ساتھی نے داڑھی مبارک، عمامہ شریف اور سنّتوں بھرا لباس دیکھ کر کہا کہ چھوڑ و یار، مولانا کو جانے دو، اور یوں اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وہ ہوٹل سے روٹیاں خرید کر بخیر و عافیت بیت الفناء پلٹے۔

غرضیکہ اس پیاری سنّت میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہے۔ ہمیں اپنی

دنیاو آخرت بہتر بنانے اور شیطان کے مکروفریب سے چھٹکارہ پانے کے لئے عمامہ شریف کی میٹھی میٹھی سنّت اپنانے کے ساتھ ساتھ دیگر سنّتوں پر بھی عمل کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔سنّتوں پر عمل کا جذبہ پانے اوران پر استقامت کی دولت حاصل کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم اور میٹھے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظرِ عنایت سے اس مدنی ماحول نے بے شمار بگڑے ہوئے نوجوانوں کوسنّتوں پرعمل کی وہ چاشنی عطا کر دی ہے کہ جس پر دنیا اَنگشت بد نداں ہے۔آپ کی ترغیب کے لئے ایک مدنی بہار پیشِ خدمت ہے چنانچہ **چھانگا مانگا** (ضلع قصور، پنجاب پاکستان) کے گاؤں ہنجر وال کے مقیم اسلامی بھائی اپنی داستانِ عشرت کے خاتمے کے احوال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں آنے سے پہلے میں جوانی کے نشے میں مست اپنے اُخروی انجام سے بے خبر **عیش و عشرت** کی زندگی بسر کر رہا تھا۔آوارہ اور بدمعاش لوگوں کے ساتھ اپنی زندگی کے ''انمول ہیرے'' ''غفلت'' میں برباد کرنا میرا مشغلہ بن چکا تھا، انہی بُری صحبتوں کی بدولت ہروقت شراب کے نشے میں دھت رہتا۔ ہر ایک کے ساتھ بدتمیزی اور بدسلوکی سے پیش آنا علاقے بھر میں میری علامتِ بد بن چکی تھی۔اس کے علاوہ گھر والے ہوں یا باہر والے میں کسی کی نہ سنتا، مزاج کے خلاف ہونے

والی کسی کی کوئی بات برداشت نہ کرتا، فوراً آپے سے باہر ہو جاتا۔ بس اپنی موج مستی میں گم رہتا، برے کی صحبت برا بنا دیتی ہے کے مِصداق میں جرائم کی دنیا میں اس قدر آگے بڑھتا چلا گیا کہ میرا اشمار علاقے کے مشہور غنڈوں میں ہونے لگا۔ ہر طرف میرے نام کی دہشت تھی، کسی کی جان و مال اور عزتِ نفس مجھ سے محفوظ نہ تھی۔ میرے دن منشیات نوشی میں تو راتیں بدکاری کے اڈوں میں سیاہ ہوتیں۔ الغرض میرے شب و روز یونہی گناہوں میں بسر ہو رہے تھے میں فکرِ آخرت سے یکسر غافل اپنی زندگی کے قیمتی ایام دنیا کی حرص اور خواہشاتِ نفسانیہ کی تکمیل میں گزار رہا تھا۔ میرے سدھرنے کے اسباب یوں بنے کہ 2008ء کی ایک شب خوش قسمتی سے مجھے اپنے گاؤں کی جامع مسجد میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں پر ایک مبلغ دعوت اسلامی سنتوں بھرا بیان فرما رہے تھے بیان بڑا دلنشیں تھا لہٰذا میں بھی بیٹھ کر بیان سننے لگا۔ مبلغ دعوت اسلامی کے پرسوز الفاظ تاثیر کا تیر بن کر میرے دل میں اترتے چلے گئے۔ قبر و آخرت کی تکالیف و عذابات کا تذکرہ سن کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا میرے دل کی دنیا زیر و زبر ہو گئی۔ اپنی گناہوں سے آلودہ زندگی کے بارے میں سوچ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ آہ! میرا کیا بنے گا یہی سوچ سوچ کر میرا دل ڈوبتا چلا گیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب اُمنڈ آیا۔ میرے والد صاحب اور بھائی بھی اس اجتماع میں شریک تھے

جو میری اس بدلتی کیفیت کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے بس میری حالت غیر ہوتی چلی گئی اور مجھ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی نجانے کب بیان ختم ہوا مجھے اس کا پتہ ہی نہ چلا۔ کافی دیر بعد جب میری حالت کچھ سنبھلی تو میں نے دیکھا کہ میرے والد صاحب اور بیان کرنے والے مبلغِ اسلامی بھائی میرے قریب بیٹھے ہیں اور میرے والد صاحب ان مبلغ اسلامی بھائی کو میرے حالات بیان کر رہے تھے۔ مبلغِ دعوتِ اسلامی میرے حالات کا سن کر نہایت افسردہ ہو گئے۔ اور پھر انفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے نہایت اَحسن اَنداز میں قبر و آخرت کی تیاری کا ذہن دیا اور مدنی ماحول کی بہاریں بیان کیں ان کی انفرادی کوشش کے سبب میرے اندر یہ احساس پیدا ہوا کہ میں کس قدر گناہوں کے دلدل میں دھنس چکا ہوں اور یوں ایک بار پھر میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونے لگ گیا اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے لگا، مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا اس اسلامی بھائی نے مزید اِنفرادی کوشش جاری رکھتے ہوئے مجھے دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلے میں سفر کرنے کا ذہن دیا اور ہاتھوں ہاتھ مجھے مدنی قافلے میں سفر کے لیے تیار کر لیا، میں نے بھی انکار نہیں کیا اور فوراً ہی 45 دن کے مدنی قافلے میں سفر کے لئے تیار ہو گیا مجھے ہاتھوں ہاتھ باب الاسلام سندھ میں سفر کرنے والے عاشقان رسول کے ہمراہ مدنی قافلے کا مسافر بنا کر بھیج دیا گیا یوں میں مدنی قافلے

کی بہاریں لوٹتا رہا اور پھر قافلے کی برکتیں لوٹنے کے بعد مزید اپنی زندگی میں نِکھار لانے اور علمِ دین حاصل کرنے کے لیے 63 دن کے تربیتی کورس میں داخلہ لے لیا۔ تربیتی کورس سے فراغت کے بعد جب میں واپس اپنے علاقے میں پہنچا، تو میرے کردار میں ہونے والی تبدیلی میرے گھر والوں اور اہلِ محلّہ کے لئے حیرت کا باعث تھی، وہ سب حیران تھے کہ اچانک اس لڑکے کا لب ولہجہ، طور طریقہ، گُفتار و کردار سب کس طرح تبدیل ہوگیا ہے؟ ان کی حیرانگی کا باعث یہ تھا کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں گناہوں بھری زندگی ترک کر کے **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو چکا تھا۔ جو لوگ مجھے کل تلک نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آج مدنی ماحول کی برکت سے اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اس کے بعد میں علاقے میں مدنی کاموں کی دھومیں مچانے لگا۔ میرے اندر مدنی کاموں کو عام کرنے کا جذبہ دیکھ کر مدنی مرکز کی طرف سے مجھے علاقائی سطح کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ تادمِ تحریر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدنی کاموں کے ساتھ ساتھ ایک مسجد میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دے رہا ہوں۔

مُجھے لگتا ہے وہ میٹھا، مُجھے لگتا ہے وہ پیارا
عمامہ سَر پہ، زُلفیں اور داڑھی جو سجاتا ہے

اپنا عمامہ دوسرے کو دینا

حضرت سیّدنا عبداللہ بن دینار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما جب مکہ مکرمہ جاتے تو ایک گدھا بھی اپنے ساتھ رکھتے۔ جب آپ اونٹ کی سواری سے تھک جاتے تو آسانی اور آرام کے لئے گدھے پر سواری فرماتے۔ ایک عمامہ شریف بھی تھا جسے سر پر باندھا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے گدھے پر سوار تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک دیہاتی قریب سے گزرا۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نے اس سے پوچھا کیا تم فلاں بن فلاں کے بیٹے نہیں ہو؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس اعرابی کو اپنی سواری والا گدھا دے دیا اور فرمایا: اس پر سوار ہو جا اور عمامہ شریف بھی دیا اور فرمایا: ''اسے اپنے سر پر باندھ لو۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعض رُفقاء نے کہا: اللہ تعالٰی آپ کی مغفرت فرمائے! آپ نے اپنی آرام دہ سواری اسے دے دی اور عمامہ شریف بھی کہ جسے آپ اپنے سر پر باندھتے تھے۔ تو حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا ہے: ''نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں سے حسنِ سلوک کرے'' اور اس دیہاتی کا

باپ میرے والد (امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کا دوست تھا۔ (مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل صلة اصدقاء الاب الخ، ص ١٣٨٢، حديث:٢٥٥٢)

دوسری روایت میں ہے: حضرت سیّدنا عبداللہ ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اپنے والد کے دوستوں اور اہلِ محبت کے تعلق کی حفاظت کرو، اسے ختم نہ کرو، ورنہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے (ایمان کے) نور کو بجھا دے گا۔'' (شعب الايمان، باب فى بر الوالدين، فصل فى حفظ حق الوالدين بعد موتهما، ٦/ ٢٠٠، حديث:٧٨٩٨)

حضرت سیّدنا مُغِیرَہ بن شُعبَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا عمامہ حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مشہور غلام حضرت یَرفَأ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دیتے ہوئے فرمایا: ''اسے باندھ لو میرے پاس (باندھنے کے لئے) اس جیسا دوسرا عمامہ ہے۔'' (الاصابة، حرف الميم، الميم بعدها الغين، المغيرة بن شعبة، ٦/ ١٥٧، رقم:٨١٩٧)

اعلیٰ حضرت نے اپنا عمامہ عطا فرما دیا

مَجمَعُ السَّلاسِل، عَارِف بِاللّٰہ حضرت مولانا شاہ خواجہ احمد حسین صاحب نقشبندی مجدّدی اَمروہوی کو سرکارِ غوثیت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اشارہ ہوا کہ مولانا شاہ احمد رضا خاں سے ملاقات کیجئے لہٰذا حضرت خواجہ احمد حسین صاحب

۲۴ رمضان ذیشان ۱۳۳۱ ھ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضلِ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہُ القَوِی کی ملاقات کے لئے پہنچے، مغرب کا وقت تھا، جماعت قائم ہوچکی تھی، نمازِ مغرب کی پہلی رکعت تھی اعلیٰ حضرت امامت فرمارہے تھے۔ شاہ صاحب بھی جماعت میں شامل ہو گئے نمازِ مغرب کے قعدۂ اخیرہ میں اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کو حضور پُرنور سرکارِ غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِلقا فرمایا کہ خواجہ احمد حسین حاضر ہیں ان کو اجازتِ تامّہ عطا کر دیجئے۔ اعلیٰ حضرت نے سلام پھیرتے ہی اپنے سر کا عمامہ اتار کر خواجہ احمد حسین شاہ صاحب کے سر پر رکھ دیا اور احادیث و اعمال و اِشغال اور سَلاسِل کی اجازتِ تامّہ عطا فرمائی نیز فِی البدِیہہ ''تَاجُ الفُیُوض'' کا لقب بھی عطا فرمایا جس سے سن ۱۳۳۱ ھ نکلتی ہے۔ خواجہ احمد حسین صاحب نے عرض کیا کہ حضور ابھی تو آپ سے گفتگو کا شرف بھی حاصل نہیں ہوا اور اس فقیر پر آپ کی یہ عنایتیں، اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ابھی نماز کے قعدۂ اخیرہ میں میرے سرکار غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے میرے قلب پر اِلقا ہوا کہ خواجہ احمد حسین حاضر ہیں ان کو اجازتِ تامّہ دے دیجئے۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص ۱۲۳)

حضور نے عمامہ تحفے میں دیا

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''صحابہ کرام کا عشقِ رسول'' کے صفحہ 166 پر ہے ﴿1﴾ ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خَزّ (اون اور ریشم سے بُنے ہوئے کپڑے) کا سیاہ عمامہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے اس کو محفوظ رکھا تھا اور اس پر فخر کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک بار بخارا میں خچر پر سوار ہو کر نکلے تو عمامہ دکھا کر کہا: یہ مجھے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عنایت فرمایا تھا۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الخز، ٦٤/٤، حدیث:٤٠٣٨)

﴿2﴾ **حضرت** سیِّدنا حارِثہ بن خِذَام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک مرتبہ شکار کیا اور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول فرما کر اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور حضرت سیِّدنا حارثہ بن خِذَام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک عَدَنی عمامہ شریف پہنایا۔

(اسدالغابہ، باب الحاء، حارثہ بن خزام، ٥١٩/١، رقم:٩٨٩)

﴿3﴾ **حضرت** سیِّدنا حازِم بن حَرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اُرْدَن میں کیا ہوا شکار لے کر حاضر ہوا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول فرمایا اور مجھے عَدَنی عمامہ پہنایا اور فرمایا: ”تمہارا نام کیا ہے؟“ میں نے عرض کی حازِم۔ ارشاد فرمایا: بلکہ تم تو مُطْعِم ہو۔ (الاصابۃ، حرف الحاء، حازم بن حرام الجذامی، ٣/٢، رقم:١٥٤٠) عَدَن یمن کا علاقہ ہے اسی کی

جانب نسبت کر کے عدنی عمامہ کہا گیا ہے، کیونکہ یہاں کا کپڑا مشہور ہے۔

﴿4﴾ **حضرت** سیِّدنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نے بخارا میں ایک شخص (جو کہ حضرت سیِّدنا عبداللہ بن خازم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے) کو سفید خچر پر سوار خَزّ (اون اور ریشم سے بُنے ہوئے کپڑے) کا سیاہ عمامہ شریف باندھے دیکھا۔ انہوں نے فرمایا: یہ عمامہ مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہنایا ہے۔

(تاریخ کبیر، باب السین، سعد الرازی، ٤/٧٢، رقم:١٩٨٣)

عطائے رسول سے برکتیں لینا

حضرت سیِّدنا عبداللہ بن خازِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جمعوں، عیدین اور جنگوں میں باندھا کرتے تھے۔ جس جنگ میں فتح یاب ہوتے تو تبرکاً باندھتے اور فرماتے: یہ عمامہ مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجایا تھا۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة، عبداللہ بن خازم، ٤/٦١، رقم:٤٦٦٠)

سخاوت کا انوکھا انداز

حضرت سیِّدنا امام تاج الدین سُبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ سُلطَانُ العُلَماء، عِزُّ الدین حضرت سیِّدنا عزیز الدین بن عبدالسلام سُلَمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی باوجود غربت کے خوب صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے، اگر کوئی سائل

آتا اور آپ کے پاس اسے دینے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو اپنے عمامے شریف کا ہی کچھ حصہ کاٹ کر عنایت فرما دیتے۔(طبقات الشافعية للسبكی، الطبقة السادسة فيمن توفی بين الستمائة والسبعمائة،٨/٢١٤)

سیّد زادے کو عمامہ پیش کر دیا

حضرت سیّدنا شیخ زکریا رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ایک سیّد زادے ہمارے پیر صاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: یَاسَیِّدی رات میرا عمامہ کچھ لوگوں نے چھین لیا، برائے کرم مجھے عمامہ خریدنے کے لیے کچھ پیسے عنایت فرما دیجیے۔ پیر صاحب نے خیر خواہی فرماتے ہوئے انہیں کچھ رقم پیش فرمائی۔ جسے ان سیّد صاحب نے واپس لوٹا دیا، پیر صاحب نے قبول بھی فرمالیا۔ سیّد صاحب کے ساتھ اپنے شیخ کے یہ معاملات دیکھ کر میں نے ان سے اِستِفسار کیا: حضور! عمامہ شریف کے لئے اتنی تھوڑی سی رقم؟ اس پر پیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کی موجودگی میں کسی پر صدقہ اور احسان کرنا گناہ ہے (جبکہ اس میں دکھاوا اور ریاکاری ہو) اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے (اور تمام لوگوں سے) ایسے صدقے کو پسند فرماتا ہے جو لوگوں سے چھپا کر دیا جائے بس اسی وجہ سے میں اپنے تَصَدُّق کو کسی بندے پر ظاہر نہیں کرتا، ہاں اگر وہ کسی ایسے وقت میں تشریف لاتے کہ جب میرے پاس کوئی موجود نہ ہوتا تو میں انہیں

عمامے کے پیسے یا اس سے بھی زائد دیتا ان کے جدِّ اَمجد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وجہ سے۔ اسی مرید کا بیان ہے کہ بعد میں جب میری ان سیّد زادے سے ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں اپنے پیر صاحب کی ساری بات بتائی۔ میری بات سن کر انھوں نے ارشاد فرمایا: رات ہی آپ کے پیر صاحب نے مجھے تحفۃً عمامہ شریف بھیجا ہے جو ابھی میرے سر پر ہے۔

(العهود المحمديه، قسم المامورات، ۷۰/۱)

بزرگوں سے بطورِ برکت عمامہ لینا

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: وَہَب بن عُمیر نامی کافر جنگِ اُحد میں زخمی ہوگیا وہ میدانِ جنگ میں ہی تھا کہ اس کے پاس سے ایک انصاری کا گزر ہوا۔ وَہَب نے اسے پہچان کر بے دردی سے شہید کردیا۔ رات کے وقت جب اسے سردی نے آگھیرا تو یہ مکہ آپہنچا۔ جہاں اس نے صَفوان بن اُمَیَّہ سے خفیہ ملاقات کی۔ وَہَب نے کہا: اگر میرے اوپر قرضہ نہ ہوتا اور بیوی بچوں کے ضائع ہونے کا خدشہ دامن گیر نہ ہوتا تو (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) میں خود جاکر محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو قتل کر آتا۔ صَفوان نے پوچھا تم یہ کام کیسے کروگے؟ تو وَہَب نے کہا میں بہترین گھڑ سوار ہوں ان تک پہنچ جاؤں گا اور غفلت میں پاکر انہیں قتل کردوں گا اور واپس آجاؤں گا مجھ تک کوئی نہ پہنچ سکے

گا۔صَفوان بن اُمَیَّہ نے وہب کے یہ جذبات دیکھے تو اُس نے موقع غنیمت جانا اور کہا: تو اپنے قرضے اور بچوں کی فکر مت کر، تیرا قرضہ میرے ذمہ رہا، تیرے بال بچے میرے بچوں کے ساتھ رہیں گے، اُن کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔صَفوان بن اُمَیَّہ نے اپنی تلوار تیز کرنے کے بعد زہر آلود کر کے وَہَب بن عُمیر کو تھما دی اور وہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوگیا۔وہ یہاں صرف نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے کے ارادے سے آیا تھا جب وہ پہنچا اُسی وقت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نظر وَہَب بن عُمیر پر پڑ گئی اُسے دیکھ کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی کمالِ فراست کے ذریعے جان لیا کہ معاملہ خطرناک ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا کہ میں نے وَہَب کو ادھر آتے دیکھا ہے وہ ایک دھوکے باز شخص ہے آپ لوگ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پہنچیں اور اِس کے شر سے حفاظت کریں تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گرد گھیرا ڈال لیا۔وَہَب نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پہنچا اور زمانہ جاہلیت کا سلام کرتے ہوئے بولا: اَنْعِمْ صَبَاحاً یَامُحَمَّد یعنی اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نعمتوں میں صبح کرتے رہو۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قَدْ اَبْدَلَنَا اللّٰہُ خَیْراً مِنْھَا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اس سے بہتر

سلام سے نوازا ہے۔ اس نے کہا میرا آپ سے ایک معاہدہ ہے اس کے بارے میں بات کریں، یقیناً آپ قابلِ تعریف ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ بتاؤ تم یہاں کیسے آئے ہو؟ وہ بولا اس قیدی کا فدیہ دینے آیا ہوں جو آپ کے پاس ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تو پھر یہ تلوار کیسی ہے؟ وہ کہنے لگا: ہم نے اسے بدر میں اٹھایا تھا مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تو وہ کیا تھا جو تو نے صَفوان سے کہا تھا کہ اگر میرے بیوی بچے نہ ہوتے اور مجھ پر قرضہ نہ ہوتا تو میں خود محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو قتل کرتا۔ وَہَب حیران ہوتے ہوئے بولا آپ یہ بات کیسے کہہ رہے ہیں؟ تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر وہی ارشاد فرمایا۔ وَہَب بولا: آپ ہمیں زمین والوں کی خبریں دیتے تو ہم آپ کو جھٹلایا کرتے تھے حالانکہ میں آپ کو آسمانی خبریں دیتے دیکھ رہا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول ہیں۔ (اسلام قبول کر لینے کے بعد) وَہَب بن عُمیر نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اپنا عمامہ شریف عطا فرما دیجئے۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا مبارک عمامہ عطا فرما دیا۔ پھر حضرت وَہَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مکہ شریف آ گئے۔ حضرت

سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: جب وَہَب حالتِ کفر میں یہاں آیا تھا تو میرے نزدیک ایک خنزیر سے بھی بدتر تھا اور اب قبولِ اِسلام کے بعد یہی وَہَب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھے میری سگی اَولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

(معجم کبیر، باب العین، عمیر بن وھب، ٦٢/١٥، حدیث:١٢٠)

شاہ فضل رحمٰن کی اعلٰی حضرت پر کمال شفقت

مَلِکُ الْعُلَمَاء ، حضرت علامہ ظفر الدین بہاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: مَدَّاحُ الحبیب مولوی جمیل الرحمٰن خان صاحب (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے دربار فضائل میں ذکر کیا کہ ١٢٩٣ھ ماہ مبارک رمضان شریف میں کہ اعلیٰ حضرت کی عمر شریف ٢١ سال کی تھی، حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن[1] صاحب (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے ملنے تشریف لے گئے۔ ایک جگہ قیام فرما کر اپنے دو ہمراہیوں کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور تاکید فرمائی کہ صرف اتنا کہنا، ایک شخص بریلی سے آیا ہے، حضور سے ملنا چاہتا ہے۔ انہوں نے جا کر کہا۔ حضرت مولانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: وہ یہاں کیوں آئے ہیں، ان کے دادا اتنے بڑے

---

[1] ......حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی زبردست عاشقِ رسول اور بلند پایہ صوفی بزرگ تھے۔ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی آپ ہی کے خلیفہ مجاز ہیں۔

عالم، ان کے والد اتنے بڑے عالم، اور وہ خود عالم، فقیر کے پاس کیا دَھرا ہے؟ پھر نرم ہو کر بکمالِ لطف فرمایا: تشریف لائیں۔ بعدِ ملاقات اعلیٰ حضرت نے مجلسِ میلاد شریف کے متعلق حضرت مولانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے استفسار (یعنی سوال) کیا۔ ارشاد فرمایا: تم عالم ہو، پہلے تم بتاؤ۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: میں مستحب جانتا ہوں۔ فرمایا: اب لوگ اسے بدعتِ حَسَنہ کہتے ہیں اور میں سنّت جانتا ہوں۔ صحابہ (کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) جو جہاد کو جاتے تھے تو کیا کہتے تھے یہی نہ کہ مکہ میں نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیدا ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن اتارا، انہوں نے یہ معجزے دکھائے، اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ فضائل دیے، اور مجلسِ میلاد میں کیا ہوتا ہے؟ یہی بیان ہوتے ہیں جو صحابہ (کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) اُس مجمع میں بیان کرتے تھے، فرق اتنا ہے کہ تم اپنی مجلس میں لڑوا (لڈو) باٹتے ہو اور صحابہ اپنا موڑ (سر) باٹتے تھے۔ حضرت مولانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اعلیٰ حضرت کو بکمالِ شفقت و محبت تین دن تک مہمان رکھا۔ ۲۹ ماہ مبارک کو رخصت کیا، جب عید سر پر آ گئی۔ وقتِ رخصت فرشِ مسجد کے کنارے تک تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ فرمایا: تکفیر میں جلدی نہ کرنا۔ اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے دل میں خیال کیا کہ میں تو اُس کو کافر کہتا ہوں جو حضورِ اقدس (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شانِ

اقدس میں گستاخی کرتے ہیں، یہ خیال آتے ہی معاً مولانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ہاں جو کوئی ادنیٰ حرف گستاخی کا شانِ اقدس میں بکے ضرور کافر کہنا، بے شک کافر ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت سے فرمایا: ہمارا جی چاہتا ہے کہ اپنے موڑ کی ٹپیا (سر کی ٹوپی) تمہارے موڑ پر دھر دیں، اور تمہارے موڑ کی ٹپیا اپنے موڑ (سر) پر رکھ لیں۔ اعلیٰ حضرت نے براہِ ادب سر جھکا دیا، مولانا نے اعلیٰ حضرت کی کُلاہ مبارک اپنے سر پر رکھ لی، اور اپنی کُلاہ مُقدّس اعلیٰ حضرت کے سر مبارک پر رکھ دی جو بطورِ تبرک اب تک محفوظ ہے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۳/۲۶۲)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت کی اعلیٰ حضرت سے محبت

خلیفۂ اعلیٰ حضرت ،حضرت علامہ سیّد سلیمان اشرف بہاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے بے حد محبت فرماتے تھے نہ صرف عقائد و نظریات میں آپ کی اِتباع فرماتے بلکہ ''لباس اور وضع قطع میں بھی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کا ہی تَتَبُّع فرماتے، یہاں تک کہ **عمامہ شریف** بھی اسی انداز کا رکھتے جیسا کہ امامِ اہلسنّت شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن استعمال فرماتے تھے۔'' (علمائے اہلِ سنّت کی بصیرت وقیادت، ص۳۹۷ بتصرف)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ کسی اللہ والے کو اپنا آئیڈیل بنالیں اور اس کی سیرت کو اپنا کر دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے حقدار بن جائیں جیسا

کہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّارقادری رَضَوی دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ فرماتے ہیں کہ میری آئیڈیل شخصیت امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ہیں۔

غوث اعظم کی کلاہ مبارک

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلِسُنّت، مُجَدِّدِ دِین و مِلَّت، حامیِ سنّت حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں: حرمین شریفین میں ایک ایسا شخص مقیم تھا جسے حضرت غوث الاعظم (عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم) کی کُلاہ (یعنی عمامہ) مبارک تبرکاً سلسلہ وار اپنے آباء واجداد سے ملی ہوئی تھی جس کی برکت سے وہ شخص حرمین شریفین کے نواح میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور شہرت کی بلندیوں پر فائز تھا ایک رات حضرت غوثُ الاعظم (عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم) کو اپنے سامنے موجود پایا جو فرمارہے تھے کہ ''یہ کُلاہ خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی (عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی) تک پہنچادو۔'' حضرت غوثِ اعظم (عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم) کا یہ فرمان سن کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اس بزرگ کی تخصیص لازماً کوئی سبب رکھتی ہے، چنانچہ امتحان کی نیت سے کُلاہ مبارک کے ساتھ ایک قیمتی جبہ بھی شامل کرلیا اور پوچھ گچھ کرتے حضرت خلیفہ (رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ) کی خدمت میں جا پہنچا اوران

سے کہا کہ یہ دونوں تبرک حضرت غوثِ اعظم (عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم) کے ہیں **اور انھوں نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ تبرکات ابو القاسم اکبر آبادی** (عَلَیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی) کو دے دو! یہ کہہ کر تبرکات ان کے سامنے رکھ دیے۔ خلیفہ ابو القاسم (رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ) نے تبرکات قبول فرما کر انتہائی مَسَرَّت کا اظہار کیا۔ اس شخص نے کہا: ''یہ تبرک ایک بہت بڑے بزرگ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں لہٰذا اس شکریے میں ایک بڑی دعوت کا انتظام کر کے رؤسائے شہر کو مدعو کیجئے۔'' حضرت خلیفہ (رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ) نے فرمایا: ''کل تشریف لانا ہم کافی سارا طعام تیار کرائیں گے آپ جس جس کو چاہیں بلا لیجئے۔ دوسرے روز علی الصباح وہ درویش رؤسائے شہر کے ساتھ آیا دعوت تناول کی اور فاتحہ پڑھی۔ فراغت کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ آپ تو متوکل ہیں ظاہری سامان کچھ بھی نہیں رکھتے، اس قدر طعام کہاں سے مہیا فرمایا ہے؟ فرمایا: **''اُس قیمتی جبے کو بیچ کر ضروری اشیاء خریدی ہیں۔''** یہ سن کر وہ شخص چیخ اٹھا کہ میں نے اس فقیر کو اَھلُ اللّٰہ سمجھا تھا مگر یہ تو مَکّار ثابت ہوا، ایسے تبرکات کی قدر اس نے نہ پہچانی۔ آپ نے فرمایا: ''چپ رہو جو چیز تبرک تھی وہ میں نے محفوظ کر لی ہے اور جو سامانِ امتحان تھا ہم نے اسے بیچ کر دعوتِ شکرانہ کا انتظام کر ڈالا۔'' یہ سن کر وہ شخص مُتَنَبِّہ ہو گیا اور اس نے تمام اہلِ مجلس پر ساری حقیقت حال کھول دی جس پر سب نے کہا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

عَزَّوَجَلَّ تبرک اپنے مستحق تک پہنچ گیا۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۴۰۹)

تحفۂ مرشد کی اہمیت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''**آدابِ مرشدِ کامل**'' کے صفحہ 66 پر ہے: ''مشائخِ کِبار رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام نے فرمایا کہ جب مرشِد اپنے مرید کو کوئی کپڑا، عمامہ، ٹوپی یا مِسواک مبارَک عطا فرمائے تو یہ دُرُست نہیں کہ وہ اس کو کسی دُنیوی چیز کے بدلے میں بیچ ڈالے۔ کیونکہ بسا اوقات مرشِد اس چیز میں مرید کے لئے کامل لوگوں کے اخلاص (یعنی خُصوصی فُیوض و بَرَکات) ڈال کراس کے سِپُرد کرتے ہیں۔ (آدابِ مرشدِ کامل، ص۶۶)

ولی اللہ کے عمامے کی برکت

خلیفہ محمد اِرادۃُ اللہ بدایونی (عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ القَوِی) حضرت سیِّد شاہ آلِ احمد **اچھے میاں** مارہروی (عَلَیْہ رَحْمَۃُاللّٰہِ القَوِی) کے مرید تھے جو ہمہ وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ خداوند تعالیٰ ایک بیٹا عطا فرمائے ؟ ایک مرتبہ حضور صاحبُ البرکات کے عرس میں اپنے مرشد کے روبرو کھڑے تھے، دریائے سخاوتِ عرفانی جوش پر تھا ارشاد فرمایا: اِرادۃُ اللہ کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ غلام کو کوئی فاتحہ خواں نہیں ہے، حضرت نے فرمایا: ربّ کریم ہمارے اِرادۃُ اللہ کو فرزند دیدے، اس کے بعد فرمایا: خلیفہ! پہلے بیٹے کا نام کریم بخش رکھنا، دوسرے کا رحیم بخش رکھنا اور تیسرے کا الٰہی

بخش رکھنا۔ خلیفہ موصوف قدموں پر گر پڑے اور عرض کرنے لگے کہ حضور مجھ کو امید نہیں تو حضرت نے اپنے سرِ مبارک کا **گلاہ عطا فرمایا** اور ارشاد فرمایا کہ خدا کی ذات سے مجھ کو امید ہے، خلیفہ اِرادۃُ اللہ واپس ہوئے جلد ہی خدا کی قدرت ظاہر ہوئی بعدمدت معمول کے بیٹا پیدا ہوا، خلیفہ نے اس کا نام کریم بخش رکھا، یہاں تک کہ تین سالوں میں تین بچے پیدا ہوئے اور تینوں کا نام حضرت کے بموجب رکھا، بعنایتِ الٰہی تینوں بیٹے جوان و عاقل ہوئے، دو بیٹوں نے اپنا آبائی پیشہ اختیار کیا اور کریم بخش نے علومِ مُرَوَّجہ سے فراغت کے "کریم اللغات" نامی کتاب تصنیف فرمائی۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص۳۶۳)

عمامے کا احترام کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بلاشبہ عمامہ شریف ادائے سنّت کا ذریعہ ہے اس لئے ہمیں اس کے ادب واحترام کا خیال رکھنا چاہیئے، ہر ایسے کام سے مکمل اِجتِناب کرنا چاہیئے جو عمامہ شریف کی طرف انگلیاں اُٹھنے کا سبب بنے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مسواک کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب ناقابلِ استعمال ہو جائے تو پھینک مت دیجئے کہ یہ آلۂ ادائے سنّت ہے، کسی جگہ

اِحتیاط سے رکھ دیجئے یا دَفن کردیجئے یا پتھر وغیرہ وزن باندھ کر سمندر میں ڈبو دیجئے۔ (163 مدنی پھول، ص ۳۵) عمامہ شریف کے متعلق بھی ہمیں انہی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ یہ بھی آلۂ ادائے سنّت ہے۔

۞ **عارف باللہ** علامہ فَقِیرُ اللّٰہ علوی عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی (مُتَوَفّٰی ۱۱۹۵ھ) جو کہ شیخ الاسلام علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے شاگرد اور زبردست عالم و صوفی بزرگ ہیں فرماتے ہیں: بیتُ الخَلاء میں مُعَظَّم اشیاء جیسے عمامہ شریف، مسواک اور کنگھی (ان کی تعظیم کی وجہ سے) نہ لے کر جانا مستحب ہے۔

(قطب الارشاد، ص ١٦٥)

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ کا بھی معمول ہے کہ عمامہ اتار کر مگر سر ڈھانپ کر بیت الخلاء جاتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے عمامے سمیت بیتُ الخلاء جانا کوئی گناہ کا کام نہیں ہے جیسا کہ بَحرُ العُلُوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: پیشاب یا پاخانہ کے لیے ننگے سر جانا منع ہے، تو ٹوپی، عمامہ جو بھی پہنے ہو استنجا کے لیے جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ بحر العلوم، ۵/۴۱۲)

۞ عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے، بلکہ

جس طرح لپیٹا ہے اُسی طرح اُودھیڑا (کھولا) جائے۔ (بہارشریعت،۴۱۹/۳)

۞ پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔

(بہارشریعت،٦٦٠/٣)

حضرت علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نِسیان کا سبب بننے والی اشیاء کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''شلوار یا عمامے کو تکیہ بنانے سے نسیان (بھول جانے کی بیماری) پیدا ہوتی ہے۔''

(رد المحتار، کتاب الطهارة، فصل فی البئر، مطلب ست تورث النسیان، ٤٢٨/١)

۞ ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں کہ سر کے نیچے عمامہ یا مصلّٰی یا پائجامہ رکھنا ممنوع کہ عمامہ و مصلّٰی رکھنے سے عمامہ اور مصلّٰی کی اور پائجامہ رکھنے سے سر کی بے حرمتی ہے۔ نیز عمامہ کے شملہ سے ناک یا منہ پونچھنا نہ چاہیے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت،٩٠/٣)

۞ کھانا کھانے کے بعد عمامہ شریف سے ہاتھ صاف نہیں کرنے چاہئیں، چنانچہ امامِ اہلسنّت شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: (کھانا کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنا) پہننے کے کپڑوں اور عمامہ سے ناجائز اسی لئے ہے کہ پونچھنے سے وہ خراب ہو جائیں گے اور مال کو خراب کرنا

جائز نہیں نیز عدمِ جواز اس صورت میں ہے جب کھانے میں چکنائی یا ایسی بو ہو جو کپڑے میں ناپسند ہوتی ہے اگرچہ کھانے میں پسندیدہ ہو ورنہ بظاہر اس سے کوئی مانع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جز الف، ۳۳۵/۱، ملتقطاً)

۞ عمامہ شریف کے شملے سے منہ صاف نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ (مسلمانن جو تاج، ص ۱۰۵)

۞ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مشہور تالیف ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب'' صفحہ 207 پر نقل فرماتے ہیں: ''کسی سنّت کی تحقیر (یعنی توہین) کرے مَثَلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اِہانت (یعنی گستاخی) کفر ہے جب کہ سنّت کی توہین مقصود ہو۔''

(بہارِ شریعت، ۴۶۳/۲)

۞ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: کسی سے کہا کہ یہ کیا تُو نے عِمامہ وغیرہ پاگلوں والا لباس پہنا ہوا ہے! یہ کلِمہ کُفر ہے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۲۱)

۞ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اسی کتاب کے صفحہ 422 پر نقل فرماتے ہیں: ''عمامہ شریف کو زمین پر دے مارنا یا پھاڑ ڈالنا یا جلا دینا یہ تینوں باتیں اگر سُنَّت

کی توہین کی نیّت سے ہوں تو کُفر ہیں۔''

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۴۲۲)

خواب میں عمامہ دیکھے تو...

اِمَامُ الْمُعَبِّرِین حضرت سیّدنا امام محمد بن سیرین عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ المُبِین فرماتے ہیں (1) چونکہ عمامے عرب کے تاج ہیں اس لئے اسے خواب میں پہننا کسی علاقے کی ولایت (حکمرانی) ملنے کی دلیل ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ (2) حضرت سیّدنا اسحاق عَلٰی نَبِیّنَا وَ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے خواب میں دیکھا کہ ان کا عمامہ اتار لیا گیا ہے آپ بیدار ہوئے تو آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اپنی زوجہ کو اپنے سے دور کردیں پھر آپ نے دیکھا کہ آپ کا عمامہ آپ کو لوٹا دیا گیا ہے آپ نے اس سے زوجہ کا واپس آجانا مراد لیا۔ (3) اسی طرح آپ نے حضرت ابو مسلم خراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانی کا خواب بیان فرمایا کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے سر پر سرخ رنگ کا عمامہ باندھا جس کے بائیس پیچ تھے۔ آپ نے اپنا خواب مُعَبِّر (تعبیر بتانے والے) کو سنایا تو اس نے کہا: آپ کو بنی میں بائیس سال تک حکومت عطا کی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(تفسیر الاحلام، الباب التاسع والعشرون فی الکسوات الخ، ص ۱۲۶)

''عمامہ باندھو حلم بڑھے گا'' کے 20 حروف کی نسبت سے خواب میں عمامہ شریف دیکھنے کی بیس تعبیریں

حضرت سیّدنا امام عبدالغنی نابلسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:

(1) خواب میں عمامہ دیکھنا آدمی کا تاج ہے اور اس کے مرتبے، طاقت، ولایت (سرداری) اور اس کی بیوی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں:

(2) اگر کسی والی (حکمران) نے دیکھا کہ اس کا عمامہ بل کھاتے ہوئے اس کی گردن میں اٹک گیا یا اس سے چھین لیا گیا یا اُچک لیا گیا تو اس کی ولایت ختم ہو جائے گی۔

(3) اگر غیر والی نے عمامہ دیکھا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے گا۔ یا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مال و مرتبہ چلا جائے گا۔

(4) اسی طرح اگر کسی نے دیکھا کہ اس کا عمامہ سونے کا ہو گیا ہے تو یہ ولایت ختم ہونے، بیوی، مرتبہ اور مال چلے جانے کی دلیل ہے۔

(5) جس شخص نے دیکھا کہ کسی والی نے اسے عمامہ باندھا تو اسے ولایت حاصل ہوگی یا پرہیز گار عورت سے شادی کرے گا۔

(6) جس شخص نے دیکھا کہ کسی نبی عَلَیْہِ السَّلام نے اسے عمامہ باندھا یا موجودہ یا

مرحوم بادشاہ نے اسے دستار پہنائی تو ولایت حاصل ہوگی۔عمامہ نصرت و مدد پر دلالت کرتا ہے۔

(7)جس شخص نے یہ دیکھا کہ وہ اپنے سر پر عمامہ باندھ رہا ہے تو اس کے فن اور ریاست میں ترقی ہوگی۔

(8)اور اگر عمامہ خَزّ(اون اور ریشم سے بُنے ہوئے کپڑے) کا ہو تو مال میں زیادتی ہو گی اور اگر عمامہ اُونی یا سوتی ہو تو یہ ولایت ملنے اور دین میں دُرُستی کا سبب ہے۔

(9)اور اگر عمامہ ریشم کا ہو تو یہ فسادِ دین میں ولایت کی دلیل ہے اور اس کا مال حرام ہے۔

(10)جس نے خواب میں اپنے عمامے پر عمامہ باندھا تو اس کی وجاہت میں اضافہ ہوگا اور اس کی ولایت بھی مضبوط ہوگی۔

(11)جس شخص نے خواب میں اپنے سر پر عمامہ باندھا تو وہ اپنے عمامے کی لمبائی کی بقدر سفر کرے گا۔

(12)خواب میں زرد عمامہ دیکھنا دردِسر کی علامت ہے۔

(13)خواب میں کالا عمامہ دیکھنا سرداری کی دلیل ہے۔

(14)اور اگر بادشاہ نے دیکھا کہ اس کی دستار کمرہ نما ہے یا اس کی انگوٹھی پازیب کی طرح ہے تو وہ اپنی سلطنت سے مَعزُول ہوگا۔

(15) اور اگر خواب دیکھنے والا والی ہو تو اسے ولایت سے مَعزُول کر دیا جائے گا کیونکہ (عمامے کا خواب میں) حد سے تجاوز کر جانا اس کے باقی نہ رہنے کی دلیل ہے۔

(16) عمامے اہلِ عرب کے تاج ہیں اور بسا اوقات عمامے کا لفظ اندھے پن یا عام پریشانی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

(17) جس شخص نے خواب میں بغیر عمامہ کے نماز پڑھی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے وضو میں شک کرنے والا ہے یا رکوع و سجود کو ناقص ادا کرتا ہے۔

(18) جس شخص نے خواب میں کسی مشرک کے سر پر عمامہ دیکھا تو یہ اس مشرک کے اسلام لانے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ حدیثِ مبارک میں آیا ہے کہ ''ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ہے۔''

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ٤/٧٦، حدیث:٤٠٧٨)

(19) جو شخص بادشاہ سے ڈرتا ہو اگر وہ بادشاہ کو خواب میں اچھی دستار سجائے دیکھے تو بادشاہ نہ صرف اس پر مہربان ہو گا بلکہ یہ اس بادشاہ کے شر سے بھی محفوظ رہے گا۔

(20) ایسے ہی خواب میں اپنے سر پر اچھا عمامہ دیکھے تو یہ کسی پر مہربان ہونے اور اسے امن دینے کی دلیل ہے۔ (علامہ نابُلُسی رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں) ایک شخص نے میرے سامنے خواب بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے سر پر ایک

خوبصورت اور بڑا سا عمامہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ایک راہبہ عورت پر جامع مسجد میں لوگ نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں جبکہ کچھ مؤذنین اس جنازے کے آگے کلمۂ توحید پڑھ رہے ہیں۔ پھر انہوں نے اس جنازے کی چادر ہٹائی تو اس کا کفن سیاہ تھا۔ میں اس جنازے پر کہے جانے والے کلمۂ توحید کے بارے میں جھگڑ رہا تھا۔ (علامہ نابُلُسی رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں) میں نے تعبیر بتاتے ہوئے اس شخص سے کہا: تو ایسا شخص ہے کہ تیری زوجہ تجھ سے راضی ہے اور تجھ سے محبت کرتی ہے اور تیرا سسر تجھ پر ناراض ہے اور بعض لوگ تیرے اور تیری زوجہ کے درمیان جدائی کی بات کر رہے تھے تو تو ان سے جھگڑ رہا تھا۔ تو خواب دیکھنے والے نے کہا: ''معاملہ ایسا ہی ہے جیسے آپ نے فرمایا۔'' پھر خواب دیکھنے والے نے کہا: میں نے اپنی آنکھوں میں اس مردہ رَاہبہ کو شیشے کی مانند دیکھا۔ تو علامہ نابُلُسی رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: تیری زوجہ کا والد دنیا کے متعلق دھوکے میں مبتلا ہے۔ تو خواب دیکھنے والے نے کہا: جی ہاں معاملہ ایسا ہی ہے۔ اس واقعے کو ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ اس عورت کا باپ فوت ہوگیا۔

(تعطیرالانام، باب العین، ص۲۰۴)

عمامے کے متفرق مسائل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذیل میں بَحرُ العُلُوم حضرت علامہ مفتی

عبد المنان اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے عمامہ شریف کے متعلق پوچھے گئے سوالات مع جوابات ذکر کیے گئے ہیں

(سوال) عمامہ باندھ کر سفر کرنا، دوکان پر بیٹھنا، خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟

(جواب) عمامہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمومی سنّت ہے۔تو سفر حضر اور کاروبار کی حالت میں ہر وقت باندھنا سنّت ہے، البتہ حالتِ نماز میں اس کی خصوصیت زیادہ ہے کہ اس حالت میں ثواب بہت زیادہ ہے۔

(سوال) صرف ٹوپی پہننا سنّت ہے یا نہیں؟

(جواب) بزازیہ میں ہے ''لَا بَأسَ بِلُبْسِ الْقَلَانِیسِ وَ قَد صَحَّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَلبَسُھَا'' ٹوپی پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اور حدیثِ صحیح سے ثابت ہے کہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹوپی پہنتے تھے۔

(فتاویٰ بحر العلوم، ۵/۴۱۲)

عورتوں کا عمامہ باندھنا کیسا؟

عورتوں کا عمامہ باندھنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ مردوں کے ساتھ خاص ہے اس میں مردوں سے مشابہت پائی جاتی ہے چنانچہ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ روایت فرماتے ہیں: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے عورتوں جیسا لباس پہننے والے مرد اور مردوں جیسا لباس پہننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: زَنانِ عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں حفاظت کے لئے سر پر پیچ دے لیتیں اس پر ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ ہوں کہ عمامہ سے مشابہت نہ ہو۔ عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تَشَبُّہ حرام ہے۔ امام احمد و ابوداؤد و حاکم نے بَسَندِ حسن اُمُّ المومنین اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھَا سے روایت کی: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْھَا وَھِیَ تَخْتَمِرُ فَقَالَ لَیَّۃً لَا لَیَّتَیْنِ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَسَلَّم سیّدہ اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنھا کے ہاں تشریف لے گئے تو (کیا دیکھا) کہ وہ اوڑھنی اوڑھ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا: سر پر صرف ایک پیچ دو، دو (۲) پیچ نہ ہوں۔ (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی الاختمار، ٤/٨٨، حدیث:٤١١٥) تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے: حَذراً مِنَ التَّشَبُّہِ بِالْمُتَعَمِّمِیْنَ اس خطرہ سے کہ کہیں پگڑی باندھنے والے مردوں سے مشابہت نہ ہو جائے۔ (التیسیر شرح جامع الصغیر، حرف اللام، ٢/٣٣٥) دیکھو تمام زنانہ لباس دفعِ تَشَبُّہ (مشابہت دور کرنے) کے لئے کافی نہ ہوا صرف دوپٹہ کے سر پر دو پیچ مُورِثِ تَشَبُّہ (مشابہت پیدا کرنے والے) ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ،۲۴/۵۳۶)

میت کو عمامہ باندھنا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میت کو عمامہ پہنانے کے متعلق حکمِ شرعی جاننے کے لئے دعوتِ اسلامی کے قائم کردہ ''دارالافتاء اہلسنّت'' کا فتویٰ ملاحظہ فرمایئے: چنانچہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ میت کو عمامہ شریف پہنا کر دفن کرنے کا کیا حکم ہے؟ سائل: محمد ساجد عطاری

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرد کے کفنِ سنّت میں تین کپڑے ہیں، لفافہ، ازار اور قمیص، عمامہ کفن سنّت میں شامل نہیں، تاہم متاخرین علماء کرام نے علماء ومشائخ کو عمامہ کے ساتھ دفن کرنے کو جائز و مُسْتَحْسَن فرمایا ہے، لیکن عام لوگوں کو عمامہ شریف پہنا کر دفنانا مکروہ تنزیہی ہی ہے۔

سنن بیہقی میں ہے: ''عَنْ نَافِعٍ قَالَ: اِنَّ اِبْنًا لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ مَات فَکَفَّنَہُ اِبْنُ عُمَرَ فِی خَمْسَۃِ اَثْوَابٍ عِمَامَۃٍ وَقَمِیصٍ وَثَلَاثِ لَفَائِفَ'' سیدنا نافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عبداللّٰہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپ نے اسے پانچ کپڑوں میں کفن

دیا، عمامہ، قمیص، تین چادریں۔(السنن الکبریٰ للبیھقی ، کتاب الجنائز، باب جواز التکفین فی القمیص الخ، ۳/ ۵۶۵، حدیث:۶۶۸۹)

حضرت علامہ احمد بن محمد الطحطاوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ حاشیہ طحطاوی میں فرماتے ہیں: ''تُکْرَہُ العِمَامَۃُ لِاَنَّھَا لَمْ تَکُنْ فِیْ کَفَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَعَلَّلَھَا فِی البَدَائِعِ لِاَنَّھَا لَوْ فُعِلَتْ لَصَارَ الکَفَنُ شَفْعًا وَالسَّنَۃُ اَنْ یَّکُوْنَ وِتْرًا وَاسْتَحْسَنَھَا بَعْضُھُمْ وَھُمْ مُتَاَخِّرُوْنَ وَخَصَّہٗ فِی الظَّھِیْرِیَۃِ بِالْعُلَمَاءِ وَالْاَشْرَافِ دُوْنَ الْاَوْسَاطِ یعنی (کفن میں) عمامہ ہونا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کفن مبارک میں نہ تھا اور بَدَائِعُ الصَّنَائِع میں اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ اگر کفن میں عمامہ ہو تو وہ جُفت ہو جائے گا اور سنّت طاق ہونا ہے۔ اور بعض متاخرین ائمہ کرام نے اسے مُسْتَحْسَن قرار دیا ہے ظَھِیرِیہ میں ہے کہ یہ مُسْتَحْسَن ہونا علماء و اشراف کیلئے ہے نہ کہ عوام کیلئے۔'' (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ ،باب احکام الجنائز، ص ۵۷۷)

طَحطَاوِی عَلَی الدُّرِّالمُختار میں ہے: ''فَالسُّنَۃُ ھِیَ الثَّلَاثُ وَمُخَالَفَتُھَا تُکْرَہُ تَنْزِیْھًا'' یعنی مرد کے لئے کفن میں سنّت تین کپڑے ہیں اس کی مخالفت مکروہِ تنزیہی ہے۔(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار،کتاب الصلٰوۃ،باب صلاۃ الجنازۃ، ۱/ ۳۶۹)

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ فتاوی امجدیہ میں فرماتے ہیں: ''کفن میں عمامہ ہونا علماء ومشائخ کیلئے جائز، عوام کیلئے مکروہ ہے۔'' (فتاوی امجدیہ، ۱/۳۶۷)

واللّٰہ اعلم ورسولہ عزوجل و صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

میت کے عمامہ کا شملہ کہاں رکھا جائے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جن حضرات کے لئے کفن میں عمامے کی شرعاً اجازت ذکر کی گئی ہے انہیں عمامہ یوں باندھنا چاہئے کہ عمامے کا شملہ چہرے پر رکھا جائے جیسا کہ حضرت سیّدنا نافع رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں: کَانَ ابْنُ عُمَرَ یُسْدِلُ طَرَفَ الْعِمَامَۃِ عَلَی وَجْہِ الْمَیِّت یعنی حضرت سیّدنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُما عمامے کا شملہ میت کے چہرے پر رکھتے تھے اور پھر اسے میّت کی ٹھوڑی کے نیچے سے گھماتے ہوئے اس کے سر پر اچھی طرح لپیٹ دیتے، پھر اس کے دوسرے کنارے کو بھی میت کے چہرے پر ڈال دیتے۔ راوی فرماتے ہیں ہم نے امام عبدالرزاق عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھّاب سے پوچھا، یہ کیسے؟ توانہوں نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت سیّدنا مَعْمَر رَحمۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے کہ وہ عمامے کا ایک کنارہ میّت کے چہرے پر رکھتے اور پھر اسے حلق کی

جانب سے گھماتے ہوئے میّت کے سر پر عمامہ شریف باندھ دیتے اور آخر میں سر کی طرف سے لاتے ہوئے اس کا دوسرا کنارہ میّت کی پیشانی پر لاتے اور جو کچھ بچ جاتا اُسے اس کے چہرے پر ڈال دیتے۔

(مصنف عبدالرزاق، باب الكفن، ٢٦٦/٣، حديث:٦٢٠٩)

فتاوٰی ہندیہ میں ہے: وَيُجْعَلُ ذَنَبُهَا عَلٰى وَجْهِهِ بِخِلَافِ حَالِ الْحَيَاةِ كَذَا فِى الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ یعنی عمامہ شریف کے شملے کو بخلاف حالتِ زندگی کے میت کے چہرے پر رکھا جائے گا، ایسے ہی جوہرہ نیّرہ میں لکھا ہے۔ (فتاوٰی هندیه، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون، الفصل الثالث فی التكفين ١٦٠/١)

ہر قدم کے بارے میں سوال ہوگا

حضرت سیّدُنا عبدﷲ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”انسان جو بھی قدم اُٹھاتا ہے اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس کام کے ارادے سے اُٹھایا۔

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب المیم، الحدیث: ٦٤٥٥، ج ٢، ص ٣١٦)

مزارات پر عمامے رکھنا

عَارِف بِاللّٰہ، نَاصِحُ الْاُمَّہ حضرت علامہ مولانا امام عَبْدُالْغَنِی بِن اِسمَاعِیل نَابُلُسِی حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''اگر چادریں چڑھانے اور عمامے و کپڑے وغیرہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی نظر میں ان (مزارات والے اولیائے کرام) کی عزّت وعظمت پیدا ہو، لوگ انہیں عام آدمی نہ جانیں، یہاں خشوع و خضوع حاصل ہو اور غافل زائرین کے دِلوں میں ان کا اَدب واِحترام پیدا ہو، کیونکہ ان کے دل مزارات میں موجود اَولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام (کا مقام نہ جاننے کے سبب ان) کی بارگاہ میں حاضری دینے اور ان کا اَدب واِحترام کرنے سے خالی ہوتے ہیں، اَولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام کی مقدس اَرواح ان کے مزارات کے پاس جلوہ اَفروز ہوتی ہیں۔ لہٰذا چادریں چڑھانا اور عمامے وغیرہ رکھنا بالکل جائز ہے، اور اس سے منع نہیں کرنا چاہیے[1]،

---

1 ......سیدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: ''اور جب چادر موجود ہو اور وہ ہُنُوز (ابھی) پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے۔ بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللّٰہ کی روح مبارک کو اِیصالِ ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔ ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زائد ہو، خدام، مساکین حاجت مند لے لیتے ہیں اور اس نیت سے ڈالے تو مضایقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہو گیا۔'' (احکامِ شریعت، حصہ اول، ص ۸۹)

کیونکہ اَعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کے لئے اسی کا بدلہ ہے جو اس نے نیت کی، اگرچہ یہ ایسی بدعت ہے جس پر ہمارے اَسلاف کا عمل نہ تھا۔'' لیکن یہ بات ویسے ہی جائز ہے جیسے فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام ''**کتاب الحج**'' میں فرماتے ہیں: ''حج کرنے والا طوافِ وَدَاع کے بعد اُلٹے پاؤں چلتا ہوا مسجد حرام سے نکلے کیونکہ یہ بیت اللہ شریف زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا کی تعظیم وتکریم ہے۔'' اور ''**منہج السالک**'' میں ہے: ''طوافِ وَدَاع کے بعد لوگوں کا اُلٹے پاؤں واپس لوٹنا نہ تو سنّت ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی واضح حدیث ہے۔ اس کے باوجود بزرگانِ دین ایسا کیا کرتے تھے۔'' (کشف النور عن اصحاب القبور، ص١٤، الفتاوٰی تنقیح الحامدیة، وضع الستور......الخ، ٣٥٧/٢)

عمامے کا کفن! مگر کس کا.....؟

حضرت سیّدنا معاذ بن عبد اللہ بن معمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے یہ واقعہ سنایا۔ اے امیر المؤمنین! میں ایک صحرا میں جا رہا تھا کہ دَرایں اَثنا گرد وغبار کے دو بگولے مختلف سمتوں سے آتے دکھائی دیئے۔ یہ اچانک ایک دوسرے کے آمنے سامنے آگئے اور باہم ایسے ٹکرائے جیسے لڑ رہے ہوں۔ تھوڑی دیر بعد وہ جدا ہوئے (اور اپنی اپنی راہ کو چل

دیئے) ان میں سے ایک بگولہ پہلے سے چھوٹا ہو چکا تھا، چنانچہ میں آگے بڑھا اور ان کی لڑائی والی جگہ پر پہنچا۔ وہاں کچھ ایسے مردہ سانپ پڑے تھے جنہیں میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ان میں سے کسی سے مشک کی خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ میں نے انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا کہ ان میں کس سے خوشبو پھوٹ رہی ہے، تو میں نے دیکھا وہ خوشبو ایک زرد رنگ والے باریک سانپ سے آرہی تھی۔ مجھے یقین ہو گیا ہو نہ ہو اس میں ضرور کوئی بھلائی ہے کہ اس سے ہی خوشبو آرہی ہے۔ چنانچہ **میں نے اسے اپنے عمامے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔** پھر میں روانہ ہو گیا تو اچانک کسی نے مجھے آواز دی ''اے بندۂ خدا! تو نے کیا کیا ہے؟'' حالانکہ وہاں مجھے کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے (اس نظر نہ آنے والے منادی کو) سارا ماجرا سنا دیا۔ اس نے کہا: تم نے بہت اچھا کیا۔ یہ بگولے جنوں کے دو قبیلے بنی شعیبان اور بنی اقیس تھے جنکی باہم لڑائی ہوئی جسے تم نے دیکھا۔ جس سانپ کو تم نے دفن کیا ہے یہ شہید ہے کیونکہ یہ ان جنوں میں سے تھا جنہوں نے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے وحی سننے کا شرف حاصل کیا تھا۔ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو تم نے بڑا عجیب منظر دیکھا ہے اور اگر تم جھوٹے ہو تو کذب بیانی کا گناہ تم پر ہے۔ (دلائل النبوۃ، الجز الثانی، الفصل السابع عشر، باب ما روی فی جمعھم الصدقات الخ، ۲۱٤/۱، حدیث:۲٥٦)

چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا چاہیں تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا چاہیں تو چادر عمامے یا ٹوپی کے اوپر سے اوڑھیے۔ سیّدنا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت شاہ احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے روایت ہے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''لَایَنظُرُ اللّٰہُ اِلٰی قَومٍ لَایَجعَلُونَ عَمَائِمَھُم تَحتَ رِدَائِھِم یَعنِی فِی الصَّلٰوۃِ'' یعنی اللّٰہ تعالٰی اُس قوم کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم

(فردوس الاخبار، ۵/۱۴۶، حدیث:۷۷۷۳، فتاوی رضویہ، ۷/۲۹۹)

نماز میں عمامہ شریف پر چادر اوڑھ لینا یقیناً سعادت مندی ہے، البتہ جو چادر کے بِغیر نماز ادا کرتا ہے اُس پر بھی کوئی الزام نہیں۔ البتہ نماز میں سر سے نیچے چادر اوڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(۱) نماز میں سمٹی ہوئی چادر کو مفلر کی طرح سر اور کانوں پر لپیٹ لینے کے بجائے پھیلا کر سر پر اوڑھیے نیز اس کا ایک سِرا مَثَلاً دائیں کندھے کی طرف والا بائیں کندھے پر ڈال لیجئے، بلکہ چاہیں تو اس سرے کو پیچھے سے لا کر واپس دائیں کندھے پر لے لیجئے۔

(۲) اہلِ کتاب دورانِ عبادت ''سَدَل'' کرتے ہیں۔ سَدَل یعنی سر یا کندھوں پر اس طرح چادر ڈالنا کہ اس کے دونوں سرے لٹکتے ہوں، یہ علاوہ نماز کے مکروہ تنزیہی اور نماز میں مکروہ تحریمی ہے۔

چادر میں دونوں ہاتھ چھپ جانا کیسا؟

(۱) عمامہ شریف پر سر سے چادر اوڑھے نماز پڑھنے میں دونوں ہاتھ چادر میں چھپ جائیں تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت سیّدنا وائل بن حُجر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز کا آغاز فرمایا تو تکبیر کہی، ہاتھوں کو کانوں کے بالمقابل اٹھایا پھر ہاتھ کپڑے میں لپیٹ لیے پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ (مسلم، کتاب الصلوۃ، باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری الخ، ص ۲۱۲، حدیث: ۴۰۱)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''چونکہ سردی زیادہ تھی اِس لیے ہاتھ (کپڑے میں) لپیٹ لیے معلوم ہوا نماز میں ہاتھ کھولنا ضروری نہیں، چادر وغیرہ میں ہاتھ لپیٹ کر یا ڈھک کر بھی (نماز) جائز ہے۔'' (مراۃ المناجیح، ۲/۱۸)

(۲) کپڑے میں اس طرح لپٹ کر نماز پڑھنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار و ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ و ما یکرہ فیھا،

مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ۵۱۱/۲) اس سے اس طرح لپٹ جانا مراد ہے کہ ہاتھ نکالے نہ جاسکیں، بہارِ شریعت میں لکھا ہے: ''علاوہ نماز کے بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔''

(بہارِ شریعت،۶۲۶/۱)

نماز میں منہ اور ناک چھپانا

(۱) نماز میں عمامہ شریف پر چادر اِس طرح اوڑھنا کہ منہ اور ناک چھپ جائے مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ حضرت علامہ شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''نماز میں ناک اور منہ کو ڈھانپنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ مجوسیوں (یعنی آتش پرستوں) کا طریقہ ہے کہ وہ آگ کی پوجا کرتے وقت اس طرح کرتے ہیں۔''

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ و ما یکرہ فیھا، مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ۵۱۱/۲)

نماز میں عمامے کو گرد سے بچانے کو؟

خَاتَمُ الْمُحَقِّقِین حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں: اگر چہرے کو مٹی سے بچانے کے لیے کپڑے پر سجدہ کیا تو مکروہ ہے اور اگر عمامہ شریف کو بچانے کے لیے کیا تو مکروہ نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی بیان تالیف الصلاۃ الی

انتھائها، ۲/۲۵۵)

صَدرُ الشَّریعہ، بدرالطریقہ مفتی **امجد علی اعظمی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا، تو مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت، ۱/۵۲۹)

نماز میں عمامہ گر جائے تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دورانِ نماز اگر عمامہ شریف گر جائے یا اس کا کچھ حصہ کُھل جائے تو نمازی کو چاہئے کہ اسے **عملِ قلیل** کے ذریعے اٹھالے اور کچھ حصہ کھل جانے کی صورت میں **عملِ قلیل** سے ہی درست بھی کرلے۔ ہاں اگر بار بار کُھل جاتا ہو یا گر جاتا ہو تو نہ اُٹھائے چنانچہ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی دَامَت بَرَکَاتُهُمُ العَالِیَه اپنی مایہ ناز کتاب **''نماز کے احکام''** صفحہ 259 پر نقل فرماتے ہیں: نماز میں ٹوپی یا عمامہ شریف گر پڑا تو اُٹھا لینا افضل ہے جبکہ **عملِ کثیر** کی حاجت نہ پڑے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اُٹھانا پڑے تو چھوڑ دیں اور نہ اُٹھانے سے خشوع وخضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے۔ (در مختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ۲/۴۹۱)

مزید فرماتے ہیں: اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھ رہا ہو یا اُس کی ٹوپی گر پڑی ہو تو اُس کو

دوسرا شخص ٹوپی نہ پہنائے۔(نماز کے احکام،ص۲۶۰)

مُحرِم نے عمامہ پہن لیا تو؟

حضرت سیّدنا یَعلٰی بن اُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک اَعرابی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے (عمرے کا) تَلْبِیَہ کہہ لیا ہے حالانکہ اس نے اُونی جبہ پہن کر سر پر عمامہ شریف سجا رکھا تھا اور زعفرانی خوشبو بھی لگا رکھی تھی۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے فرمایا: عمامہ اور اپنی قمیص اتار دو، اس (خوشبو) کی زردی کو دھولو اور جن (پابندیوں) کا تم حج میں خیال کرتے ہو انہی کا عمرے میں بھی خیال کرو۔(معجم کبیر، باب الیاء، من اسمہ یعلی، ۲۵۲/۲۲، حدیث:۶۵۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُحرِم کے لیے حالتِ احرام میں خوشبو لگانا، سلا ہوا لباس پہننا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا ناجائز و گناہ اور جرمانے کا سبب ہے۔ جیسا کہ **اعلیٰ حضرت**، امامِ اہلسنّت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”جو مرد اپنا سارا یا چوتھائی سر بحالتِ احرام چھپائے جیسے عادۃً سر چھپانا کہیں جیسے ٹوپی پہننا، عمامہ باندھنا، سر سے چادر اوڑھنا، دھوپ کے باعث سر پر کپڑا ڈالنا، درد کے سبب سر کسنا، زخم کی وجہ سے پٹی باندھنا اس پر مطلقاً جرمانہ واجب

ہے، اگرچہ بھولے سے، اگرچہ سوتے میں، اگرچہ بیہوشی میں، اگرچہ عذر سے۔"
(فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۱۳،۷) اس لیے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں ان چیزوں کے اتار دینے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔

تلاوت قرآن کے وقت عمامہ شریف سجائیے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح نماز کے لئے زینت اختیار کرنا محمود و مستحسن ہے اسی طرح تلاوتِ قرآن کے وقت اچھا لباس پہننا اور عمامہ شریف باندھنا بھی مستحب ہے چنانچہ

فَقِیہُ النَّفْس حضرت علّامہ قاضی حسن بن منصور اَوزْجَندِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی ''فتاویٰ قاضی خان'' میں فرماتے ہیں: جو شخص تلاوتِ قرآن کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ اچھی ہیئت اختیار کرے یعنی اچھے کپڑے پہنے، عمامہ شریف باندھے اور قبلہ رو بیٹھے کیونکہ قرآنِ پاک اور فقہ کی تعظیم کرنا لازم و ضروری ہے۔

(فتاوی قاضی خان، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی التسبیح و التسلیم الخ، ۳۷۹/۴)

عمامے شریف کے مسائل

مسئلہ: عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا، یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا مُفسِدِ نماز نہیں، البتہ مکروہ ہے۔ (فتاوی ھندیة، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة، الفصل الثانی، ۱۰۸/۱، بہارِ شریعت، ۱/ ۶۳۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے یہ اس وقت ہے جبکہ عملِ کثیر سے نہ ہو۔

مسئلہ: ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا، اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۳/۴۱۲)

مسئلہ: ریشم کی ٹوپی اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو، یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے، اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ۹/ ۵۸٤) زَرِیں کُلاہ جو افغانی اور سرحدی اور پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مُغَرَّق (یعنی سونے چاندی سے لپی ہوئی) ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے، ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے۔ (بہارِ شریعت، ۳/ ۴۱۳)

مسئلہ: کُسُم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں، ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس، ۹/ ۵۹۰) اور یہ

مُمانَعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تَشَبُّہ ہوتا ہے اس وجہ سے مُمانَعت ہے، لہٰذا اگر یہ عِلّت نہ ہو تو مُمانَعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور کرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پَن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔ (بہارِ شریعت،۳/۴۱۵)

عمامے میں پھول لگانا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامے میں پھول لگانا ایک ایسا کام ہے جس کی مُمانَعت کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے نیز اس سے اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منع بھی نہیں فرمایا ہے اس لئے عمامے میں پھول لگانا بالکل جائز ہے۔

عمامے پر کشیدہ کاری کروانا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عمامے میں ریشم سے نقش ونگار بنوانے میں کچھ تفصیل ہے چنانچہ اگر کشیدہ کاری چار انگل سے زیادہ کروائی گئی تو اب اس کا پہننا جائز نہیں بلکہ اسے کٹوا کر استعمال کریں جیسا کہ

حضرت سیِّدنا عُروہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک نقش ونگار والا عمامہ تحفۃً دیا گیا آپ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے نقش ونگار کاٹ ڈالے پھر پہنا۔(طبقات ابن سعد،ذکر لباس رسول اللّٰہ، ۳۵۳/۱) نیز

حضرت سیّدنا مجاہد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عبد اللّٰہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے ایک عمامہ خریدا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیکھا کہ اس میں نقش ونگار بنے ہوئے ہیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان نقش و نگار کو کاٹ دیا۔(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس، باب من کرہ العلم ولم یرخص فیہ، ٤٦٣/١٢، حدیث:٢٥١٩٠)

حضرت سیّدنا ابو عمر مولیٰ اسماء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا عبد اللّٰہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کو ایک عمامہ خریدتے دیکھا جس پر نقش ونگار بنے ہوئے تھے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قینچی منگوائی اور انہیں کاٹ دیا، حضرت سیّدنا ابو عمر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: پھر میں حضرت سیّدتنا اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا کے پاس حاضر ہوا اور انہیں تمام واقعہ سنایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا نے کہا: افسوس عبد اللّٰہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے یہ کیا کیا، پھر اپنی خادمہ سے فرمایا: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جُبَّہ لے آؤ تو وہ ایک جُبَّہ لے آئی جس کی دونوں آستینوں، گریبان اور سامنے کے دونوں کناروں پر ریشم سے کشیدہ کاری کی گئی تھی۔(ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب الرخصۃ فی العلم فی

الثوب، ١٥٧/٤، حديث:٣٥٩٤)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کشیدہ کاری چار انگل سے کم ہے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ

حضرت سیّدنا ابوعثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چار انگل تک حریر وریشم کی اجازت دیا کرتے تھے۔

(ابن ماجه، كتاب اللباس، باب الرخصة فی العلم فی الثوب، ١٥٦/٤، حديث:٣٥٩٣)

"بہارِ شریعت" میں ہے: مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار اُنگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار اُنگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار اُنگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس، ٥٨٠/٩) یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔ عمامہ یا چادر کے پلّو ریشم سے بُنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے، لہٰذا یہ پلّو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو۔ (بہارِ شریعت، ٤١١/٣)

عمامے پر زری کا کام کروانا کیسا؟

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے

ملفوظات میں ہے:

عرض: عمامہ کے دونوں سرے کامُدَار(یعنی سونے یا چاندی کے کام والے) ہوں تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: اس میں راجح یہ ہے کہ اگر چار انگل سے زائد ہے تو ممنوع ہے۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ۹/ ۵۸۱، ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۳۲۵)

عرض: ٹوپی یا کپڑے وغیرہ میں سَچّا(یعنی خالص سونے یا چاندی کا) کام ہو تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: اگر چار اُنگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں (یعنی پھول، پتی وغیرہ) اور ہر ایک چار انگل سے زیادہ نہیں اور دُور سے دیکھنے میں فَصل (یعنی الگ الگ) معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے یا مُغَرَّق (یعنی سونے چاندی سے لپا ہوا) ہے کہ دور سے فَصل (یعنی الگ الگ) نہ معلوم ہوتا ہو تو ناجائز۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ۹/۵۸۲ ملخصاً، ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۳۲۶)

باعمامہ مقتدی اور بے عمامہ امام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر مقتدی نے عمامہ باندھ رکھا ہو اور امام

صاحب صرف ٹوپی پہنے ہوئے ہوں تو مقتدی کی نماز میں کوئی کراہت نہیں چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے اسی سوال (کہ اگر مقتدی عمامہ باندھے ہوں اور امام فقط ٹوپی پہنے تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟) کے جواب میں ارشاد فرمایا: اس میں شک نہیں کہ نماز عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ سے افضل، کہ وہ (عمامہ) اَسبابِ تجمُّل (یعنی خوبصورتی کا سبب) ہے ہی اور یہاں (نماز میں) تجمُّل محبوب اور مقامِ ادب کے مناسب، اس لئے تلاوتِ قرآن کے وقت تَعَمُّم (یعنی عمامہ باندھنا) مَندُوب ہوا (جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے) اور نماز میں کہ گویا دربارِ عظیمُ الشان حضرت مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرض جَلَّ جَلَالُہٗ کی حاضری ہے، رِعایتِ آداب بہ نسبت تلاوت کے اہم، اور امام کہ سردار و مُطاعِ قوم ہے اُس کے ساتھ اَحَق و اَلیَق (زیادہ لائق ہے)، لہٰذا نظافتِ ثوب (کپڑوں کا صاف ستھرا ہونا) و پاکیزگیٔ لباس وجوہ تقدیمِ اِستحقاقِ امامت سے قرار پائی (جیسا کہ دُرمختار میں ہے) مگر بایں ہمہ صورتِ مُستفسَرہ میں صرف ترکِ اولیٰ ہوا تو اُس سے کراہت لازم نہیں آتی تاوقتیکہ اس کا ثبوت کسی خاص دلیلِ شرعی سے نہ ہو ورنہ نمازِ چاشت و اِشراق وغیرہما ہر مستحب کا ترک مکروہ ٹھہرے اور یہ صحیح نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ،٦/٦٣١)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے

ایسے ہی ایک اور سوال (کہ امام کے سر پر دستار نہ ہو اور مقتدی کے سر پر دستار ہو تو کسی کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کچھ خلل آتا ہے تو امام کے یا مقتدی کے؟ اور اگر خلل ہے تو کس قسم کا خلل ہے؟) کے جواب میں جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یوں ہے کہ: کسی کی نماز میں کچھ خَلَل نہیں، عمامہ مستحباتِ نماز سے ہے اور ترکِ مستحب سے خَلَل در کنار کراہت بھی نہیں آتی اس لئے کہ عمامہ باندھنا سُنَنِ زَوائِد (سنّت غیرِ مؤکدہ) میں سے ہے اور سُنَنِ زَوائِد کا حکم مستحب والا ہوتا ہے۔ دُرِّمُختار میں ہے: نماز کے آداب ہیں جن کا ترک اِساءَت وعِتاب لازم نہیں کرتا مثلاً سُنَنِ زوائد کا ترک، لیکن ان کا بجالانا افضل ہے۔

(درمختار، آخر باب صفة الصلوٰة، ۱/۷۳، فتاویٰ رضویہ، ۷/۳۹۴)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی محمد عمر الدین قادری ہزاروی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کا خاص اسی مسئلے پر نہایت مُدَلَّل فتویٰ بنام ''اِزَالَۃُ المَلَامَۃِ عَنِ الاِمَامَۃِ بِغَیرِ العِمَامَۃ'' بھی ہے جس پر دیگر علماء ومَشاہیر کی تَصدِیقات کے ساتھ ساتھ سیِّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہ رَحمَۃُ الرَّحمٰن کی تصدیق بھی موجود ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت عَلَیہِ رَحمَۃُ رَبِّ العِزَّت فرماتے ہیں: ''فِی الواقع بے عمامہ کے صرف ٹوپی سے امامت مُوجِبِ کراہت نہیں اگرچہ عمامہ اَحسن و افضل ہے، ہاں بالکل بَرہَنہ سر نماز مکروہ ہے وہ بھی جبکہ براہِ کَسل (سستی) ہو اور اگر بہ نیتِ تَذَلُّل (عاجزی)

ہے تو وہی افضل ہے۔(ازالة الملامة عن الامامة بغير العمامة ، ص ١٠)

عمامے کے متعلق علمائے اہلسنت کے فتاوی

مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے **عمامہ شریف** کے **متعلق** پوچھے گئے دو سوالات بمع جوابات ملاحظہ فرمائیے چنانچہ

﴿1﴾ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام صاحب نماز کے وقت عمامہ نہیں باندھتے عذر فرماتے ہیں کہ میرا سر گھومتا ہے اور مقتدیوں میں ایک صاحب (عمامہ) باندھتے ہیں۔ ایسی حالت میں نماز صحیح ہے یا مکروہ۔

الجواب: اگر مقتدی کے سر پر عمامہ ہے امام کے (سر پر) نہیں تو اسکی وجہ سے نماز میں کوئی کراہت نہیں اور مقتدی کو نماز با عمامہ کا ثواب ملے گا۔ (فتاوی امجدیہ، ۱/۱۹۴)

﴿2﴾ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیش امام کو ٹوپی پہن کر امامت کرنا حرام ہے یا مکروہِ تحریمی یا مکروہِ تنزیہی اور امام کے لئے کسی مخصوص ٹوپی کی ضرورت ہے یا ہر ٹوپی کا ایک حکم ہے؟۔

الجواب: صرف ٹوپی پہن کر امامت کرنا نہ حرام ہے نہ مکروہِ تحریمی نہ مکروہِ تنزیہی البتہ ٹوپی پر عمامہ باندھنا زیادہ ثواب ہے اور جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جائے وہ اس نماز سے افضل ہے جو بغیر عمامہ پڑھی گئی اور اس حکم میں امام ومقتدی دونوں کا ایک حکم ہے، امام کے لئے عمامہ کی خصوصیت نہیں، نہ یہ کہ امام کے لئے زیادہ

تاکید ہو مقتدیوں کے لئے کم ۔ ہر قسم کی ٹوپی جائز ہے مگر جو ٹوپی کفار و فساق کی علامت ہو اس کو نہ پہننا چاہیے ۔ (فتاویٰ امجدیہ، ١٩٨/١)

عمامہ پر گوٹا لگوانے کا حکم

مفتیٔ اعظم ہند علامہ ابوالبرکات **مصطفٰے** رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سوال ''جس پگڑی میں گوٹا[1] لگا ہو اس کو باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے؟ کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرتے ہیں۔

الجواب: جائز ہے جب کہ گوٹا چار انگل سے کم ہو اور سچا ہو جھوٹے سے نماز مکروہ ہوگی۔

ایک اور سوال ''مرد رنگین پگڑی باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یا کُرتا پہنتے ہیں ان کو لازم ہے کہ پاک کر کے نماز پڑھیں؟

الجواب: نہیں مگر جب کہ ناپاک رنگ میں رنگے ہوں۔ وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَم (فتاویٰ مصطفویہ، ص ١٧١)

ٹوپی کی شرعی حیثیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

[1] ......سونے چاندی اور ریشم کے تاروں سے بنا ہوا فیتا یا زری کی تیار کی ہوئی گوٹ یا کناری جو عموماً عورتوں کے لباس پر زینت اور خوش نمائی کے لیے ٹانکی جاتی ہے اس کا عرض آدھ انچ سے لے کر بالشت بھر بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ہے۔

اور صحابہ کرام وتابعینِ عظام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیھِم اَجمَعِین کا عمامہ باندھنے کا معمول تھا اور ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ٹوپیوں پر ہی عمامے باندھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا رُکانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''میری اُمت ہمیشہ فطرت پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھے گی۔'' (کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، الجز: ۱۵، ۸/۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۴۰) اس لئے مناسب ہے کہ ان حضراتِ قُدسیہ کی مبارک ٹوپیوں کا ذکرِ خیر بھی کیا جائے تاکہ ہم اس معاملے میں بھی ان کی اِتّباع کر کے ثوابِ آخرت کے حقدار بن سکیں۔

نبی کریم کی مبارک ٹوپیاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ٹوپی مبارک پہننا ثابت ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وَلَا بَأْسَ بِلُبْسِ الْقَلَانِسِ وَقَدْ صَحَّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کَانَ یَلْبَسُھَا یعنی ٹوپیاں پہننے میں کوئی حرج نہیں اور بے شک صحیح (روایت) ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ٹوپی مبارک پہنی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ من ذلک الخ، ۵/۳۳۰) بلکہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیہ واٰلِہٖ وَسَلَّم کئی طرح کی ٹوپیاں زیبِ سر فرمایا کرتے تھے چنانچہ

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ بیان فرماتے ہیں: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وَعَلَیْہِ قَلَنسُوَۃٌ بَیضَاءُ شَامِیَۃ یعنی میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفید شامی ٹوپی زیبِ سر فرمائے ہوئے تھے۔

(اخلاق النبی و آدابہ، ذکر قلنسوتہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم، ص ٦٩، حدیث:٣٠٣)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھَا بیان فرماتی ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کَانَ یَلبَسُ مِنَ الْقَلَانِسِ فِی السَّفَرِ ذَوَاتَ الْاٰذَانِ، وَفِی الحَضَرِ الْمُشَمَّرَۃُ، یعنی اَلشَّامِیَۃ یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حَضَر یعنی حالتِ اقامت میں شامی ٹوپی زیبِ سر فرماتے تھے۔

(اخلاق النبی و آدابہ، ذکر قلنسوتہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم، ص ٧٠، حدیث:٣٠٤)

حضرت علّامہ عبد الرءوف مناوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیث کے متعلق حافظ عراقی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ٹوپیوں سے متعلق منقول روایات میں سب سے عمدہ سند والی روایت وہ (مذکورہ روایت) ہے جسے ابوالشیخ (حافظ عبد اللّٰہ بن محمد اَصبَہانی) نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھَا سے روایت کیا ہے۔

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر، ٣١٤/٥، تحت الحدیث:٧١٦٧)

حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما بیان فرماتے ہیں: کَانَ لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ثَلَاثُ قَلَانِسَ: قَلَنْسُوَۃٌ بَیْضَاءُ مُضَرَّبَۃٌ وَقَلَنْسُوَۃٌ بُرْدُحَبِرَۃ وَقَلَنْسُوَۃٌ ذَاتَ آذَانٍ یَلْبَسُھَا فِی السَّفَرِ وَرُبَّمَا وَضَعَھَا بَیْنَ یَدَیْہِ اِذَا صَلّٰی یعنی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں تھیں۔ سفید کڑھائی والی ٹوپی، سبز دھاری دار ٹوپی اور کانوں والی ٹوپی جسے سفر میں زیبِ سر فرماتے، بسا اوقات آپ اس ٹوپی کو اپنے سامنے رکھ کر نماز ادا فرماتے تھے۔ (اخلاق النبی و آدابہ ، ذکر قلنسوتہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلَّم، ص ٧٠، حدیث:٣٠٥)

امام محمد بن یوسف شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نے نقل فرمایا کہ قَلَنْسُوَۃٌ بَیْضَاءُ مُضَرَّبَۃٌ کی بجائے قَلَنْسُوَۃٌ بَیْضَاءُ مِصْرِیَّۃٌ یعنی سفید مصری ٹوپی تھی۔ (سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب سیرتہ الخ، الباب الثالث فی قلنسوتہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلَّم، ٢٨٤/٧)

حضرت سیّدنا جریر بن عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت سیّدنا عبد اللّٰہ بن بُسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے ملا تو میں نے کہا کہ مجھے کوئی حدیث سنائیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے فرمایا: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وَلَہٗ قَلَنْسُوَۃٌ طَوِیْلَۃٌ وَقَلَنْسُوَۃٌ لَھَا اُذُنَانِ وَقَلَنْسُوَۃٌ لَاطِیَۃٌ یعنی میں

نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لمبی ٹوپی، کانوں والی ٹوپی اور سر سے چمٹی ہوئی ٹوپی تھی۔

(اخلاق النبی و آدابہ، ذکر قلنسوتہ صَلَّی اللہ علیہ وسلَّم، ص ٧٠، حدیث:٣٠٦)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفید ٹوپی پہنتے تھے۔(شعب الایمان، باب فی الملابس الخ، فصل فی العمائم، ٥/ ١٧٥، حدیث:٦٢٥٩، مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب فی القلنسوۃ، ٥/ ٢١١، حدیث:٨٥٠٥)

حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے مروی ہے: كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحتَ الْعَمَائِمِ وَبِغَيْرِ الْعَمَائِمِ وَ يَلْبَسُ الْعَمَائِم بِغَيْرِالْقَلَانِسَ وَ كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ الْيَمَانِيَة وَهُنَّ الْبِيْضُ الْمُضَرَّبَة وَيَلْبَسَ ذَوَاتَ الآذَانِ فِيْ الْحَرْبِ وَكَانَ رُبَّمَا نَزَعَ قَلَنْسُوَتَه فَجَعَلَهَا سُتْرَةً بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ کے بغیر ٹوپی اور ٹوپی کے بغیر عمامہ شریف بھی پہنتے تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفید کڑھائی والی یمنی ٹوپی پہنتے تھے اور جنگ میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے، بعض اوقات اپنی ٹوپی اتار کر اسے سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے۔(کنز العمال، کتاب الشمائل، قسم الاقوال، الجز:٧، ٤/ ٤٦،

حدیث:١٨٢٨٢)

سرکار کی ٹوپی کے متعلق اہم وضاحت

حضرت علاّمہ عبدالرءوف مناوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیث کے تحت نقل فرماتے ہیں: ظاہر ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بغیر عمامہ کے ٹوپی گھر میں ہی پہنتے ہوں گے اور جب لوگوں کے پاس تشریف لاتے تو عمامہ شریف میں آتے ہوں گے اور حدیث کے اس حصے "فَجَعَلَھَا سُتْرَۃً بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُوَ یُصَلِّی" (یعنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بعض اوقات اپنی ٹوپی اتار کر اسے سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے) کے تحت لکھتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ ایسا آپ اس وقت فرماتے جب سُتْرَہ کے لئے کوئی اور چیز میسر نہ ہوتی، یا بیانِ جواز کے لئے ایسا فرماتے تھے۔ بعض شوافع کہتے ہیں کہ اس حدیث سے اور ماقبل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سر سے چمٹی ہوئی، اٹھی ہوئی، دھاری دار ٹوپی خواہ عمامہ کے نیچے پہنیں یا بغیر عمامہ کے پہنیں سب احادیث میں وارد ہے۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ ٹوپی انبیاء کرام عَلَیْھِمُ السَّلام اور صالحین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ المُبِیْن کے لباس کا حصہ ہے۔ یہ سر کی حفاظت کرتی اور عمامہ کو سر پر روکتی ہے اور ٹوپی پہننا سنّت ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ سر سے متصل ہو، اُٹھی ہوئی نہ ہو، مگر گرمی یا حبس وغیرہ سے بچاؤ کے لئے اُٹھی ہوئی ٹوپی پہننا یا اس میں سوراخ کرنا جائز ہے۔ (فیض القدیر، حرف الکاف، باب

"كان" وهى الشمائل الشريفة، ٣١٤/٥،تحت الحديث:٧١٦٨ ملخصًا)

مصطفٰی کی سادگی پہ لاکھوں سلام

حضرت علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد مالکی المعروف ابنُ الحاج عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَھَّاب فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لباس کے بارے میں تکلف نہ فرماتے بلکہ جو آسانی سے میسر ہوتا اسے ہی شرف عطا فرماتے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کبھی عمامہ وٹوپی اور چادر مبارک سجائے کاشانۂ اقدس سے تشریف لاتے، کبھی عمامہ وٹوپی میں، کبھی صرف ٹوپی مبارک میں تو کبھی کبھار یونہی بغیر عمامہ وٹوپی کے تشریف لے آتے۔ (المدخل، فصل فى اللباس، ١١٢/١)

صحابۂ کرام و تابعین عظام کی مبارک ٹوپیاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابۂ کرام وتابعینِ عُظَّام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِم اَجمَعِین بھی کئی رنگ اور مختلف بناوٹ کی ٹوپیاں زیبِ سر فرمایا کرتے تھے چنانچہ پہلے صحابۂ کرام اور پھر تابعینِ عظام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِم اَجمَعِین کی مبارک ٹوپیوں کا بالترتیب ذکر کیا جاتا ہے چنانچہ

﴿1﴾ **امیر المؤمنین** حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: اَلشُّھَدَاءُ اَربَعَۃٌ یعنی شہید چار قسم کے ہیں۔ ایک وہ کامل مؤمن جو دشمن سے لڑے

اوراللہ تعالٰی سے کیے ہوئے وعدے کو سچ کر دکھائے یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے ، یہ وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا کر اس طرح دیکھیں گے وَ رَفَعَ رَأْسَهُ حَتّٰى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَتُهُ یعنی اوراس کے ساتھ ہی اپنا سر اٹھایا حتی کہ آپ کی ٹوپی گر گئی ، راوی کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس سے حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی ٹوپی مراد ہے یا نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی ٹوپی ۔(ترمذی ، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل الشهداء عندالله، ٢٤١/٣، حدیث: ١٦٥٠)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ٹوپی پہنتے تھے کیونکہ اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ٹوپی نہ پہنتے ہوتے تو راوی کو قطعی طور شبہ نہ ہوتا ، راوی کا شبہ میں پڑ جانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

﴿2﴾ **حضرت** سیّدنا یزید بن حارث فَزَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: رَأَيْتُ عَلٰى عَلِيٍّ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ مِصْرِيَّةً یعنی میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو سفید مصری ٹوپی پہنے دیکھا ۔(طبقات ابن سعد، طبقات البدريين من المهاجرين الخ، ذكر قلنسوة علی بن ابی طالب الخ ، ٢٢/٣)

﴿3﴾ **حضرت** سیّدنا عَبَّاد بن ابوسلیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے

ہیں: رَاَیْتُ عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَلَنْسُوَةً بَیْضَاءَ یعنی میں نے حضرت سیّدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو سفید ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

(طبقات ابن سعد، تسمیة من نزل البصرة من اصحاب رسول الله الخ، ۱۸/۷)

سیدنا خالد بن ولید کی مبارک ٹوپی

جنگِ یَرمُوک کے بارھویں دن حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقابلہ ایک رومی سردار بطریق نسطور سے ہوا، دونوں کے درمیان جنگ جاری تھی کہ اچانک سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا گھوڑا بدکا اور زمین پر گر گیا جس سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی زمین پر گر گئے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وہ مبارک ٹوپی بھی گر گئی جسے آپ ہر وقت اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے، حیرانی کی بات یہ ہے کہ جیسے ہی وہ ٹوپی گری آپ کو اپنی جان کی نہیں بلکہ اس ٹوپی کی فکر لگ گئی اور آپ نے باآواز بلند پکارا: قَلَنْسُوَتِیْ رَحِمَکُمُ اللّٰہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ تم لوگوں پر رحم فرمائے، ہے کوئی جو میری ٹوپی مجھے تھما دے۔ چنانچہ آپ کی قوم میں سے ایک شخص گیا اور آپ کی ٹوپی تلاش کر کے آپ کو تھما دی، جیسے ہی آپ نے وہ ٹوپی پہنی تو ایسے لگا جیسے آپ کو نئی طاقت مل گئی ہو، پھر آپ نے اس سردار پر اپنی تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ رومیوں نے جب اس کا یہ حشر دیکھا تو سب کا سانس رُک گیا اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے

ہوئے۔(فتوح الشام، الشعار، ۱/۲۱۰)

سیدنا خالد بن ولید کا مبارک عقیدہ

جب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لشکر میں واپس آئے تو اُن سے پوچھا گیا کہ حضرت جب میدان جنگ میں ہر طرف تلواریں چل رہی تھیں، اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنی ٹوپی کی فکر لگی ہوئی تھی، اس کی کیا وجہ تھی؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حلق کروایا تو میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک بالوں میں سے چند بال مبارک اپنے پاس رکھ لیے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: مَا تَصْنَعُ بِھٰؤُلَاءِ یَا خَالِدُ یعنی اے خالد! تم ان بالوں کا کیا کروگے؟ میں نے عرض کی: اَتَبَرَّکُ بِھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاسْتَعِیْنُ بِھَا عَلَی الْقِتَالِ قِتَالَ اَعْدَائِیْ یعنی یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میں آپ کے ان مبارک گیسوؤں سے تبرک حاصل کروں گا اور جنگوں میں اپنے دشمنوں کے قتال پر ان سے مدد طلب کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا تَزَالُ مَنْصُوْراً مَا دَامَتْ مَعَكَ یعنی اے خالد! جب تک یہ بال تمہارے پاس رہیں گے ان کے وسیلے سے ہمیشہ تمہاری مدد کی جاتی رہے گی۔ سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: فَجَعَلْتُھَا

فِیْ مُقَدَّمَةِ قَلَنْسُوَتِیْ فَلَمْ اَلْقِ جَمْعًا قَطُّ اِلَّا اِنْهَزَمُوْا بِبَرَکَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم یعنی پھر میں نے ان مبارک گیسوؤں کو اپنی ٹوپی کے اگلے حصے میں محفوظ کرلیا اور میں جب بھی اپنے دشمنوں سے مقابلے کے لیے جاتا ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ و رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکت سے میرے دشمنوں کو شکست وذلت سے دوچار فرماتا ہے۔

(فتوح الشام، الشعار، ۱/۲۱۰)

علم وحکمت کے مدنی پھول

❁ **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کتنے واضح الفاظ میں اپنا مبارک عقیدہ بیان کررہے ہیں کہ میں ان مبارک گیسوؤں سے تبرک اور مدد حاصل کروں گا۔ معلوم ہوا حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک گیسوؤں سے تبرک اور مدد حاصل کرنا دونوں جائز ہیں۔

❁ معلوم ہوا کہ یہ فقط حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عقیدہ ہی نہیں تھا بلکہ آپ کا یہ مشاہدہ بھی تھا کہ مجھے جنگوں میں ان ہی مبارک گیسوؤں کی برکت سے فتح ونصرت حاصل ہوتی ہے۔

❁ جب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا کہ میں ان سے برکت

اور مدد حاصل کروں گا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تائید فرمائی کہ جب تک تمہارے پاس یہ بال رہیں گے تمہیں ہمیشہ مدد و نصرت ہی ملے گی، تمہارے دشمنوں کو شکست و ذلت دی جائے گی۔

❁ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک گیسوؤں سے برکت اور مدد حاصل کرنے کا معاملہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نہ صرف حیاتِ مبارکہ میں تھا بلکہ آپ کی وفات طیبہ کے بعد بھی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے خالد جب تک یہ بال تمہارے پاس رہیں گے تب تک تمہاری مدد کی جاتی رہے گی۔ اور حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب یہ واقعہ بیان کر رہے ہیں اس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصالِ ظاہری ہو چکا تھا۔ لٰہذا ثابت ہوا کہ آثارِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تبرک و مدد کا معاملہ حیاتِ طیبہ میں بھی تھا اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی ہے۔

❁ اگر حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک گیسوؤں سے تبرک حاصل کرنا اور مدد طلب کرنا ناجائز یا شرک ہوتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو روکتے اور منع فرماتے کہ اے خالد یہ عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے، جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

انہیں منع نہ فرمایا بلکہ ان کے عقیدے کو پختہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے خالد جب تک یہ بال تمہارے پاس رہیں گے تم ہمیشہ فتح یاب ہوتے رہو گے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو منع نہ فرمانا بلکہ ان کی تائید فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تبرکات و آثار سے تبرک اور مدد حاصل کرنا نہ صرف صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے نزدیک جائز ہے بلکہ خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک بھی جائز ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کئی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اپنے موئے مبارکہ خود عطا فرمائے۔ چنانچہ

حضرت سیدنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجام کو بلا کر اپنے سرِ اقدس کے داہنی جانب کے بال منڈوائے اور سیدنا ابوطلحہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وہ بال عطا فرما دیے، پھر بائیں جانب کے بالوں کو منڈوایا اور وہ سب بال بھی سیدنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فرمائے نیز انہیں یہ حکم فرمایا کہ ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم فرما دیں۔

(مسلم، کتاب الحج، باب بیان ان السنة...الخ، ص٦٧٨، حدیث:٣٢٥)

حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بِطرِیق نَسطُور کے ساتھ لڑائی کر رہے تھے تو آپ کی مبارک ٹوپی گر گئی اور آپ اس کی تلاش میں لگ گئے،

اس پر صحابۂ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضْوَان نے آپ سے سبب پوچھا اور آپ نے مذکورہ بالا ساری بات بیان کی لیکن آپ کے بیان پر کسی نے بھی انکار نہ کیا معلوم ہوا کہ تمام صحابۂ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضْوَان کا یہ مبارک عقیدہ تھا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گیسوؤں سے تبرک اور مدد حاصل کرنا جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک گیسوؤں سے یوں اِستِعانت طلب کرتے ہیں:

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں ... سایہ اَفگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہوجائے ... چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

سیّدنا سالم کی سفید ٹوپی و عمامہ

حضرت سیّدنا خالد بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں: رَاَیۡتُ عَلٰی سَالِمٍ قَلَنۡسُوَۃً بَیۡضَاءَ وَرَاَیۡتُ عَلَیۡہِ عِمَامَۃً بَیۡضَاءَ یَسۡدُلُ خَلۡفَہٗ مِنۡھَا اَکۡثَرُ مِنۡ شِبۡرٍ یعنی میں نے حضرت سیّدنا سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو سفید ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو سفید عمامہ سجائے ہوئے (بھی) دیکھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے عمامہ شریف کا ایک بالشت سے کچھ زائد شملہ پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ (طبقات ابن سعد، الطبقة الثانية من اهل المدينة من التابعين الخ، سالم بن عبد الله بن عمر، ٥/١٥١)

نرم ٹوپی کے فوائد

شیخِ طریقت ، امیرِ اہلسنّت ، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَت بَرَکَاتُھُمُ العَالِیَہ کے ٹوپی سے متعلق کچھ ملفوظات کا خلاصہ ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہمارے یہاں عموماً عمامہ شریف کے لئے سخت ٹوپی استعمال کی جاتی ہے جس پر ایک مرتبہ عمامہ شریف باندھنے کے بعد کئی دن تک کھولا نہیں جاتا، جس کی وجہ سے اس میں پسینہ، میل کچیل اور گرد و غبار وغیرہ جمع ہوتا رہتا ہے جو کہ بسا اوقات تَعَفُّن (بدبو) کا باعث بنتا ہے۔ اگر چہ سربند کی بھی سب کی عادت نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ (سربند) ہر وقت سنّت ہے بلکہ جب تیل ڈالیں اس وقت سنّت ہے۔ یہی حال سربند کا ہوتا ہے جبکہ تیل پی پی کر بدبودار ہو جاتا ہے، ایسے لوگوں کے قریب بعض اوقات نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (امیرِ اہلسنّت مزید فرماتے ہیں) ایک اسلامی بھائی نے مجھے بتایا کہ میں سخت ٹوپی پر عمامہ شریف باندھا کرتا تھا ایک دن اچانک گردن کے پاس سر کی جانب مجھے گلٹی سی نکل گئی۔ ڈاکٹر سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ آپ جو سخت ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں یہ اسی کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ پسینہ وغیرہ جذب کرتی رہتی ہے نیز اس سے سر کو صحیح طور پر ہوا بھی نہیں لگ پاتی اسی پسینے کی وجہ سے آپ کو الرجی ہو گئی ہے۔ آپ یہ ٹوپی اتار دیا کریں، ایک دن پہنیں

دوسرے دن اتار دیں اس طرح یہ خشک ہو جایا کرے گی پھر دوبارہ پہن لیا کریں، یا پھر جالی والی نرم ٹوپی پر ہی عمامہ شریف باندھ لیا کریں۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَت بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ فرماتے ہیں: سر سے چمٹی ہوئی ٹوپی پہننا سنّت ہے، اگرچہ کڑک ٹوپی پہننا بھی جائز ہے۔ لہٰذا ہمیں حتی الامکان سر سے ملی ہوئی نرم ٹوپی پر ہی عمامہ شریف باندھنا چاہئے۔ اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ نرم ٹوپی پر گنبد نما عمامہ باندھنے میں آسانی ہوتی ہے کیونکہ اس میں کچھ نہ کچھ سر کی گولائی محسوس ہو جاتی ہے جبکہ سخت ٹوپی کے ہموار ہونے کی وجہ سے اس میں گنبد نما عمامہ باندھنا مشکل ہے۔"

امیرِ اہلسنّت اور احیاءِ سنّتِ عمامہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دارِ آخرت اختیار فرمانے کے بعد سے عادتِ جاریہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں کی ہدایت واصلاح کے لئے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلاموں میں اولیاء کرام اور علماءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو پیدا فرماتا ہے تا کہ وہ دینِ متین کی خدمت سرانجام دیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان مبارک ہستیوں کو غیر معمولی علوم اور صلاحیتوں سے نوازتا اور انہیں اعلیٰ اخلاق و کردار کا پیکر بناتا ہے تا کہ لوگ ان کے قریب آئیں، ان کے ملفوظات و بیانات سنیں، بدعملی سے

کنارہ کشی اختیار کریں اور اپنی زندگی کو میٹھے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں سے روشن ومنوّر کریں۔ ایسی ہی نمونۂ اسلاف شخصیات میں سے پندرھویں صدی کی عظیم علمی و رُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ بھی ہیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جہاں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کو عشقِ رسول کی انمول نعمت سے نوازا ہے وہیں اِحیائے سنّت کے عظیم جذبے سے بھی مالامال فرمایا ہے۔ فرائض وواجبات سے بے اعتنائی کے اس پُرفتن دور میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے لاکھوں نوجوانوں کو نہایت احسن انداز میں نہ صرف آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کا گرویدہ بلکہ مستحبات کا بھی عامل بنادیا ہے۔ اِحیائے سنّت کے سلسلے میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی خدمات اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے کردار وگفتار میں ایسی تاثیر عطا فرمائی ہے کہ لاکھوں لاکھ مسلمان آپ کے پُرسوز بیانات اور مدنی مذاکرات سن کر سنّتوں کے عاشق بن گئے، جو کل تک داڑھی شریف جیسی عظیم سنّت سے اپنے آپ کو محروم کر کے عملاً شیطان کو خوش کرتے تھے آج ان کے چہرے داڑھی شریف کے نور سے جگمگا رہے ہیں، کل تک جو فیشن کے طور پر ننگے سر رہنے اور مختلف انداز سے انگریزی

بال بنا کر اپنے آپ کو لوگوں میں نمایاں کرنے میں فخر محسوس کیا کرتے تھے آج ان کے سروں پر سُنت کے مطابق زلفیں بہاریں لٹا رہی ہیں اور سبز سبز عمامہ شریف کا تاج ان کے لباس کا جُزوِ لاَ یُنفَكْ بن چکا ہے نیز انہوں نے فیشن پرستی سے ناطہ توڑ کر سنّتوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے یقیناً یہ سب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ کی مخلصانہ کاوِشوں ہی کا ثمر ہے شاید یہی وجہ ہے کہ آج اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے جذبۂ اِحیائے سنّت کی ہر سو دھوم ہے، عوام وخواص سبھی آپ کی خدمتِ احیاءِ سنّت کے معترف ہیں حتی کہ علماء ومشائخِ اہلسنّت کَثَّرَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اپنے تأثرات میں اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ ”آج تک ہم ٹوپی کو جن لوگوں کے لباس کا حصہ نہ بنا سکے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ نے ان کے سروں پر عمامے سجا دیئے ہیں۔“ یقیناً آج کے نوجوانوں کے برہنہ سروں کو آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمامہ شریف جیسی عظیم سنّت سے ڈھانپ دینا آپ کا فیضان ہے۔

امیرِ اہلسنّت کا عمامہ شریف سے قلبی لگاؤ

عمامہ شریف کی سنّت سے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ کے قلبی لگاؤ اور محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نہ صرف خود ہمہ وقت عمامہ شریف سجائے رکھتے ہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے عمامہ شریف اپنانے کا خواب آنکھوں میں سجائے رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ وقتاً فوقتاً عمامہ شریف کی رغبت

دلاتے رہتے ہیں، یوں تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے کثیر بیانات اور مدنی مذاکروں میں عمامہ شریف کے فضائل اور ترغیبات موجود ہیں لیکن مدنی مذاکرہ نمبر ۱۴، ۵۹، ۱۴۶، ۱۶۰، ۱۷۴، ۲۲۳ میں بالخصوص آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے عمامہ شریف کے حوالے سے کثیر معلومات عطا فرمائی ہیں، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے دلکش و دلنشین انداز میں ترغیب دلانے پر بسا اوقات ایک ہی وقت میں سینکڑوں نوجوان اپنے سروں پر عمامہ شریف کا تاج سجا لیتے ہیں نیز کئی لوگ آپ کے ایک اشارے پر عمامہ شریف کے پابند بن چکے ہیں۔ ایک مَدَنی مذاکرے کے دوران ارشاد فرمایا: ''**میں نے اپنے سینکڑوں استعمالی عمامے لوگوں میں تقسیم کئے ہیں تا کہ وہ عمامے باندھیں۔**'' آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے بارہا اپنے مبارک ہاتھوں سے اسلامی بھائیوں کے سروں پر عمامہ شریف باندھ کر انہیں دُعائے اِستقامت سے بھی نوازا۔ اسی طرح اگر کوئی عالم صاحب عمامہ شریف بندھوانے کی خواہش کرتے ہیں تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اٹھ کر فوراً عمامہ شریف باندھ دیتے ہیں جیسا کہ ایک بار ملکِ شام سے تشریف لائے ہوئے **جامع المغربیة دمشق** کے مدیر اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بُزرگ پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا **شیخ رجب دیب** حَفِظَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور دیگر شامی علمائے کرام جب امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی رہائش گاہ پر ملاقات کیلئے تشریف لائے تو انہوں نے آپ

دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ سے عمامہ شریف بندھوانے کی فرمائش کی تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے سب کو سبز عمامے باندھ دیئے۔ جب کسی اسلامی بھائی کے بارے میں سنتے ہیں کہ وہ عمامہ شریف کا تاج سجا چکا ہے تو آپ بے حد خوش ہوتے اور دُعائیں دیتے ہیں۔ یہ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ ہی کا فیضان ہے کہ ہر طرف عمامہ شریف کی بہاریں ہیں، کیا بوڑھے کیا بچے اور کیا نوجوان لاکھوں لاکھ مسلمان عمامہ شریف باندھنے کی سعادت حاصل کر کے بارگاہ الٰہی سے اجر وثواب کے حقدار بن رہے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج ننھے ننھے مدنی منّوں کی زبان پر بھی اس نعرے کی گونج سنائی دیتی ہے "سر پہ عمامہ سجا رہے گا اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ"

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی عمامہ شریف کو عام کرنے کی کوششوں کو علماء ومفتیانِ کرام نے جس انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے ان میں سے چند کے تأثرات ملاحظہ فرمائیے چنانچہ

حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

(رئیس مرکزی دار الافتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور، ہند)

مولانا محمد الیاس صاحب اس زمانے میں فی سبیل اللّٰہ بغیر مشاہرے اور نذرانے کی طرف طمع کے خالص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا جوئی کے لئے اتنا عظیم الشان کام عالمگیر پیمانے پر

کر رہے ہیں ۔ جس کے نتیجہ میں بدعقیدہ، صحیح العقیدہ سنّی ہو گئے اور لاکھوں شریعت سے بیزار افراد شریعت کے پابند ہو گئے ۔ بڑے بڑے لکھ پتی، کروڑ پتی، گریجویٹ (حضرات) نے **داڑھیاں رکھیں، عمامہ باندھنے**، پانچوں وقت باجماعت نماز ادا کرنے اور دینی باتوں میں دلچسپی لینے لگے ۔ کیا یہ کارنامہ اس لائق نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قبول ہو ۔ حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا: ''مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِي فَلَهٗ اَجْرُمِائَةِ شَهِيدٍ'' (مشکوٰۃ، ص ٣٨ حدیث: ١٧٦ المکتب الاسلامی بیروت) **یعنی میری امّت کے بگڑنے کے وقت جو میری سنّت کا پابند ہوگا اس کو سو ١٠٠ شہیدوں کا ثواب ملے گا**۔ جب امت کے بگڑنے کے وقت سنّت کی پابندی کرنے والے کیلئے سو شہیدوں کا ثواب ہے تو جو بندۂ خدا سنّت کا پابند ہوتے ہوئے کروڑوں انسانوں کو ایک نہیں اکثر سنّتوں کا پابند بنادے اس کا اجر کتنا ہوگا ۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق رضوی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی

(مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال، حال مقیم برطانیہ)

سنّتوں پر عمل کرنا اور کرانا آپ کی پہچان بن چکا ہے، حتی کہ سنت کے مطابق اندازِ گفتگو، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیضِ کرم سے انقلابی تاثیر کا حامل ہے جس کا مشاہدہ دن رات مسلمانوں میں بالخصوص نوجوان

نسل میں شریعتِ مطہرہ کی پابندی سے ظاہر ہو رہا ہے گانوں کی بجائے زبانوں پر صلوٰۃ وسلام اور نعت کے ترانے ہیں، چہرہ پر سنتِ مبارکہ اور سر پر عمامہ کا تاج ہے، خواتین میں شرم حیاء اور پردہ کا رجحان ہے، نعت اور نظم میں جو کچھ فرماتے ہیں، آپ کے عملِ صادق کا عکس ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری مُدَّظِلُّہُ العَالِی

(ڈائریکٹر پاک سنی اکیڈمی گوجرانوالہ)

اِحیائے سنّت اور تحفظ عقائد اہل اسلام کی تحریک لے کر بڑی تھوڑی مدت میں بدرِ منیر کی طرح آسمانِ رشد وہدایت پر تاباں نظر آنے لگا اور انکی تحریک کی برکت سے ملت کے نوجوان جو راہِ راست سے بھٹک رہے تھے اور اپنے عظیم محسن کو بھولے جا رہے تھے، صراطِ مستقیم پر آنے لگے، **داڑھی، عمامہ جیسی سنتِ مبارکہ سے نفرت کرنے والے انہیں کی زینت و بہار میں دل شاد نظر آنے لگے**۔ لِلّٰہِ الْحَمْدُ حَمْداً کَثِیْراً۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب کے وسیلۂ جلیلہ سے حضرتِ موصوف کے علم وعمل اور مزید جذبۂ خدمتِ دین میں برکت فرمائے اور اِحیائے سنت کی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ آمین بحرمۃ طٰہٰ ویٰس

کتاب ’’عمامہ کے فضائل‘‘ امیرِ اہلسنّت کا فیضان

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عمامہ شریف سے بے پناہ محبت ہی کا فیضان ہے کہ مجلسِ اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ عمامہ شریف سے متعلق مفید معلومات سے آراستہ کتاب بنام ’’عمامے کے فضائل‘‘ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی اور اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی پانے کے لیے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ تمام سنّتوں بالخصوص عمامہ شریف کی سُنّت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے نیز شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد ’’مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے‘‘ کے جذبے کے تحت مدنی قافلوں میں سفر کرنے، مدنی انعامات پر عمل کرنے اور سُنّتیں عام کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

سوتے وقت سرمہ ڈالنا سنت ہے

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوتے وقت سرمہ استعمال فرماتے تھے چنانچہ حضرت سیدنا عبداللّٰہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سونے سے پہلے ہر آنکھ میں سرمہ اثمد کی تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔

(ترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الاکتحال، ۳/۲۹۴، حدیث: ۱۷۶۳)

تفصیلی فہرست

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
1	قرآن مجید	کلامِ الٰہی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتب التفسیر

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
3	تفسیر القرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفّٰی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
4	تفسیر الخازن	علامہ علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفّٰی ۷۴۱ھ	المطبعۃ المیمنیۃ مصر ۱۳۱۷ھ
5	تفسیر بحر المحیط	محمد بن یوسف الشہیر ابوحیان اندلسی، متوفّٰی ۷۴۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
7	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفّٰی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
8	تفسیر الجلالین	امام جلال الدین محلی، متوفّٰی ۸۶۳ھ و امام جلال الدین سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
9	تفسیر بغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
10	تفسیر در منثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
11	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفّٰی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ
12	حاشیۃ الجمل علی الجلالین	علامہ شیخ سلیمان جمل، متوفّٰی ۱۲۰۴ھ	باب المدینہ کراچی
13	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
14	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن، مرکز الاولیاء لاہور

کتب الحدیث و اصول الحدیث

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
15	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
16	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار المغنی، عرب شریف ۱۴۱۹ھ
17	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
18	سنن أبی داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
19	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
20	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفّٰی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ

21	مصنف عبد الرزاق	امام ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفّٰی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
22	مصنف ابن ابی شیبة	حافظ عبد اللّٰہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی، متوفّٰی ۲۳۵ھ	المجلس العلمی بیروت ۱۴۲۷ھ
23	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
24	مسند ابی حنیفة مع شرحه	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی، متوفّٰی ۱۵۰ھ، علامہ ملا علی قاری حنفی، متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان
25	نصب الراية	علامہ جمال الدین ابو محمد عبد اللّٰہ بن یوسف، متوفّٰی ۲۵۵ھ	پشاور
26	مسند الطیالسی	امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی، متوفّٰی ۲۰۳ھ	دار المعرفہ، بیروت
27	السنن الکبری	امام ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۱ھ
28	معرفة السنن و الا ثار	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
29	مسند الرویانی	حافظ ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی متوفّٰی ۳۰۷ھ	مؤسسة قرطبة ۱۴۱۶ھ
30	مراسیل ابی داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار الصمیعی ریاض
31	الموسوعة لابن ابی الدنیا	حافظ امام ابوبکر عبد اللّٰہ بن محمد قرشی، متوفّٰی ۲۸۱ھ	مکتبة العصریہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
32	السنة	امام ابوبکر احمد بن عمرو، متوفّٰی ۲۸۷ھ	دار ابن حزم ۱۴۲۴ھ
33	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابویعلیٰ احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفّٰی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
34	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
35	المعجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
36	المستدرك علی الصحیحین	امام ابوعبد اللّٰہ محمد بن عبد اللّٰہ حاکم نیشاپوری، متوفّٰی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
37	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
38	المنهاج فی شعب الایمان	امام ابوعبد اللّٰہ الحسین بن الحسن الحلیمی، متوفّٰی ۴۰۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۳۹۹ھ
39	السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
40	کتاب الآثار	امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم، متوفّٰی ۱۸۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
41	فردوس الاخبار	حافظ ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفّٰی ۵۰۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
42	تسدید القوس اختصار مسند الفردوس	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفّٰی ۸۵۲ھ	مخطوط مصور

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
43	مسند عبد بن حمید	ابو محمد عبد بن حمید بن نصر الکسی متوفّٰی ۲۴۹ھ	مکتبۃ السنۃ قاہرہ ۱۴۰۸ھ
44	مسند اسحاق بن راھویہ	امام اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی المروزی، متوفّٰی ۲۳۸ھ	مکتبۃ الایمان، مدینۃ المنورہ
45	جامع الاصول فی احادیث الرسول	امام مبارک بن محمد شیبانی المعروف بابن الاثیر جزری، متوفّٰی ۶۰۶ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
46	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفّٰی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
47	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی، متوفّٰی ۸۰۷ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
48	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
49	اتحاف الخیرۃ المھرۃ	امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل بوصیری، متوفّٰی ۸۴۰ھ	مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۱۹ھ
50	لُباب الحدیث مع شرحہ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار احیاء الکتب العربیہ، مصر
51	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفّٰی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
52	کنوز الحقائق	علامہ عبد الرؤف مناوی، متوفّٰی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
53	ناسخ الحدیث و منسوخہ	ابو حفص عمر بن احمد معروف بابن شاہین، متوفّٰی ۳۸۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
54	ھدی الساری مقدمہ فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ

کتب شروح الحدیث

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
55	شرح صحیح البخاری	ابن بطال ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک متوفّٰی ۴۴۹ھ	مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۲۰ھ
56	شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی، متوفّٰی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۱ھ
57	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
58	عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفّٰی ۸۵۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
59	شرح سنن ابی داود	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفّٰی ۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۴۲۰ھ
60	ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفّٰی ۹۲۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
61	التیسیر	علامہ عبد الرؤف مناوی، متوفّٰی ۱۰۳۱ھ	مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض ۱۴۰۸ھ
62	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
63	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرءوف مناوی، متوفّٰی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
64	تنقیح القول الحثیث	علامہ محمد بن عمر نووی شافعی	دار احیاء الکتب العربیہ، مصر

65	اشعۃ اللمعات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفّٰی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ
66	مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن مرکز الاولیاء لاہور
67	نزھۃ القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفّٰی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کھارادر باب المدینہ کراچی

کتب العقائد

68	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفّٰی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
69	الحبائك في اخبار الملائك	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۸ھ
70	كتاب الشريعة	امام ابوبکر محمد بن حسین الآجری، متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الوطن، ریاض ۱۴۱۸ھ
71	جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کتب الفقہ

72	خلاصة الفتاوىٰ	علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری، متوفّٰی ۵۴۲ھ	کوئٹہ
73	بدائع الصنائع	ملک العلماء امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفّٰی ۵۸۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
74	الفتاوى الخانية	قاضی حسن بن منصور بن محمود اوز جندی، متوفّٰی ۵۹۲ھ	پشاور
75	المجموع شرح المهذب	حافظ محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی، متوفّٰی ۶۷۶ھ	دار الفکر، بیروت
76	المدخل	علامہ محمد بن محمد ابن الحاج، متوفّٰی ۷۳۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ
77	فتح القدير	علامہ کمال الدین المعروف ابن الہمام، متوفّٰی ۸۶۱ھ	کوئٹہ، ۱۳۱۹ھ
78	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفّٰی ۹۷۰ھ	کوئٹہ ۱۴۲۰ھ
79	نور الایضاح و مراقي الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفّٰی ۱۰۶۹ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
80	الدر المختار	محمد بن علی المعروف علاء الدین حصکفی، متوفّٰی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
81	حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی، متوفّٰی ۱۲۴۱ھ	باب المدینہ، کراچی
82	حاشية الطحطاوى على الدر المختار	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی، متوفّٰی ۱۲۴۱ھ	کوئٹہ
83	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفّٰی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
84	الفتاوی الهندية	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام، متوفّٰی ۱۱۶۱ھ و جماعة من علماء الهند	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
85	الموسوعة الفقهية	وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ ۔ الکویت	دار الصفوۃ، مصر ۱۴۱۶ھ
86	الفتاوی الفقهية الكبرىٰ	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفّٰی ۹۷۴ھ	مؤسسۃ التاریخ العربی بیروت لبنان
87	کشف الغمه	ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی، متوفّٰی ۹۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
88	شرح سیر الکبیر	امام محمد بن حسن شیبانی، متوفّٰی ۱۸۹ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
89	مفاتیح الجنان	یعقوب بن سید علی المعروف سید علی زادہ، متوفّٰی ۹۳۱ھ	1906ء
90	الفتاوی الحديثية	حافظ احمد بن علی بن حجر ہیتمی، متوفّٰی ۹۷۴ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۹ھ
91	فتاوٰی تنقیح الحامدية	سید محمد امین افندی الشہیر بابن عابدین، متوفّٰی ۱۲۵۲ھ	پشاور
92	الحاوی للفتاویٰ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
93	الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	مخطوط مصور
94	فتاوٰی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، مرکز الاولیاء لاہور
95	رکن دین	علامہ مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری، متوفّٰی ۱۳۳۵ھ	شبیر برادرز، اردو بازار لاہور
96	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
97	فتاوٰی امجدیہ	علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی ۱۴۱۹ھ
98	فتاوٰی مصطفویہ	ابوالبرکات محمد مصطفٰے رضا خان قادری، متوفّٰی ۱۴۰۲ھ	شبیر برادرز، مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۲۱ھ
99	ریاض الفتاوٰی	مفتی سیّد ریاض الحسن جیلانی قادری متوفّٰی 1968ء	انجمن انوار القادریہ کراچی 2001ء
100	وقار الفتاوٰی	مولانا مفتی محمد وقار الدین، متوفّٰی ۱۴۱۳ھ	بزم وقار الدین کراچی ۲۰۰۱ء
101	فتاوٰی فقیہ ملت	مولانا مفتی جلال الدین امجدی، متوفّٰی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور ۲۰۰۵ء
102	فتاوٰی فیض الرسول	مولانا مفتی جلال الدین امجدی، متوفّٰی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۱۱ھ
103	فتاوٰی بحر العلوم	مفتی عبد المنان اعظمی	شبیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور 2010ء
104	فتاوٰی اجملیہ	محمد اجمل قادری رضوی سنبھلی، متوفّٰی ۱۳۸۳ھ	شبیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور ۲۰۰۵ء
105	احکامِ شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
106	نماز کے احکام	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
107	پردے کے بارے میں سوال جواب	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

کتب اصول الفقہ

108	نور الانوار	علامہ احمد ابن ابی سعید حنفی المعروف بملا جیون، متوفّٰی ۱۱۳۰ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
109	النظامی شرح الحسامی	مولوی محمد نظام الدین کیرانوی	باب المدینہ کراچی

کتب التصوف

110	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفّٰی ۳۸۶ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
111	الزهد الكبير	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفّٰی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت
112	الرسالة القشيرية	امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری، متوفّٰی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
113	احياء علوم الدين	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
114	تذكرة الاولياء	شیخ فرید الدین عطار، متوفّٰی ۶۳۷ھ	انتشارات گنجیہ ۱۳۷۹ھ
115	الطبقات الكبرى	عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی، متوفّٰی ۹۷۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
116	الحديقة الندية	قدوۃ المحققین علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفّٰی ۱۱۴۱ھ	پشاور
117	اتحاف السادة المتقين	ابو الفیض سیّد محمد مرتضیٰ زبیدی، متوفّٰی ۱۲۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
118	الآداب الشرعية	امام عبد اللہ محمد ابن مفلح المقدسی، متوفّٰی ۷۶۳ھ	مؤسسۃ الرسالہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
119	کشف المحجوب	سیّد علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش متوفّٰی ۵۰۰ھ	نوائے وقت پرنٹرز، لاہور
120	جامع كرامات اولياء	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۲ھ
121	آدابِ مرشد کامل	شعبہ اصلاحی کتب، مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

کتب السیر والاعلام والتاریخ

122	الطبقات الكبرى	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، متوفّٰی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۷ء
123	الرياض النضرة فی مناقب العشرة	امام شیخ ابو جعفر احمد الشہیر الطبری، متوفّٰی ۶۹۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
124	الاصابة فی تمييز الصحابة	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۵ھ
125	اسد الغابة	ابو الحسن عز الدین علی بن محمد الجزری، متوفّٰی ۶۳۰	دار احیاء التراث، بیروت ۱۴۱۷ھ
126	اخبار الاخيار	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفّٰی ۱۰۵۲ھ	فاروق اکیڈمی، خیر پور پاکستان
127	سير أعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفّٰی ۷۴۸ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ
128	السيرة النبوية	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ

129	الشمائل المحمدیہ	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی، متوفّٰی ۲۷۹ھ	داراحیاء التراث، بیروت
130	دلائل النبوۃ	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی، متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
131	دلائل النبوۃ	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفّٰی ۴۳۰ھ	المکتبۃ العصریۃ، بیروت ۱۴۳۰ھ
132	الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ	القاضی ابوالفضل عیاض مالکی، متوفّٰی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
133	سبل الھدی والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفّٰی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
134	تاریخ دمشق	علامہ علی بن حسن، متوفّٰی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
135	کتاب المغازی	علامہ محمد بن عمر بن واقدی، متوفّٰی ۲۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۹ھ
136	اخبار مکۃ	ابوالولید محمد بن عبد اللہ بن احمد الازرقی، متوفّٰی ۲۵۰ھ	مکتبۃ الاسدی مکۃ المکرمۃ ۱۴۲۴ھ
137	اخبار اصبھان	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ صفہانی شافعی، متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
138	الروض الانف	امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ الخثعمی السہیلی، متوفّٰی ۵۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
139	فتوح الشام	علامہ محمد بن عمر بن واقدی، متوفّٰی ۲۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۶ھ
140	فتوح الشام	علامہ محمد بن عمر بن واقدی، متوفّٰی ۲۰۷ھ	مخطوط مصور
141	البدایۃ والنھایۃ	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفّٰی ۷۷۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
142	المواھب اللدنیۃ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفّٰی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
143	شرح الشفا	علامہ علی بن سلطان قاری حنفی، متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
144	مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفّٰی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ، مرکز الاولیاء لاہور ۱۹۹۷ء
145	الکامل فی التاریخ	ابوالحسن علی بن محمد بن محمد الجزری، متوفّٰی ۶۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
146	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	علی بن سلطان محمد المعروف علامہ ملا علی قاری حنفی، متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
147	وسائل الوصول الی شمائل الرسول	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	دار المنھاج، بیروت ۱۴۲۳ھ
148	حاشیۃ القسطلانی علی الشمائل	علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفّٰی ۹۲۳ھ	مخطوط مصور

149	خلاصۃ الوفاء	امام علی بن عبداللہ بن احمد السمہودی، متوفّٰی ۹۲۲ھ	المکتبۃ العلمیہ، مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ
150	اشرف الوسائل الی فہم الشمائل	علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی، متوفّٰی ۹۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
151	اخلاق النبی و آدابہ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابو الشیخ الاصبہانی متوفّٰی ۳۶۹ھ	دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۸ھ
152	خلاصۃ سیر سید البشر	شیخ ابو العباس احمد بن عبداللہ محب الدین طبری، متوفّٰی ۶۹۴ھ	دائرۃ المعارف العثمانیہ، ہند ۱۴۲۶ھ
153	التاریخ الکبیر	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
154	تاریخ الطبری	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، متوفّٰی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۷ھ
155	تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس	امام حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری متوفّٰی ۹۶۶ھ	مؤسسۃ شعبان، بیروت
156	مشایخ الدقاق	ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد اصبہانی، متوفّٰی ۵۱۶ھ	مکتبۃ الرشد ریاض 1997ء
157	التدوین فی اخبار القزوین	مؤرخ کبیر عبد الکریم بن محمد الرافعی القزوینی، متوفّٰی ۶۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۸ھ
158	تاریخ الاسلام	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفّٰی ۷۴۸ھ	دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ
159	کتاب السیر	ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن حارث الفرازی، متوفّٰی ۱۸۶ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۸ھ
160	الوفا باحوال المصطفی	امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی ابن جوزی، متوفّٰی ۵۹۷ھ	المکتبۃ العصریہ، بیروت 2011ء
161	بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ (سیرت سید الانبیاء)	مولانا مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، متوفّٰی ۱۱۷۴ھ مترجم مفتی محمد علیم الدین نقشبندی	مظہر علم مرکز الاولیاء لاہور 2003ء
162	السیرۃ الحلبیۃ	برہان الدین علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی، متوفّٰی ۱۰۴۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
163	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
164	تاریخ مشائخ قادریہ	ڈاکٹر غلام یحیٰی انجم	کتب خانہ امجدیہ، دہلی
165	سیرتِ مصطفٰی	مولانا عبد المصطفٰی اعظمی، متوفّٰی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
166	ذکرِ جمیل	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی متوفّٰی ۱۴۰۴ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز 2002ء
167	لباسِ نبوی	مولانا محمد عبد السلام نقشبندی	دار العلوم سلطانیہ جہلم 2003ء
168	تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	محمد صادق قصوری	کتب خانہ خیریہ پشاور
169	جہانِ امام ربانی	زیر سرپرستی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	امام ربانی فاونڈیشن، کراچی 2005ء

170	خزینۃ الاصفیاء	مفتی غلام سرور لاہوری، متوفّٰی ۱۳۰۷ھ	مکتبہ نبویہ مرکز الاولیاء لاہور 2010ء
171	امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات	علامہ یٰسین اختر مصباحی	فرید بک اسٹال، مرکز الاولیاء لاہور 2000ء
172	تجلیاتِ امام احمد رضا	قاری امانت رسول قادری	رضا اکیڈمی مرکز الاولیاء لاہور 2008ء
173	تذکرہ اولیائے پاکستان	علامہ عالم فقری	شبیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور
174	تذکرہ محدث اعظم پاکستان	مولانا محمد جلال الدین قادری	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور 2005ء
175	حیاتِ اعلیٰ حضرت	ملک العلماء ظفر الدین بہاری، متوفّٰی ۱۳۸۲ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
176	فیضانِ اعلیٰ حضرت	حافظ محمد ریحان احمد قادری عطاری	شبیر برادرز، لاہور دسمبر 2012ء
177	فیوضاتِ حسینیہ	صاحبزادہ احمد حسن الحسنی	مکتبہ حسنیہ مجددیہ، سواگ شریف لیہ
178	مہرِ منیر	مولانا فیض احمد	نظریہ پاکستان پرنٹرز اسلام آباد ۱۴۲۳ھ
179	سیرتِ صدر الشریعہ	حافظ عطاء الرحمٰن قادری ایم، اے	مکتبہ اعلیٰ حضرت مرکز الاولیاء لاہور 2002ء
180	برھانِ ملت کی حیات و خدمات	مولانا عبد الوحید مصباحی	ادارہ ضیاء البرہان جبل پور (ھند) 2011ء
181	جہان مفتی اعظم	علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی، علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی، مولانا مقبول احمد سالک مصباحی	رضا اکیڈمی ممبئی 2007ء
182	مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء	مولانا محمد شہاب الدین رضوی براچی	رضا اکیڈمی ممبئی 1990ء
183	علمائے اہلِ سنّت کی بصیرت وقیادت	علامہ یٰسین اختر مصباحی	مجلس فکر رضا لدھیانہ، پنجاب ھند 2012ء
184	ماہنامہ اشرفیہ، صدر الشریعہ نمبر	علامہ مبارک حسین مصباحی	الجامعۃ الاشرفیہ اعظم گڑھ، یوپی
185	سوانح شیر بیشۂ سنّت	مفتی محبوب علی خان قادری	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۳۲ھ
186	ملک العلماء	علامہ ساحل شہسرامی	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
187	حیات حافظ ملت	علامہ بدر القادری مصباحی	المجمع الاسلامی، ملت نگر مبارکپور ہند

188	حیاتِ فقیہِ زماں	حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی	مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور 2007ء
189	تذکرہ خانوادہ حضرت ایشاں	محمد یٰسین قصوری نقشبندی	ادارہ تعلیمات نقشبندیہ، لاہور
190	سیدی ضیاء الدین القادری	عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی	حزب القادریہ، مرکز الاولیاء لاہور
191	تذکرہ مشائخِ قادریہ رضویہ	مولانا عبد المجتبیٰ رضوی	کشمیر انٹرنیشنل پبلیشرز لاہور 1989ء
192	مفتیٔ اعظم سندھ حیات و خدمات	صاحبزادہ فیض الرسول نورانی	مفتیٔ اعظم سندھ اکیڈمی ملیر باب المدینہ کراچی ۱۴۳۱ھ
193	سیرت سلطان الاولیاء	مولانا محمد عبد اللہ نورانی رفاعی	زاویۃ الرافعیہ غنی آباد گوٹھ ۱۴۳۴ھ

کتب اسماء الرجال

194	تهذيب التهذيب	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
195	تهذيب الاسماء واللغات	امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی، متوفّٰی ۶۷۶ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۶ھ
196	تقريب التهذيب	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۶ھ
197	تهذيب الكمال في اسماء الرجال	جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی، متوفّٰی ۷۴۲ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۳ھ
198	الكامل في ضعفاء الرجال	امام ابواحمد عبد اللہ بن عدی جرجانی، متوفّٰی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
199	ميزان الاعتدال	امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، متوفّٰی ۷۴۸	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
200	تذكرة الحفاظ	امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، متوفّٰی ۷۴۸	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۹ھ
201	كتاب الثقات	امام ابوحاتم محمد بن حبان، متوفّٰی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۹ھ

الکتب المتفرقہ

202	المستطرف في كل فن مستطرف	شہاب الدین محمد بن ابواحمد الابشیہی، متوفی ۸۵۰ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۹ھ
203	البدور السافرة في أمور الآخرة	ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
204	كشف الخفاء	امام اسماعیل بن محمد العلوانی الشافعی، متوفّٰی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲
205	محاضرة الاوائل	شیخ علاء الدین علی سکتواری	المطبعۃ المیریہ بولاق، مصر ۱۳۰۰ھ
206	ثمرات الاوراق	امام تقی الدین ابوبکر بن علی بن محمد الحموی	المکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۲۶ھ

207	تفسیر الاحلام الکبیر	محمد بن سیرین بصری، متوفّٰی ۱۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان
208	تعطیر الانام	قدوۃ المحققین علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفّٰی ۱۱۴۱ھ	دار الخیر بیروت 1998ء
209	کتاب العظمۃ	حافظ عبد اللّٰہ بن محمد بن جعفر المعروف ابو الشیخ الاصبہانی	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۴ھ
210	البیان و التبیین	ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ، متوفّٰی ۲۵۵ھ	مکتبۃ الخانجی، قاہرہ ۱۴۱۸ھ
211	الشرف المؤبد لآل محمد	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	چشتی کتب خانہ سردار آباد
212	عقد الفرید	الفقیہ احمد بن محمد بن عبد ربہ الاندلسی، متوفّٰی ۳۲۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
213	عقد الدرر فی اخبار المنتظر	علامہ یوسف بن یحییٰ بن علی شافعی متوفّٰی ۶۸۵ھ	مکتبۃ المنار اردن ۱۴۱۰ھ
214	نثر الدر	ابو سعد منصور بن حسین الآبی متوفّٰی ۴۲۱ھ	منشورات وزارۃ الثقافۃ دمشق ۱۹۹۷ء
215	نظام حکومۃ النبویۃ	علامہ سیّد محمد عبد الحی بن عبد الکبیر الکتانی متوفّٰی ۱۳۲۸ھ	دار الارقم بیروت
216	تعلیم المتعلم	شیخ برھان الدین زرنوجی متوفّٰی ۶۱۰ھ	باب المدینہ کراچی
217	روض الریاحین	امام عبد اللّٰہ بن اسعد الیافعی، متوفّٰی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
218	السفینۃ القادریۃ	الشیخ عبد القادر الجیلانی، متوفّٰی ۵۶۱ھ (تالیف الشیخ سیدی محمد الملا)	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۱۴۲۶ھ
219	کشف النورعن اصحاب القبور	قدوۃ المحققین علامہ عبد الغنی نابلسی، متوفّٰی ۱۱۴۱ھ	مکتبہ قادریہ، مرکز الاولیاء لاہور
220	ربیع الابرار	ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری متوفّٰی ۵۳۸ھ	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱۴۱۲ھ
221	موضح اوھام الجمع والتفریق	حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الفکر الاسلامی ۱۴۰۵ھ
222	بوستان سعدی	شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی متوفّٰی ۶۹۱ھ	انتشارات عالمگیر کتابخانہ ملی ایران
223	الملفوظ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی ۱۴۳۴ھ
224	مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی	مولانا پیر محمود احمد قادری	مکتبہ نبویہ، مرکز الاولیاء لاہور 2001ء
225	الوظیفۃ الکریمہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
226	قطب الارشاد	علامہ فقیر اللّٰہ بن عبد الرحمٰن نقشبندی متوفّٰی ۱۱۹۵ھ	کوئٹہ
227	عیون الحکایات	امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی ابن جوزی، متوفّٰی ۵۹۷	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۴ھ

228	تلبیس ابلیس	امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی، متوفّٰی ۵۹۷ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۱۳ھ
229	الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء	امام ابوعمر یوسف بن عبدالبر قرطبی، متوفّٰی ۴۶۳ھ	مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب ۱۴۱۷ھ
230	الشائق النعمانیہ	ابوالخیر احمد بن مصطفٰی طاشکبری زادہ، متوفّٰی ۹۶۸ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۳۹۵ھ
231	الطبقات الشافعیہ الکبری	تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی السبکی، متوفّٰی ۷۷۱ھ	داراحیاء الکتب العربیۃ
232	العھود المحمدیہ	عبدالوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی، متوفّٰی ۹۷۳ھ	مکتبۃ المصطفٰی عرب شریف
233	سعادت الدارین	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
234	التذکرہ باحوال الموتی و امور الاخرۃ	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفّٰی ۶۷۱ھ	دار السلام قاہرہ مصر ۱۴۲۹ھ
235	مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات	امام علامہ محمد مہدی فاسی متوفّٰی ۱۱۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
236	شرح سفر السعادۃ	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفّٰی ۱۰۵۲ھ	النوریۃ الرضویہ لاہور پبلشنگ کمپنی 2010ء
237	نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن	مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی متوفّٰی ۱۲۸۵ھ	برکات المدینہ باب المدینہ کراچی
238	کُلیاتِ امدادیہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	باب المدینہ کراچی
239	دعوتِ اسلامی علمائے اہلِ سنّت کی نظر میں	مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی، متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	قطب مدینہ پبلشرز باب المدینہ کراچی
240	کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
241	بریلی سے مدینہ	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
242	163 مدنی پھول	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
243	خودکشی کا علاج	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
244	فیضانِ سنت (جلد اول)	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
245	نیکی کی دعوت	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

246	امام احمد رضا اور علماء مکہ مکرمہ	محمد بہاء الدین شاہ	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 2006ء
247	بزرگ	نواز رومانی	مکتبہ نبویہ مرکز الاولیاء لاہور 2000ء
248	ملفوظات مشائخ مارہرہ	ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی 198ء
249	تاریخ الدولۃ المکیۃ	عبدالحق انصاری	بہاؤالدین زکریا لائبریری چوآ سیدن شاہ چکوال ۱۴۲۷ھ
250	قومِ جنات اور امیرِ اہلسنت	المدینۃ العلمیۃ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
251	حدائقِ بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
252	وسائلِ بخشش	امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

[illegible]

253	لسان العرب	ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی، متوفّٰی ۷۱۱ھ	مؤسسۃ الأعلمی بیروت ۱۴۲۶ھ
254	التعریفات	سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی، متوفّٰی ۸۱۶ھ	دار المنار للطباعۃ والنشر
255	تاج العروس	ابوالفیض سیّد محمد مرتضٰی حسینی زُبیدی متوفّٰی ۱۲۰۵ھ	التراث العربی کویت ۱۴۰۷ھ
256	المعجم الوسیط	ڈاکٹر ابراہیم انیس، ڈاکٹر عبدالحلیم، عطیہ الصرالحی، محمد خلف اللہ احمد	عرب شریف
257	المنجد	لویس معلوف	انتشارات اسلام، ایران
258	اُردو لغت	ادارہ ترقی اُردو بورڈ	ترقی اُردو لغت بورڈ کراچی ۲۰۰۶ء
259	اردو دائرۂ معارف الاسلامیہ	باہتمام دانش گاہ لاہور	مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۰۰ھ

[illegible]

260	دُرُّ الغَمامۃِ فِی دُرِّ الطَّیلسانِ وَ العَذَبۃِ وَالعِمامۃ	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی متوفّٰی ۹۷۴ھ	مخطوط مصور مخزون المدینۃ العلمیۃ باب المدینہ کراچی
261	المَقالۃُ العَذبۃُ فِی العِمامۃِ وَ العَذَبۃ	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	مخطوط مصور مخزون المدینۃ العلمیۃ باب المدینہ کراچی
262	صَوبُ الغَمامۃِ فِی إرسالِ طَرَفِ العِمامۃ	علامہ ابوکمال محمد بن شریف القدسی متوفّٰی ۹۰۵ھ	مخطوط مصور مخزون المدینۃ العلمیۃ باب المدینہ کراچی

263	اَلدِّعامَةُ فِي اَحكامِ سُنَّةِ العِمامَة	علامہ محمد بن جعفر الکتانی الحسنی، متوفّٰی ۱۳۴۵ھ	مطبعة الفجاء شام ١٣٤٢ھ
264	اَلمَقالَةُ العَذَبَةُ فِي العِمامَةِ وَالعَذَبة	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دار الاخلاص لاهور
265	اَلحُجَّةُ التَّاقِه لِاثباتِ العِمامَة	مفتیٔ اعظم سرحد مفتی شائستہ گل قادری متوفّٰی ۱۴۰۱ھ	جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی، اورنگی ٹاؤن کراچی
266	کَشفُ الاِلتِباس فِي اِستِحبابِ اللِباس	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفّٰی ۱۰۵۲ھ	دار احیاء العلوم باب المدینہ کراچی
267	کَشفُ الغَمامَه عَن سُنِّيةِ العِمامَة	مولانا وصی احمد محدث سورتی متوفّٰی ۱۳۳۴ھ	جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی، اورنگی ٹاؤن باب المدینہ کراچی
268	اِزالَةُ المَلامَةِ عَنِ الاِمَامَةِ بِغَيرِ العِمَامَة	مفتی محمد عمر ہزاروی متوفّٰی ۱۳۴۹ھ	مصور
269	اَحسَنُ الاِختِيار في كَيفِيَةِ الاِعتِجار	مولانا شاہ حسین گردیزی	دار العلوم مہریہ باب المدینہ کراچی ۱۴۲۲ء
270	فضائلِ عمامہ	مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی، متوفّٰی ۱۴۳۱ھ	مکتبہ اویسیہ بہاول پور
271	فضائلِ عمامہ	علامہ سعید اللہ خان قادری	مکتبہ غوثیہ باب المدینہ کراچی 2012ء
272	سنتِ عمامہ	ڈاکٹر سیّد محمد عامر گیلانی	شبیر برادرز لاہور
273	احادیثِ عمامہ پر شبہات کا ازالہ	مولانا محمد ذو الفقار نعیمی ککرالوی	مکتبہ نعیمیہ دہلی مارچ 2008ء
274	فضائل دستار (فارسی)	مولانا ابو الاسفار علی محمد بلخی (مترجم) علامہ محمد شہزاد مجددی	دار الاخلاص مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۳۳ھ
275	فضائل دستار	مترجم علامہ محمد شہزاد مجددی	دار الاخلاص مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۳۳ھ
276	سفید عمامہ کی فضیلت	مولانا ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی	مکتبہ حیدریہ، کوٹلی کشمیر 2008ء
277	مسلمانن جو تاج (سندھی)	مفتی سید فہیم احمد شاہ راشدی	دادرس پبلشرز کراچی، دسمبر 2011
278	کارو پٹکو (سندھی)	مولانا محمد کرم اللہ الٰہی نقشبندی قادری	بو علی پرنٹر، ماتلی سندھ ۱۴۲۸ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
279	عمامہ کے ماثور رنگ	ابوااریب محمد چمن زمان نجم القادری	ندارد
280	سبز عمامہ کا جواز	مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی، متوفّٰی ۱۴۳۱ھ	مکتبہ اویسیہ بہاول پور
281	سبز عمامہ کی برکتوں سے کذاب جل اُٹھے	مفتی عبد الرزاق چشتی بھترالوی	جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی 2004ء
282	سبز عمامہ کا جواز	مفتی رضاء المصطفٰے ظریف القادری	مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ
283	سبز عمامے پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی محاسبہ	مفتی رضاء المصطفٰے ظریف القادری	مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ
284	سبز عمامے کا جواز	مولانا کاشف اقبال مدنی	میلاد پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور
285	سبز عمامہ شریف	مولانا محمود احمد نعیمی	گجرات
286	ہم سبز عمامہ شریف کیوں باندھتے ہیں؟	حافظ محمد طاہر	مکتبہ فاروقیہ رضویہ مرکز الاولیاء لاہور 1997ء
287	احکامِ عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت	مفتی محمد ہاشم عطاری مدنی	مکتبہ بہارِ شریعت مرکز الاولیاء لاہور
288	احکامِ عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت (اضافہ شدہ)	مفتی محمد ہاشم عطاری مدنی	والضحیٰ پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور 2013ء
289	سبز عمامہ کی شرعی حیثیت	مولانا ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی	مکتبہ حیدریہ، کوٹلی کشمیر 2008ء

نورانی پھول

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قدِ مبارک کا سایہ نہ تھا۔ حکیم ترمذی (متوفّٰی ۲۵۵ھ) نے اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں حضرت ذکوان تابعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ امام ابن سبع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ہے کہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی: ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَاَمَامِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَتَحْتِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا. مسلم كتاب صلاة المسافرين وقصره، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه﴾ کہ خداوندا! تو میرے تمام اعضاء (اور میرے تمام اطراف) کو نور بنا دے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ " وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" یعنی یا اللّٰہ! تو مجھ کو سراپا نور بنا دے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا!

اسی طرح عبد اللّٰہ بن مبارک اور ابن الجوزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے بھی حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سایہ نہیں تھا۔

(المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، الفصل الاول في كمال خلقته...الخ، ۵/۵۲۴، ۵۲۵)

مجلس المد ینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 275 کُتُب ورسائل

اُردو کُتُب:

01......راہِ خدامیں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاء)(کل صفحات: 40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم)(کل صفحات:199)

03......فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)(کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِیْدفِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْد)(کل صفحات:55)

05......والدین،زوجین اوراساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق)(کل صفحات: 125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت(مکمل چار حصے)(کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء)(کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ(تصورِ شیخ)(اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃ)(کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کاراز(حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح)(کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِی)(کل صفحات: 100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں(اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)(کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ ہِلَال)(کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق(مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَاد)(کل صفحات:31)

14......ایمان کی پہچان(حاشیہ تمہید ایمان)(کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِیْفَۃُالْکَرِیْمَۃ(کل صفحات:46)

16......کنزالایمان مع خزائن العرفان(کل صفحات:1185)

17......حدائق بخشش(کل صفحات:446)

18......بیاض پاک حجۃ الاسلام(کل صفحات:37)

19......تفسیر صراط الجنان جلد اول (کل صفحات:524)

20......تفسیر صراط الجنان جلد دوم (کل صفحات:495)

عربی کُتُب:

21...... جَدُّ الْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (سات جلدیں) (کل صفحات:4000)

22......اَلتَّعْلِيْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِيْحِ الْبُخَارِی (کل صفحات:458)

23......كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم (کل صفحات:74) 24......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة (کل صفحات:62)

25......اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّة (کل صفحات:93) 26......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِی (کل صفحات:46)

27......تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان (کل صفحات:77) 28......اَجْلَی الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

29......اِقَامَةُ الْقِيَامَة (کل صفحات:60)

شعبہ تراجمِ کُتُب

01...... اللہ والوں کی باتیں (حِلْيَةُالْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) پہلی جلد (کل صفحات:896)

02...... اللہ والوں کی باتیں (حِلْيَةُالْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) دوسری جلد (کل صفحات:625)

03......مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِرفِیْ حُكْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِر) (کل صفحات:112)

04......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْهِيْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْش) (کل صفحات:28)

05......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُالْعُيُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات: 142)

06......نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِيْثِ الْقُدْسِيَّة) (کل صفحات: 54)

07...... جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح) (کل صفحات: 743)

08...... امام اعظم عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَكْرَم کی وصیتیں (وَصَايَااِمَامِ اَعْظَمعَلَيْهِ الرَّحْمَة) (کل صفحات:46)

09......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اول) (اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِر) (کل صفحات: 853)

10...... نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُبِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَر) (کل صفحات:98)

11...... فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَشْفُ النُّوْرعَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر) (کل صفحات:144)

12...... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْدوَقَصْرُالْاَمَل) (کل صفحات:85)

13...... راہِ علم (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِيْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

14......عُیُوْنُ الْحِکَایَات(مترجم،حصہ اول)(کل صفحات:412)

15......عُیُوْنُ الْحِکَایَات(مترجم حصہ دوم)(کل صفحات:413)

16......احیاء العلوم کا خلاصہ(لُبَابُ الْاِحْیَاء)(کل صفحات:641)

17......حکایتیں اور نصیحتیں(اَلرَّوْضُ الْفَائِق)(کل صفحات:649)

18......اچھے برے عمل(رِسَالَةُ الْمُذَاکَرَة)(کل صفحات:122)

19......شکر کے فضائل(اَلشُّکْرُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ)(کل صفحات:122)

20......حسنِ اخلاق(مَکَارِمُ الْاَخْلَاق)(کل صفحات:102)

21......آنسوؤں کا دریا(بَحْرُ الدُّمُوْع)(کل صفحات:300)

22......آدابِ دین(اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن)(کل صفحات:63)

23......شاہراہِ اولیا(مِنْهَاجُ الْعَارِفِیْن)(کل صفحات:36)

24......بیٹے کو نصیحت(اَیُّهَا الْوَلَد)(کل صفحات:64)

25......اَلدَّعْوَة اِلَی الْفِکْر(کل صفحات:148)

26......اصلاحِ اعمال جلد اول(اَلْحَدِیْقَةُ النَّدِیَّة شَرْحُ طَرِیْقَةِ الْمُحَمَّدِیَّة)(کل صفحات:866)

27......جہنم میں لے جانے والے اعمال(جلد دوم)(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر)(کل صفحات:1012)

28......عاشقانِ حدیث کی حکایات(اَلرِّحْلَة فِی طَلَبِ الْحَدِیْث)(کل صفحات:105)

29......احیاء العلوم جلد اول(احیاء علوم الدین)(کل صفحات:1124)

30......احیاء العلوم جلد دوم(احیاء علوم الدین)(کل صفحات:1400)

31......احیاء العلوم جلد سوم(احیاء علوم الدین)(کل صفحات:1286)

32......قوت القلوب(اردو)(کل صفحات:826)

شعبہ درسی کُتُب

01......مراح الارواح مع حاشیة ضیاء الاصباح(کل صفحات:241)

02......الاربعین النوویة فی الأحادیث النبویة(کل صفحات:155)

03......اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسه(کل صفحات:325)

شعبہ تخریج

شعبہ فیضانِ صحابہ

شعبہ فیضانِ صحابیات

شعبہ اِصلاحی کُتُب

شعبہ امیر اہلسنت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عمامہ و لباس پہننے کی دعا

حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب نیا کپڑا پہنتے، اُس کا نام لیتے قمیص یا عمامہ پھر یہ دعا پڑھتے: ”اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ۔“

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا، ۴/۵۹، حدیث: ۴۰۲۰)

MC 1288

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net